عمران سیریز

ون ٹو ون

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''منکہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدقت تمام بول رہا ہوں''...... عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ کیا ہوا ہے آپ کو جو آپ بدقت تمام بول رہے ہیں''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے تو یہ سوچ کر سلام نہ کیا تھا کہ نجانے کس کا فون ہے۔ سلام کے قابل بھی ہے یا نہیں۔ لیکن تم نے بھی نہ سلام نہ دعا۔ بس اتنا کہہ دیا کہ صفدر بول رہا

ہوں۔ کیا آج پہلی بار بول رہے ہو''...... عمران نے مصنوعی طور پر غصیلے لہجے میں کہا۔

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے تو اس لئے سلام نہ کیا تھا کہ آپ کے منہ سے سلام بے حد اچھا لگتا ہے''...... صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

''تو پھر ایک بار سے کیا ہوتا ہے۔ دس بار سلام سنو''...... عمران نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ بس۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ فوراً مس جولیا کے فلیٹ پر آ جائیں۔ پوری ٹیم یہاں موجود ہے''۔ صفدر نے عمران کو روکتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر عمران کو روکا نہ گیا تو وہ واقعی دس بار پورا سلام دوہرا کر ہی خاموش ہو گا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے''...... عمران نے بے چین لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ آئیں تو سہی۔ پھر بات ہو گی''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''لیکن میں نے ابھی نہ ناشتہ کیا ہے نہ چائے پی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ بزرگوں کا کہنا ہے کہ رات کے پورے کھانے سے ناشتے کا ایک لقمہ انسان کی صحت کے لئے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اب

تم خود سوچو کہ میں نے تو رات کا کھانا بھی نہیں کھایا اور سلیمان سے میں نے ناشتہ مانگا تو اس نے بجلی کا بل نکال کر میرے سامنے رکھ دیا اور یہ حقیقت ہے صفدر سعید یار جنگ بہادر کہ بل دیکھتے ہی میرا فیوز اڑ گیا جس طرح آج کل لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ہر آدمی کا فیوز اڑا رہتا ہے جبکہ بل اس کے باوجود اتنا آ جاتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ سر سلطان کی جاگیر حاصل کروں اور پھر اسے بیچ کر ایک ماہ کا بجلی کا بل ادا کروں تاکہ ورلڈ ریکارڈ میں میرا نام بھی آ جائے کہ اس آدمی نے بجلی کا پورا بل ادا کیا ہے''...... عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی سے بھی زیادہ تیز چل رہی تھی۔

''آپ بجلی کا بل بھی ساتھ لے آئیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ چندہ جمع کر کے آپ کا بجلی کا بل ادا کر دیں لیکن آئیں جلدی''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چندہ۔ واہ۔ کیا خوبصورت لفظ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پاکیشیائی قوم دنیا کی سب سے فیاض اور سخی قوم ہے۔ ویسے کسی غریب کو دس روپے دینے سے جان نکلتی ہے، کسی محنت کش ریڑھی والے سے گھنٹہ بحث کی جاتی ہے کہ وہ کرایہ بیس روپے کیوں مانگ رہا ہے جبکہ ٹیکسی والے کو ٹپ کے طور پر پچاس روپے کا نوٹ دے دیا جاتا ہے کہ اس طرح شان بڑھتی ہے اور چندہ تو بہرحال ادھار ہوتا ہے۔ عاقبت میں اس کا بدل بہرحال ملے گا اس لئے ایسا نہ کریں کہ جولیا کے پلازہ کے باہر چادر بچھا کر اور اس پر بجلی کا بل رکھ کر

چندے کی اپیل کر دی جائے۔ اگر جولیا ساتھ کھڑی ہو جائے تو یقین کرو آدھے شہر کے بل ادا کرنے جتنا چندہ اکٹھا ہو جائے گا''...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا لیکن دوسری طرف سے صفدر نے رسیور رکھ دیا۔ وہ بھی عمران کا مزاج شناس تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران جب بولنے پر آ جائے تو پھر اسے روکنا کسی انسان کے بس میں نہیں ہوسکتا۔

''کمال ہے۔ کیا زمانہ آ گیا ہے کہ سچی بات بھی کوئی سننے کے لئے تیار نہیں ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا اس لئے لباس تبدیل کر کے وہ فلیٹ سے باہر آیا اور مخصوص تالا لگا کر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے اس رہائشی پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ان دنوں جولیا کا فلیٹ تھا کیونکہ سیکرٹ سروس کے ممبران جلدی جلدی اپنی رہائش گاہیں تبدیل کرتے رہتے تھے۔ رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں عمران نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے جب وہاں سیکرٹ سروس کے تقریباً تمام ممبران کی کاریں کھڑی دیکھیں تو وہ بے اختیار مسکراتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تیسری منزل پر جولیا کے فلیٹ کے سامنے پہنچ کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''کیا یہ برف کی شہزادی مطلب ہے کہ سنو پرنسز مس جولیانا

فٹز واٹر کا فلیٹ ہے۔ باہر بہت گرمی پڑ رہی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اندر برفانی ہوائیں چل رہی ہوں گی''...... عمران کی زبان رواں ہوگئی۔ دوسری طرف سے بغیر کوئی جواب دیئے کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا اور چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور دروازے پر صفدر نظر آیا۔

''ارے کمال ہے۔ مجھ سے پہلے ہی گرمی کے ستائے ہوئے لوگ یہاں موجود ہیں''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آنے والا سلام کیا کرتا ہے''...... صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''اور اگر تم وعلیکم السلام کہہ کر دروازہ کھول دیتے تو پھر میں کیا کرتا اس لئے پہلے آدمی کو اطمینان سے بیٹھنے دو۔ کچھ خاطر تواضع ہو جانے کے بعد سلام بھی کر لیں گے تاکہ وعلیکم السلام بھی ہو جائے تو چلو کچھ کھایا پیا ہوا تو ہو''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا اور پھر وہ دونوں سٹنگ روم میں آ گئے جہاں صوفوں پر ساری سیکرٹ سروس موجود تھی۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا اہالیان فلیٹ نمبر۔ اوہ۔ نمبر تو مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے''...... عمران نے چونک کر کہا اور پھر صدیقی کے ساتھ خالی صوفے پر بیٹھ گیا۔

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تازہ وارد بساط ہوائے دل''۔

صدیقی نے جواب دیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تمہیں اتنی فارسی آتی ہے۔ پھر تو تمہاری آئل فیکٹری ہونی چاہئے اور اس دور میں جس کی آئل فیکٹری ہو وہ تو ملینئیر ہوتا ہے''...... عمران نے آنکھیں پھاڑ کر صدیقی کو دیکھتے ہوئے کہا تو صدیقی سمیت سب لوگ بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ فارسی کا آئل سے کیا تعلق''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کسی زمانے میں کہا جاتا تھا کہ پڑھو فارسی، بیچو تیل۔ اس کا پس منظر یہ تھا کہ مغل دور میں فارسی سرکاری زبان تھی۔ فارسی بولنے والے کی معاشرے میں بڑی عزت اور احترام تھا اور فارسی بولنے والے کو سرکاری مناصب ملتے تھے۔ پھر مغلیہ دور ختم ہو گیا اور گریٹ لینڈ نے یہاں قبضہ کر کے اپنی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دے دیا جس سے فارسی بے توقیر ہو گئی اور فارسی پڑھنے والوں کے پاس اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ تھا کہ وہ تیل گلی کوچوں میں پھر کر فروخت کرتے رہیں۔ تب سے یہ ضرب المثل بنی تھی کہ پڑھو فارسی بیچو تیل۔ لیکن آج کل آئل کا زمانہ ہے اس لئے آج کل پڑھو فارسی بیچو آئل ہی کہا جا سکتا ہے اور صدیقی نے باقاعدہ فارسی بولی ہے''...... عمران نے تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری باتوں کا چرخہ کبھی بند بھی ہوتا ہے۔ نجانے تمہاری زبان میں اس قدر کرنٹ کہاں سے آتا ہے کہ مسلسل بولتے ہی

چلے جاتے ہو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جب مہمان کی عزت افزائی اس انداز میں ہو گی کہ نہ اسے چائے پیش کی جائے گی نہ شربت اور اس کی گفتگو کو بھی چرخے کی چرر چوں سے تشبیہ دے دی جائے گی تو بتاؤ بے چارہ مہمان کیا کرے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''سوری۔ میں ابھی چائے لاتی ہوں''...... جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

''عمران صاحب نے ناشتہ بھی نہیں کیا ہوا''...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ سلیمان اسے ناشتہ نہ بنا کر دے''۔ جولیا نے چیلنج کے سے انداز میں کہا۔

''ارے۔ تم اس چڑیا کے ناشتے کو ناشتہ کہتی ہو۔ صرف چار قیمہ بھرے خالص گھی سے تر تراتے ہوئے پراٹھے۔ چار انڈوں کا آملیٹ۔ آٹھ دس سلائس۔ مکھن کی ایک بڑی ٹکیہ اور لب ریز لب سوز قسم کی چائے کا ایک کپ۔ اسے ناشتہ کہتے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں دل صاحب اولاد سے انصاف طلب ہے۔ ارے سوری۔ دل صاحب ناشتہ شدگان سے انصاف طلب ہے''...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی جبکہ جولیا مسکراتی ہوئی مڑی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے آپ کو

یہاں کیوں کال کیا ہے''...... صالحہ نے اچانک عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ بہت اچھی طرح معلوم ہے بلکہ پوری تفصیل کے ساتھ معلوم ہے بلکہ جو تم سب کے لئے نامعلوم ہے مجھے وہ بھی معلوم ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا معلوم ہے''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی کہ صفدر نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے اور تم سب میرے باراتی بن کر یہاں موجود ہو۔ بس دولہے کی کمی رہ گئی تھی سو وہ میں نے پوری کر دی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''بس۔ بس۔ خواب ہی دیکھتے رہنا۔ یہی تمہارے مقدر میں ہے''...... سامنے بیٹھے ہوئے تنویر نے فوراً ہی منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ ہوٹل گرینڈ میں آج رات ایک خصوصی فنکشن ہے۔ اس فنکشن میں چار یورپی ممالک کے قومی رقص پیش کئے جائیں گے۔ پورے شہر میں اس فنکشن کو اٹنڈ کرنے کا بخار چڑھا ہوا ہے اور ہم نے معلوم کیا ہے تو تمام سیٹیں ایڈوانس بک ہو چکی ہیں۔ ہم نے سوچا کہ آپ سے درخواست کی جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کوئی نہ کوئی بندوبست کر لیں گے''...... صدیقی نے اصل بات بتاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے جولیا بھی ٹرے میں چائے کی پیالی اور پلیٹ میں بسکٹ رکھے آ گئی اور اس نے چائے کی

پیالی اور بسکٹ کی پلیٹ عمران کے سامنے رکھ دی۔

''کیا زمانہ آ گیا ہے۔ پہلے زمانے میں دودھ پلائی کی رسم ادا کی جاتی تھی اب چائے پلائی جاتی ہے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

''یہ دودھ پلائی کی رسم کیا ہوتی ہے''...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''شادی کے موقع پر دولہا اپنے ہاتھ سے دلہن کو دودھ پلاتا ہے اور دلہن اپنے ہاتھ سے دولہا کو''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

''عمران صاحب۔ یہ سن لیجئے کہ ہم کوئی بہانہ نہیں سنیں گے۔ ہمیں یہ فنکشن ہر حال میں دیکھنا ہے''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سب نے حتیٰ کہ جولیا نے بھی اس کی تائید کر دی جبکہ عمران خاموش بیٹھا چائے پینے اور بسکٹ کھانے میں مصروف رہا اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

''عمران صاحب پلیز''...... اس بار صفدر نے کہا۔

''میں تو پلیز بلکہ ایور پلیز ہوں۔ فنکشن میں کوئی گھسنے دے تب بھی پلیز۔ نہ گھسنے دے تب بھی پلیز''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ سیٹوں کا بندوبست کریں۔ باقی باتیں چھوڑیں''...... صالحہ نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اپنے چیف سے کہو۔ ساری دنیا اس کے

رعب سے ڈرتی اور کانپتی رہتی ہے۔ سر سلطان جیسے جہاندیدہ سیکرٹری خارجہ اس کی آواز سن کر سہم جاتے ہیں اور ہوٹل گرینڈ والے کیا بیچتے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف ایسے کاموں میں مداخلت نہیں کرتا اس لئے آپ سے کہہ رہے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''تم ڈپٹی چیف سے کہو۔ ابھی فون کرے۔ دیکھو گرینڈ ہوٹل کا مالک بغیر جوتے کے بھاگتا ہوا یہاں آ جائے گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''نہیں۔ میں اس معاملے میں بطور ڈپٹی چیف بات نہیں کر سکتی''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ تم نے خواہ مخواہ اس کا ہوّا بنا لیا ہے۔ اسے کون پوچھتا ہے وہاں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو تم مجھے چیلنج کر رہے ہو۔ مجھے۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کو''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے ابھی پورے ملک پر قیامت توڑ دے گا۔

''ہاں۔ تو پھر''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم مجھے چیلنج کر رہے ہو جبکہ میں اگر اپنے شاگرد ٹائیگر کو کہہ دوں تو وہ پورا ہال خالی کرا دے''...... عمران نے کہا۔

''چلو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا عمران صاحب۔ آپ سیٹوں کا انتظام کرا دیں پھر ہم تنویر کو کہیں گے کہ وہ آپ سے معافی مانگ لے

گا''...... صفدر نے کہا۔

''اچھا۔ چلو کر دیتے ہیں تمہارا انتظام۔ شام کو پہنچ جانا ہوٹل''۔ عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

''نہیں۔ ہمیں تم پر اعتماد نہیں ہے۔ ابھی ہمارے سامنے بندوبست کرو اور کنفرم کراؤ کہ واقعی سیٹیں بک ہو گئی ہیں''...... جولیا نے کہا تو عمران نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ہوٹل گرینڈ کے چیئرمین راحت علی خان صاحب کا خصوصی نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو وہاں موجود سب ساتھی ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ ان سب کے چہروں پر مسکراہٹ رینگنے لگ گئی تھی جبکہ دوسری طرف سے انکوائری آپریٹر نے نمبر بتا دیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر تیزی سے پریس کرنا شروع کر دیا۔ آخر میں اس نے ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ پی اے ٹو چیئرمین''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ چیئرمین صاحب سے بات

کرائیں''...... عمران نے اس بار واقعی شاہانہ انداز میں کہا۔

''سوری۔ چیئر مین صاحب آج بے حد مصروف ہیں۔ کل بات ہو سکتی ہے۔ کل دس بجے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''چلو۔ ایک دن میں کیا ہوتا ہے۔ کل بات کر لیں گے''۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کل کا وقت لے کر اس نے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو۔

''فنکشن آج ہے اور تم کل کی بات کر رہے ہو۔ کل تو ویسے ہی ہوٹل میں اُلو بول رہے ہوں گے''...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ان یورپی ممالک کے ڈانسوں میں کیا ہوتا ہے۔ بے معنی اچھل کود۔ اب وہ کتھک ڈانس تو کرنے سے رہے جس میں عشق کی پوری کہانی اشاروں میں سنا دی جاتی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہم کچھ نہیں جانتے۔ سنا تم نے اور تمہیں اسی وقت سیٹوں کا بندوبست کرنا پڑے گا''...... جولیا نے میز پر مکا مارتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

''ابھی تو خطبہ نکاح بھی نہیں پڑھا گیا اور ابھی سے یہ حال ہے۔ جناب صفدر سعید صاحب۔ پلیز اپنی گمشدہ یادداشت کو مزید گم کر دو''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو۔ ہمیں سیٹیں چاہئیں۔ ابھی اور اسی وقت''...... جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اب تم خود بتاؤ کہ میں کیا کر سکتا ہوں''...... عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ پی اے ٹو چیئر مین''...... وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''کہاں ہیں چیئر مین۔ ان سے بات کراؤ ورنہ اس گرینڈ ہوٹل کو بم دھماکوں سے اڑا دیا جائے گا''...... عمران نے بڑے کرخت سے لہجے میں کہا۔

''آپ۔ آپ کون ہیں۔ آپ کون صاحب ہیں''...... دوسری طرف موجود لڑکی عمران کی آواز اور بم دھماکوں کی بات سن کر بری طرح بوکھلا گئی تھی۔

''میں علی عمران بول رہا ہوں۔ چیئر مین صاحب میرا نام جانتے ہیں۔ جلدی کراؤ بات''...... عمران نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

''وہ۔ وہ اپنی رہائش گاہ پر ہیں۔ وہ خود فون پر نہیں آ رہے۔ ان کی بیگم بات کر رہی ہیں۔ آپ ان سے بات کر لیں''...... لڑکی نے جواب دیا اور ساتھ ہی رہائش گاہ کا نمبر بھی بتا دیا۔ وہ لڑکی واقعی عمران کی بات سن کر خوفزدہ ہو گئی تھی اور نمبر بتاتے ہی اس

نے رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا اس لئے اسے دوبارہ پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''یس''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ بولنے والی خاتون تھی۔

''بگ آنٹی۔ آپ کا بھتیجا علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا تو اس کے تمام ساتھیوں کے چہروں پر ہلکی سی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوہ۔ ناٹی بوائے۔ تم نے کیوں فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات ہے''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا لیکن لہجہ اس بار خاصا بے تکلفانہ تھا۔

''آپ کے شوہر نامدار سنا ہے کہ منہ چھپا کر گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے آپ کو آگے کر دیا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے کہ اب انکل سے کوئی بات بھی نہیں کر سکتا''...... عمران نے کہا۔

''کیوں نہیں کر سکتے اور کسی سے کریں نہ کریں تمہارے ساتھ تو ضرور بات کریں گے لیکن ایک بات پیشگی بتا دوں کہ اگر تم نے فنکشن میں سیٹوں کی بات کرنی ہے تو وہ واقعی اب نہیں مل سکتیں۔ میں نے خود سب چیکنگ کی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ مجھے یورپی ڈانسوں سے کوئی دلچسپی نہیں

ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ہولڈ کرو''...... دوسری طرف سے قدرے مطمئن لہجے میں کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ راحت خان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''آپ کا بھتیجا علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں بگ انکل''...... عمران نے کہا۔

''اوہ تم۔ اوہ۔ اسی لئے تمہاری آنٹی نے میرے کمرے میں فون لنک کر دیا ہے۔ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے''...... راحت علی خان نے کہا۔

''آپ کی اور ہماری بات بگ آنٹی تو نہیں سن رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ سڑکوں پر چٹکیاں بجاتے نظر آئیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیا بکواس ہے۔ کیا اب تمہیں بڑوں کا ادب کرنا بھی سکھانا پڑے گا''...... راحت علی خان نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے اسی احترام کے پیش نظر تو جوتیاں چٹخانے کی بجائے چٹکیاں بجانے کے الفاظ بولے ہیں بگ انکل اور اگر بگ آنٹی کو معلوم ہو گیا کہ وی آئی پی سپیشل ونگ کی دس سیٹیں بیگم نفیسہ جہاں اور ان کے رشتہ داروں کے لئے بک کی گئی ہیں اور خصوصی طور پر آپ کی اجازت سے تو پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا ہو گا''۔ عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم۔ کیا فضول باتیں کر رہے ہو۔ یہ سیٹیں کوئی بھی ایڈوانس بک کرا سکتا ہے''...... راحت علی خان نے اس بار حقیقی غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ فلم ابھی اور اسی وقت بگ آنٹی تک پہنچائی جا سکتی ہے جس میں لگژری پلازہ کے ایک سپر لگژری فلیٹ نمبر ایک سو پانچ میں بگ انکل کا نکاح بیگم نفیسہ جہاں سے پڑھایا جا رہا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''تم۔ تم۔ یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ نانسنس۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ فلم کیسے بن گئی۔ کس نے بنائی ہے''...... راحت علی خان عمران کی بات سن کر اس قدر بوکھلا گئے تھے کہ ان سے فقرہ بھی ادا نہیں ہو رہا تھا۔

''صرف ایک صورت میں یہ فلم رک سکتی ہے بگ انکل کہ آپ اپنے پیارے بھتیجے علی عمران اور اس کے دوستوں کے لئے دس سپیشل سیٹیں لگوا دیں ورنہ آپ جانتے ہیں کہ فلم بگ آنٹی تک پہنچنے کے بعد نہ ہی فنکشن ہو گا اور نہ ہی چراغوں میں روشنی رہ جائے گی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم یقیناً کوئی خبیث روح ہو۔ تم کیا ہو۔ تم تک یہ سب باتیں کیسے پہنچ جاتی ہیں''...... راحت علی خان نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جو کچھ بھی ہوں آپ کا پیارا بھتیجا ہوں۔ یہ بات ذہن میں

رکھیں اور ساتھ یہ بھی کہ صرف آپ کا ہی نہیں بلکہ بگ آنٹی کا بھی بہت ہی پیارا بھتیجا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تم۔ تم فنکشن میں آ جانا۔ تمہاری سیٹیں موجود ہوں گی''۔ راحت علی خان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں بگ انکل۔ کوئی رسک نہیں۔ آپ اپنے مینجر کو حکم دے دیں۔ میں دس منٹ بعد اسے فون کر کے اس سے کنفرم کروں گا ورنہ پھر وہی چراغوں میں روشنی نہ ہونے کی شکایت ہو گی آپ کو''...... عمران نے کہا۔

''تم بہت بڑے بلیک میلر ہو۔ بہت بڑے۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ کنفرم کر لینا۔ لیکن وہ فلم۔ اس کا کیا ہو گا''۔ راحت علی خان نے کہا۔

''وہ کل مع نیگیٹو آپ تک پہنچا دی جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ اوکے۔ ٹھیک ہے۔ کنفرم کر لینا''...... دوسری طرف سے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''تمہارے لئے اب مجھے گالیاں بھی سننا پڑتی ہیں۔ خبیث روح اور بلیک میلر کے الفاظ بھی سننے پڑتے ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی خطرناک بلیک میلر ہو۔ یہ فلم تم نے کہاں سے اور کیسے حاصل کی"...... جولیا نے کہا۔

"ارے۔ کیسی فلم اور کہاں کی فلم۔ مجھے سوپر فیاض سے اطلاع ملی تھی کہ راحت علی خان نے کسی نفیسہ جہاں سے دوسری شادی خفیہ طور پر کی ہے اور شادی لگژری پلازہ کے فلیٹ میں ہوئی ہے۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ انٹیلی جنس میں بڑے لوگوں کی خفیہ سرگرمیوں کی رپورٹیں چلتی ہی رہتی ہیں۔ یہ بات ایک سال پہلے میں نے سنی تھی اور آج کام آ گئی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ وی وی آئی پی کے سپیشل ونگ میں سیٹیں بیگم نفیسہ جہاں اور اس کے رشتہ داروں کے لئے بک ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"پچھلے ماہ اس ہوٹل میں ناچ گانے کا ایک بین الاقوامی مقابلہ ہوا تھا جس میں ایوارڈ بھی دیئے گئے تھے اور صدر مملکت نے اس فنکشن میں شرکت کی تھی۔ مجھے تو خیر ان ناچ گانوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی لیکن میں ویسے ہی کھانا کھانے کے لئے وہاں گیا تو پتہ چلا کہ ایک سیٹ بھی خالی نہیں ہے۔ میں منیجر عصمت خان کے پاس چلا گیا۔ اس نے مجھے بتایا تھا اس بارے میں۔ اس نے مجھے فنکشن میں سپیشل سیٹ کی آفر کی لیکن میں نے صرف کھانا کھانا تھا اس لئے وہ میں نے منیجر کے آفس میں بیٹھ کر کھایا اور اصل فائدہ یہ ہوا کہ بل دینے سے بھی بچ گیا۔ البتہ یہ بات طے ہے کہ

ہر فنکشن میں سپیشل ونگ نفیس لوگوں کے لئے ہی بک ہوتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو آپ منیجر سے بات کر لیتے"...... صفدر نے کہا۔

"جہاں چیئرمین صاحب گھر چھپے بیٹھے ہوں وہاں منیجر بے چارہ کیا کرتا"...... عمران نے کہا۔

"تو اب وہ کیا کرے گا"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"ایسے فنکشنز میں دس بارہ سیٹیں ویسے ہی ریزرو ظاہر کی جاتی ہیں ورنہ یہ مخصوص سیٹیں خالی رکھی جاتی ہیں کیونکہ آخری لمحات میں صدر صاحب اپنی فیملی سمیت فنکشن دیکھنے آ سکتے ہیں یا پھر اسی طرح اور بھی وی وی آئی پیز بھی ہو سکتے ہیں۔ انہیں آخری لمحات میں پر کیا جاتا ہے ورنہ خالی رکھی جاتی ہیں لیکن بکنگ رجسٹر میں مختلف ناموں سے یہ بک دکھائی جاتی ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"گرینڈ ہوٹل کے منیجر عصمت خان کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ پھر عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو منیجر گرینڈ ہوٹل''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''منیجر صاحب سے بات کراؤ۔ میرا نام علی عمران ہے''۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ یس سر''...... دوسری طرف سے اس انداز میں کہا گیا جیسے اسے پہلے سے ہی حکم دیا گیا ہو۔

''ہیلو۔ عصمت خان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ آپ نے چیئرمین صاحب پر کیا جادو کیا ہے۔ وہ تو بے حد بوکھلائے ہوئے تھے اور انہوں نے مکمل سپیشل ونگ ہی آپ کو الاٹ کرنے کا نہ صرف حکم دیا ہے بلکہ بار بار یہ بھی کہہ رہے تھے کہ آپ کا فون آئے تو آپ کو کنفرم کر دیا جائے کہ بکنگ ہو گئی ہے حالانکہ وہ تو بڑے بڑے لوگوں کو ایسے موقع پر ڈانٹ دیتے ہیں''...... منیجر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ میرے بگ انکل ہیں اور میں ان کا اور ان کی بیگم کا مشترکہ پسندیدہ بھتیجا ہوں۔ اب وہ میرے لئے اتنا بھی نہ کریں گے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے منیجر بے اختیار ہنس

پڑا۔

''بہرحال میں آپ کو کنفرم کر رہا ہوں کہ دس سیٹیں آپ کے لئے بک کر دی گئی ہیں سپیشل ونگ کی''...... منیجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''شکریہ''...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔

جینز اور اس پر سرخ پھولوں والی ہاف بازو کی شرٹ پہنے، آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی جدید ترین ڈیزائن کی عینک لگائے ریٹا جدید ماڈل کی سیاہ رنگ کی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اس انداز میں کار چلا رہی تھی جیسے وہ کاروں کی ریس میں حصہ لے رہی ہو۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ جوش کی وجہ سے گہرا سرخ ہو رہا تھا اور وہ آگے کو جھکی ہوئی ہاتھوں میں موجود سٹیئرنگ کو اس طرح گھما رہی تھی جیسے وہ کوئی کھلونا ہو اور بار بار سٹیئرنگ کے اس تیزی سے دائیں بائیں گھمانے سے اس کی تیز رفتار کار سڑک پر دوڑنے والی گاڑیوں کو اس انداز میں کاٹتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جیسے سڑک پر جادو کا تماشہ ہو رہا ہو۔ وہ جن جن کاروں کو کاٹتی ہوئی جس انداز میں گزر رہی تھی ان کاروں کے ڈرائیوروں کے چہروں پر پسینہ آنے لگ جاتا تھا لیکن ریٹا کے چہرے پر

مسرت بھرا جوش نمایاں تھا۔ اسے اس کھیل میں بڑا لطف آ رہا تھا کہ اچانک دور سے ٹریفک پولیس کی گاڑی کا مخصوص سائرن سنائی دینے لگا جو تیزی سے قریب آتا جا رہا تھا اور ریٹا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنی پشت سیٹ سے لگا لی۔ اس کے ہونٹ بھینچ گئے اور چہرے پر ایسے کوفت کے تاثرات نمودار ہو گئے جیسے کسی بچے کو اس کا پسندیدہ کھیل کھیلنے سے روک دیا جائے۔ اس نے کار کی رفتار کم کر دی تھی اور ساتھ ہی سائیڈ اشارے دیتے ہوئے مختلف لائنوں سے گزرتی ہوئی اس لائن پر آ گئی جس پر ٹریفک نہیں ہوتی۔ ٹریفک پولیس کی کار اب اس کے سر پر پہنچ چکی تھی اور پھر جیسے ہی اس نے کار روکی پولیس کار اس کے سامنے سائیڈ پر کر کے روک دی گئی اور کار میں سے دو پولیس آفیسر نکل کر تیزی سے ریٹا کی کار کی طرف بڑھنے لگے جبکہ ریٹا کار میں ہلکی ہلکی موسیقی سننے اور اپنی ایک ٹانگ کو اس انداز میں ہلا رہی تھی جیسے وہ باقاعدہ موسیقی پر ڈانس کر رہی ہو۔

''آپ انتہائی خطرناک انداز میں کار ڈرائیو کر رہی تھیں۔ اپنا ڈرائیونگ لائسنس دیں''...... ایک آفیسر نے سخت لہجے میں ریٹا سے مخاطب ہو کر کہا تو ریٹا نے ڈیش بورڈ کے خانے میں رکھا ہوا ایک کارڈ نکال کر آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔

''صرف پندرہ منٹ رہ گئے ہیں اور ان پندرہ منٹوں میں مجھے ہر قیمت پر کراوز ہاؤس پہنچنا ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے مجھے

یہاں روکے رکھو یا''...... ریٹا نے بڑے دھیمے لہجے میں کہا جبکہ پولیس آفیسرز نے جب کارڈ دیکھا تو ان دونوں کو یکلخت جھٹکا سا لگا کیونکہ کارڈ پر سپیشل ایجنٹ کراوز کے الفاظ کے ساتھ نیچے ایک چھوٹی سی تصویر بنی ہوئی تھی جس میں ایک عقاب کی تصویر تھی جس کے پنجوں میں ایک معصوم فاختہ پھڑ پھڑا رہی تھی اور دونوں پولیس آفیسرز اچھی طرح جانتے تھے کہ ایکریمیا کی کراوز ایجنسی جسے حال ہی میں قائم کیا گیا ہے اس کے بارے میں کیا احکامات دیئے گئے ہیں۔ ان دونوں نے ریٹا کو باقاعدہ سیلوٹ کیا اور پھر کارڈ واپس کر دیا۔

''مس صاحبہ۔ تیز رفتاری کی تو اجازت ہے لیکن دوسروں کے لئے خطرناک ڈرائیونگ سے گریز کریں۔ یہ ہماری درخواست ہے''...... کارڈ لینے والے پولیس آفیسر نے کارڈ واپس کرتے ہوئے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ کراوز میں ایسے لوگ بھرتی کئے گئے ہیں جو ڈرائیونگ بھی نہیں کر سکتے اور خاص طور پر اس کی سپر ایجنٹ۔ کیوں''...... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سوری مس۔ ہم نے آپ کو روکا۔ معافی کے خواستگار ہیں''۔ دونوں آفیسرز نے ایک بار پھر پیچھے ہٹ کر سیلوٹ کیا اور تیزی سے اس طرح اپنی گاڑی کی طرف بھاگے جیسے ان کے پیچھے پاگل کتے دوڑ رہے ہوں۔ چند لمحوں بعد ان کی گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی

تو ریٹا نے مسکراتے ہوئے کارڈ کو واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور کار سٹارٹ کر کے وہ لینز بدلتی ہوئی سپیڈی لائن میں آ گئی اور ایک بار پھر اس نے پہلے جیسے پرجوش کھیل کا آغاز کر دیا۔ اب اس کی رفتار پہلے سے بھی تیز تھی لیکن تھوڑا سا آگے جانے کے بعد ایک چوک پر اس کی کار ٹریفک کے ساتھ آگے بڑھنے کی بجائے دائیں طرف جانے والی سڑک پر مڑ گئی جس پر ٹریفک بے حد کم تھی اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک چار منزلہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھ گئی۔ پارکنگ میں کاروں کی تعداد بے حد کم تھی کیونکہ ابھی دن چڑھے دو گھنٹے ہی ہوئے تھے جبکہ ایسے ہوٹلوں میں رش شام کو ہوتا ہے اور پھر رات گئے تک یہاں خوب رونق رہتی ہے۔ ریٹا نے کار ایک خالی جگہ پر روکی اور نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی تو پارکنگ بوائے نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں کارڈ ریٹا کی طرف بڑھا دیا۔

''تھینک یو''...... ریٹا نے کہا اور کارڈ لے کر اس نے اپنے کاندھے سے لٹکے ہوئے بیگ میں ڈالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ہوٹل کا وسیع و عریض ہال تقریباً سنسان پڑا ہوا تھا۔ ریٹا سیدھی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی جہاں تین خوبصورت لڑکیاں چہروں پر دل آویز مسکراہٹ سجائے موجود تھیں۔

''ایس اے تھرٹی ون''...... ریٹا نے قریب جا کر مدھم سے لہجے میں کہا۔

''یس مس''...... ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر کے نچلے خانے میں موجود ایک کارڈ نکال کر اس نے اس پر دستخط کئے اور کارڈ ریٹا کی طرف بڑھا دیا۔

''تیسری منزل کمرہ نمبر چالیس''...... لڑکی نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ لفٹ آپریٹر کو اس نے کارڈ کی جھلک دکھائی اور تیسری منزل کہہ دیا۔

''یس مس۔ آیئے''...... لفٹ آپریٹر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ریٹا چند لمحوں بعد تیسری منزل پر پہنچ گئی۔ یہاں چار مسلح افراد موجود تھے جن کے جسموں پر باقاعدہ یونیفارم تھی۔ ریٹا نے کارڈ ان کی طرف بڑھا دیا۔

''کس نمبر میں جانا ہے''...... ایک گارڈ نے غور سے کارڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''نمبر چالیس''...... ریٹا نے جواب دیا۔

''اوکے''...... گارڈ نے جیب سے بال پوائنٹ نکال کر کارڈ پر مخصوص نشان لگاتے ہوئے کہا اور کارڈ واپس ریٹا کے ہاتھ میں دے دیا۔

''تھینک یو''...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر وہ کمرہ نمبر چالیس کے سامنے رک گئی۔ دروازہ بند تھا اور سائیڈ پر کسی کا نام درج نہ تھا۔ پلیٹ خالی تھی۔ دروازے کے درمیان ایک باریک سی درز موجود تھی۔ ریٹا نے کارڈ اس درز میں ڈال دیا۔ چند

لمحوں بعد دروازہ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ ریٹا اندر داخل ہوئی تو اس کے عقب میں دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔ یہ ایک مکمل سوٹ تھا جس میں ڈائننگ، ڈرائینگ، سٹنگ روم اور ایک ڈبل بیڈ روم تھا اور اسے انتہائی شاہانہ انداز میں سجایا گیا تھا۔ ریٹا آگے بڑھی اور سٹنگ روم میں کرسی پر بیٹھ گئی۔ سامنے میز پر فون موجود تھا۔ اس کے بیٹھتے ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ریٹا بول رہی ہوں۔ سپیشل ایجنٹ تھرٹی ون''...... ریٹا نے کہا تو دوسری طرف سے بغیر کچھ کہے رابطہ ختم کر دیا گیا اور ریٹا نے بھی رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر کسی کوفت یا بیزاری کے تاثرات موجود نہ تھے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو ریٹا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ریٹا بول رہی ہوں۔ سپیشل ایجنٹ تھرٹی ون''...... ریٹا نے کہا۔

''جارج کہاں ہے''...... دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

''وہ اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ ساحل پر تھا۔ میں نے اسے ریڈ کاشن بھیج دیا ہے۔ وہ پہنچنے والا ہو گا''...... ریٹا نے جواب دیا۔

''جب وہ آ جائے تو تم دونوں سپیشل وے سے آفس میں آ جانا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریٹا نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان جس نے گہرے براؤن کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا

اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے کے نقوش اور اس کے بالوں کا خوبصورت مردانہ سٹائل اسے کوئی یونانی دیوتا ظاہر کر رہا تھا۔

''ہائے ریٹا''...... اس نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے لگاوٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ہائے جارج۔ بڑی جلدی فراغت مل گی سویٹی سے''...... ریٹا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تمہیں معلوم تو ہے اس کی عادت۔ بہرحال کیا احکامات ہیں''...... جارج نے قریب آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''سپیشل وے سے آفس پہنچنے کا حکم ملا ہے''...... ریٹا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اچھا آؤ''...... جارج نے کہا اور پھر وہ دونوں بیڈ روم میں داخل ہو گئے۔ وہاں ایک بڑا اور خاصا چوڑا وارڈروب موجود تھا۔ جارج نے اسے کھولا تو اندر لیڈیز کپڑے ہینگروں پر ٹنگے ہوئے تھے۔ جارج نے سائیڈ پر موجود ایک بٹن پریس کیا تو اندر وہ حصہ گھوم گیا جس میں کپڑے تھے اور اب وہاں نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آ رہی تھیں۔ جارج اندر داخل ہوا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے ریٹا بھی اندر داخل ہوئی لیکن دو سیڑھیاں اتر کر اس نے زور سے پیر مارا تو اس کے عقب میں الماری کا وہ حصہ گھوم کر بند ہو گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک بند دروازہ تھا۔ جارج نے اپنا دایاں ہاتھ دروازے پر لگی ہوئی پلیٹ پر

رکھ کر دبایا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے بعد ریٹا آگے بڑھی اور اس نے اپنا بایاں ہاتھ پلیٹ پر رکھ کر دبایا اور وہ بھی پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ لوہے کا بھاری دروازہ اندر کی طرف کھل گیا۔ سامنے ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جو لکڑی کا تھا لیکن وہ کھلا ہوا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اس کھلے دروازے کو کراس کر کے اندر داخل ہوئے۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ میز کی ایک طرف اونچی پشت کی سیاہ چمڑہ چڑھی ریوالونگ چیئر موجود تھی جبکہ میز کی دوسری طرف چار عام کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میز پر صرف ایک سیاہ رنگ کا فون پیس موجود تھا اور کچھ نہ تھا۔ وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے تو چند لمحوں بعد سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن بانس کی طرح دبلا آدمی جس کا سر درمیان سے گنجا تھا جبکہ سائیڈوں پر جھالروں کی طرح لہراتے بال تھے، چہرہ انچور کی طرح سوکھا ہوا تھا۔ البتہ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں جن پر اس نے موٹے شیشے کی عینک چڑھائی ہوئی تھی اور ان شیشوں کے پیچھے اس کی بڑی بڑی آنکھیں کچھ مزید پھیلی ہوئی نظر آ رہی تھیں، اندر داخل ہوا تو جارج اور ریٹا دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''بیٹھو۔ یہ سب کچھ صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ چیکنگ ہو سکے کیونکہ آج کل میک اپ کا فن واقعی عروج پر پہنچ چکا ہے''۔ آنے والے بانس کی طرح دبلے آدمی نے قدرے چیختے ہوئے

لہجے میں کہا۔ اس کی آواز پتلی لیکن تیز دھار چھری کی طرح تھی۔

''یس چیف۔ ہم سمجھتے ہیں''...... ریٹا اور جارج نے بیک آواز ہو کر جواب دیا۔

''کبھی پاکیشیا گئے ہو''...... چیف نے کرسی پر بیٹھتے ہی پوچھا۔

''یس چیف۔ میں دو بار گیا ہوں''...... جارج نے جواب دیا۔

''اور میں تین بار چیف''...... ریٹا نے کہا۔

''گڈ۔ تم دونوں کراؤز کے سپیشل ایجنٹ ہو اور ایک ایسا کیس سامنے آیا ہے کہ میں نے بہت غور کے بعد تم دونوں کا انتخاب کیا ہے''...... چیف نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ان دونوں کے چہروں پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''ہم آپ کے اعتماد پر پورا اتریں گے چیف''...... دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

''تم دونوں نے اس مشن کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اور خصوصاً اس کے خطرناک ایجنٹ علی عمران سے بچانا ہے''...... چیف نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''کیا یہ مشن براہ راست ان سے مقابلے کا ہے''...... جارج نے کہا۔

''نہیں۔ لیکن مشہور تو یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی نہ کسی انداز میں پاکیشیا میں ہونے والی کارروائی کا علم ہو جاتا ہے اور اس مشن کا بھی اسے لازماً علم ہو جائے گا۔ اب میں تمہیں

تفصیل سے بتاتا ہوں کہ مشن کیا ہے''...... چیف نے کہا تو جارج اور ریٹا دونوں کے چہروں پر اشتیاق کے تاثرات ابھر آئے۔ چیف نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک سرخ رنگ کی فائل نکالی اور جارج کی طرف بڑھا دی۔

''اسے پڑھ لو پھر مزید بات ہو گی''...... چیف نے کہا تو جارج نے فائل کھولی۔ فائل میں دو صفحات تھے۔ وہ ان صفحات کو پڑھنے لگا۔ ریٹا بھی گردن موڑ کر ساتھ ساتھ فائل پڑھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جارج نے فائل بند کر دی اور اسے اپنے سامنے رکھ لیا۔

''کیا پڑھا ہے تم نے''...... چیف نے پوچھا۔

''چیف۔ پاکیشیا کے شمالی علاقوں میں ایک علاقہ ہے راج گڑھ جو دشوار گزار پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں انتہائی گھنے جنگلات ہیں۔ اس علاقے میں پاکیشیا کی خفیہ لیبارٹری ہے جس میں میزائل اپ ٹو ڈیٹ کے نام سے ایک خصوصی فارمولے پر ریسرچ کی جا رہی ہے۔ یہ انتہائی خفیہ لیبارٹری ہے۔ اس سے پہلے بلیک ایجنسی اور ریڈ ایجنسی کے ایجنٹوں نے اس پورے علاقے کو چھان مارا ہے لیکن وہ اس لیبارٹری کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں کر سکے۔ البتہ بعد میں ان کی لاشیں دارالحکومت کے ویران علاقوں میں ملتی رہی ہیں''...... جارج نے کہا۔

''ایکریمیا نے سیٹلائٹ کے ذریعے اس کی چیکنگ کی لیکن سیٹلائٹ بھی اس لیبارٹری کا سراغ نہیں لگا سکا''...... چیف نے

کہا۔

"کیا وہاں لیبارٹری ہے بھی سہی یا نہیں"...... جارج نے کہا۔

"لیبارٹری وہاں موجود ہے کیونکہ کئی بار مواصلاتی سیٹلائٹ نے وہاں سے مخصوص سگنل کیچ کئے ہیں لیکن ان سگنلز سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ راج گڑھ علاقے میں بہرحال لیبارٹری موجود ہے"۔ چیف نے کہا۔

"اس کی کوئی سپلائی لائن ہو گی۔ دارالحکومت میں کوئی پارٹی وہاں کھانے پینے کی اشیاء اور سائنسی سامان سپلائی کرتی ہو گی"۔ ریٹا نے کہا۔

"وہاں چیکنگ کی گئی ہے۔ ایسی کوئی سپلائی لائن چیک نہیں ہو سکی۔ البتہ ایک انتہائی اہم بات کا علم ہوا ہے کہ راج گڑھ کے علاقے میں کوئی قدیم ترین دور کا مندر تھا جسے راج مندر کہا جاتا ہے اور اس مندر کے نام پر اس علاقے کا نام راج گڑھ ہے لیکن قدیم دور سے یہ مندر مکمل طور پر منہدم ہو کر غائب ہو چکا ہے اور یہ لیبارٹری اس مندر کے نیچے موجود ہے کیونکہ قدیم دور میں اس مندر کے نیچے بڑے بڑے تہہ خانوں کا ثبوت ملا ہے۔ مندر زمین سے اوپر تھا اور تہہ خانے زمین دوز تھے۔ ان تہہ خانوں میں قدیم دور کے پجاری رہتے تھے۔ ان کے لئے تازہ پانی کا انتظام بھی تھا اور تازہ ہوا کی آمد اور آلودہ ہوا کی نکاسی کا سسٹم بھی تھا۔ ایک قدیم مخطوطہ میں اس کی تفصیل درج ہے لیکن محل وقوع کے بارے

میں صرف اتنا لکھا ہوا ہے کہ یہ قدیم مندر راج گڑھ میں واقع ہے۔ کہاں واقع ہے اس بارے میں اس مخطوطہ میں کچھ درج نہیں ہے لیکن اس مخطوطے میں راج گڑھ کا نقشہ ہاتھ سے بنایا گیا ہے۔ اس مخطوطے اور اس نقشے کی تصویر ہم تک پہنچی ہے کیونکہ اس مخطوطے کو نادر قرار دے کر اس کی انتہائی سختی سے حفاظت کی جاتی ہے لیکن یہ کاپی انتہائی مدھم ہے۔ شاید قدیم دور کا کاغذ ایسا تھا یا امتداد زمانہ سے وہ ایسا ہو گیا ہے کہ اس کی واضح تصویر نہیں آ سکتی۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تم اس مخطوطہ کو وہاں سے اڑاؤ گے اور اس پر بنا ہوا نقشہ دیکھ کر چیک کرو گے۔ اس نقشے میں جہاں مندر ہے وہاں ایک چھوٹا سا سرخ نشان بنایا گیا ہے۔ تم نے اس سرخ نشان کو چیک کرنا ہے اور پھر اس لیبارٹری سے وہ فارمولا اڑانا ہے اور لیبارٹری کو تباہ کر دینا ہے اور پھر یہ فارمولا تم نے ایکریمیا پہنچانا ہے۔ فارمولا ایکریمیا پہنچتے ہی تمہارا مشن مکمل ہو جائے گا"...... چیف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس عمران کو کیسے اس مشن کا علم ہو گا جبکہ راج گڑھ تو پاکیشیا کے دارالحکومت سے بہت دور واقع ہے اور وہاں سیکرٹ سروس یا عمران کا جانا ناممکن ہے۔ وہاں اس لیبارٹری کی حفاظت ملٹری انٹیلی جنس کرتی ہو گی یا کوئی اور ایجنسی کیونکہ سیکرٹ سروس تو پاکیشیا سے باہر مشن مکمل کرتی ہے"...... جارج نے کہا۔

"یہ مخطوطہ جو تم نے اڑانا ہے۔ یہ پاکیشیا کے نوادرات میں شامل

ہے۔ جیسے ہی یہ مخطوطہ غائب ہو گا پوری حکومت میں تہلکہ مچ جائے
گا کیونکہ پاکیشیا حکومت ایسے نوادرات کے بارے میں بے حد
حساس ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ نوادرات کافرستان کے لئے
مقدس حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ چرانے کی کوشش بھی کرتے رہتے ہیں
لیکن ان کی حفاظت کا انتظام بھی انتہائی سخت کیا گیا ہے کہ
کافرستان کا کوئی ایجنٹ کامیاب نہیں ہو سکا لیکن مجھے یقین ہے کہ
تم اس میں کامیاب ہو جاؤ گے اور جیسے ہی اس کی چوری کی خبر
عمران تک پہنچے گی وہ لازماً ذاتی طور پر اس پر کام کرے گا کیونکہ وہ
ایسے کام اکثر کرتا رہتا ہے۔ اس طرح اسے علم ہو جائے گا اور اگر
اس نے تمہارا سراغ لگا لیا یا اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ مخطوطہ راج
گڑھ کی لیبارٹری کو ٹریس کرنے کے لئے اڑایا گیا ہے تو وہ لامحالہ
تمہارے پیچھے لگ جائے گا اور اپنی اہم ترین لیبارٹری اور فارمولے
کو بچانے کے لئے پوری سیکرٹ سروس بھی میدان میں آ سکتی ہے''۔
چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ اب ہم پوری طرح اس حساس مشن کو سمجھ
گئے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ لیبارٹری بھی تباہ ہو گی اور فارمولا
بھی ایکریمیا پہنچ جائے گا''...... جارج نے کہا۔

''مجھے یقین ہے۔ اسی لئے تو میں نے تم دونوں کا انتخاب کیا
ہے۔ اب ایک اور بات سن لو کہ تم نے کسی صورت کراؤز ایجنسی کو
اوپن نہیں کرنا۔ اگر تم کسی بھی صورت پکڑے جاؤ تو تم نے اپنا

تعلق بلیک ایجنسی سے ظاہر کرنا ہے۔ کراؤز ایجنسی کو ہر صورت میں
خفیہ رکھا گیا ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ یہ بات تو اس ایجنسی میں شامل ہوتے ہی ہمیں
بتا دی گئی تھی اور ہم نے ہمیشہ اس کا خیال رکھا ہے''...... اس بار
ریٹا نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ تم پر وقت کی کوئی قید نہیں ہے
لیکن جس قدر جلد ممکن ہو سکے مشن مکمل کیا جائے اور یہ لسٹ ہے
پاکیشیا میں چند افراد کی جو ضرورت پڑنے پر تمہارے کام آ سکتے
ہیں۔ یہ بلیک ایجنسی کے لئے کام کرتے رہتے ہیں۔ ان کو کوڈ بھجوا
دیا گیا ہے اور وہ کوڈ ہے سپر بلیک''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... دونوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''وش یو گڈ لک۔ اب ادھر سپیشل وے سے عقبی طرف نکل جاؤ۔
کسی شدید ترین ضرورت کے بغیر نہ مجھے فون کیا جائے اور نہ ہی
ٹرانسمیٹر کال کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس فون اور ٹرانسمیٹر کالوں
سے محل وقوع معلوم کر لیتی ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... جارج اور ریٹا نے کہا اور پھر وہ تیزی سے
سائیڈ پر موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گئے جہاں سے ایک
سرنگ نما راستہ اس ہوٹل کی عقبی طرف جا نکلتا تھا۔ اس طرح وہ کسی
کی نظروں میں آئے بغیر واپس باہر جا سکتے تھے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر کال بیل مسلسل بجتی ہی چلی گئی۔

''بند کرو۔ بند کرو اسے۔ جل جائے گی''...... سلیمان کے بوکھلائے ہوئے انداز میں چیخنے اور بیرونی دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران جو ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے لیکن سلیمان کے شور مچانے پر کال بیل بجنا بند ہو گئی تھی۔

''کون ہے''...... سلیمان نے خاصے غصیلے لہجے میں پوچھا اور پھر دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

''کیا بڑے صاحب نے آپ کو ابھی تک یہ نہیں سمجھایا کہ کال بیل کیسے بجائی جاتی ہے''...... سلیمان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

''میرے سامنے منہ نہ کھولا کرو ورنہ گولی مار کر زمین میں دفن کر

دوں گا۔ سمجھے۔ باورچی ہو تو باورچی ہی رہو۔ میرا باپ بننے کی ضرورت نہیں ہے''...... سوپر فیاض کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی بات کرتا ہوں بڑے صاحب سے اور بڑی بیگم صاحبہ سے تاکہ وہ آپ کو سمجھا سکیں کہ سلیمان کیا ہے''۔ سلیمان نے بھی اسی لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ کر لو فون۔ مجھے دھمکیاں دیتے ہو اور یہ دوسری لاسٹ وارننگ ہے۔ آئندہ ایسے زبان کھولی تو واقعی گولی مار دوں گا۔ نانسنس۔ سر پر چڑھا رکھا ہے تمہیں''...... سوپر فیاض نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر سٹنگ روم میں داخل ہوا تو عمران اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیوں مرچیں چبا رہے ہو۔ سلیمان نے درست تو کہا ہے تمہیں۔ کال بیل بجانے کے بھی آداب ہوتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا اب تم بھی میری بجائے اس نانسنس باورچی کا ساتھ دو گے۔ تم بھی''...... سوپر فیاض نے غصے سے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ابھی ڈیڈی اور اماں بی اکٹھے سلیمان کی کال پر یہاں پہنچیں گے تو پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ سلیمان محض باورچی ہے یا کیا ہے۔ ارے تمہیں لاکھ بار بتایا ہے کہ سلیمان باورچی نہیں ہے۔ ڈیڈی اور اماں بی کا لاڈلا ہے۔ وہ بچپن سے ہی ہمارے گھر کے ایک فرد کے

طور پر پلا بڑھا ہے۔ باورچی تو اسے اماں بی نے بنایا ہے۔ اماں بی نے میری ضد پر کہ میں علیحدہ فلیٹ میں رہوں گا تو اسے میرے ساتھ بھجوایا اور ڈیڈی اور اماں بی مجھ سے زیادہ اسے چاہتے ہیں۔ ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ بیٹھو''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی سوپر فیاض کے سلیمان کے ساتھ رویہ پر غصہ آ گیا تھا۔

''وہ فارغ نہیں بیٹھے کہ سلیمان کی کال پر بھاگے آئیں گے اور پھر فون تو یہاں پڑا ہے''...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آج کل وائرلیس فون آ گیا ہے اس لئے ایک وائرلیس فون باورچی خانے میں بھی موجود ہے اور سلیمان اس پر اماں بی سے باتیں کرتا رہتا ہے اور میرے بارے میں بھی خفیہ رپورٹیں دیتا رہتا ہے۔ جب سے باورچی خانے میں فون رکھا گیا ہے میں ہر وقت اس خیال سے ہی ڈرا سہا رہتا ہوں کہ نجانے سلیمان میرے بارے میں کیا کہہ دے اور پھر اماں بی کی جوتیاں بھی خالص دیسی چمڑے کی ہوتی ہیں جو ٹوٹنے میں ہی نہیں آتیں''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کے چہرے پر پہلی بار گھبراہٹ کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے۔

''اوہ۔ اسے منع کرو۔ آئی ایم سوری۔ میں دراصل انتہائی پریشان تھا''...... سوپر فیاض نے آخر ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

''سلیمان۔ فیاض صاحب نے معذرت کر لی ہے۔ تم بھی اسے

معاف کر دو۔ اللہ تعالیٰ بھی معافی کو بے حد پسند کرتا ہے اس لئے اب تم ان کے لئے چائے بھی لے آؤ''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی میں چائے کے دو کپ اور ساتھ ہی بسکٹوں کی دو پلیٹیں بھی موجود تھیں۔

''فیاض صاحب نے معذرت کر لی ہے یہ ان کا بڑا پن ہے لیکن بہرحال یہ مہمان ہیں اس لئے ان کی خدمت تو فرض ہے''۔ سلیمان نے برتن میز پر لگاتے ہوئے کہا۔

''آئی ایم سوری سلیمان۔ تم واقعی بڑے ظرف کے مالک ہو''۔ سوپر فیاض نے کہا اور سلیمان اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا۔

''تم نے معذرت کر کے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا ہے لیکن یہ بتاؤ کہ تمہاری شان نزول کیا ہے''...... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ارے ہاں۔ سلیمان کے چکر میں پڑ کر میں اصل بات تو بھول ہی گیا۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا یہ انٹیلی جنس کا کام ہے کہ وہ کوئی پرانی کتاب تلاش کرتی پھرے۔ کیا اب انٹیلی جنس کی یہ اوقات آ گئی ہے۔ معلوم نہیں تمہارے ڈیڈی کو بیٹھے بٹھائے کیا ہو جاتا ہے''۔ سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پرانی کتاب۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔ اسے خود اس بات کی سمجھ نہ آئی تھی۔

"یہ دیکھو۔ یہ لیٹر جو وفاقی حکومت کے سیکرٹری نے لکھا ہے۔ اسے پڑھو اور پھر بتاؤ کہ تمہارے ڈیڈی کا اب کیا علاج کیا جائے"۔ سوپر فیاض نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے کاغذ سوپر فیاض کے ہاتھ سے لیا اور پھر اسے پڑھنے لگا۔ کاغذ میں وفاقی سیکرٹریٹ کی طرف سے انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل کو لیٹر لکھا گیا تھا کہ ایک قدیم ترین دور کا ہاتھ سے لکھا ہوا ایک مسودہ جسے قدیم مخطوطہ کہا جاتا ہے، سنٹرل نیشنل لائبریری کے نوادرات سیکشن سے چرا لیا گیا ہے۔ یہ مخطوطہ راج گڑھ کے علاقے کی قدیم ترین معلوماتی دستاویز ہے اور یہ اہم نوادرات میں شامل ہے۔ اسے برآمد کرانے پر سنجیدگی سے کام لیا جائے۔

"تم سنٹرل نیشنل لائبریری گئے ہو جہاں سے اسے چوری کیا گیا ہے"...... عمران نے کاغذ واپس کرتے ہوئے کہا۔

"کہاں گیا ہوں۔ تمہارے ڈیڈی نے مجھے بلایا اور یہ کاغذ پکڑا کر نادر شاہی حکم دے دیا کہ ایک ہفتے کے اندر یہ اہم دستاویز واپس آنی چاہئے ورنہ میرے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا۔ اب تم بتاؤ کہ انٹیلی جنس کا اب یہی کام رہ گیا ہے کہ چیتھڑوں کی چوریاں برآمد کراتی پھرے۔ یہ چوری اور اس کی برآمدگی پولیس کا کام ہے۔ مجھے بے حد غصہ آیا لیکن میں کیا کر سکتا تھا اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم میرے لئے یہ کام کرو۔ میرے تو بس

میں نہیں ہے"...... سوپر فیاض نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مجھے وہاں کون پوچھے گا۔ تم تو سپرنٹنڈنٹ ہو۔ میں کیا ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم میرے ساتھ وہاں چلو۔ میں انہیں حکم دے دوں گا کہ وہ تمہارے ساتھ تعاون کریں۔ پھر دیکھو کیسے نہیں کرتے وہ تعاون"۔ سوپر فیاض نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن میں تمہارے ساتھ ساتھ کہاں مارا مارا پھرتا رہوں گا۔ پتہ نہیں تمہیں کہاں کہاں اس مخطوطے کے پیچھے بھاگنا پڑے۔ اس پر خرچ ہو گا اور تمہیں معلوم ہے کہ پٹرول کتنا مہنگا ہو گیا ہے۔ اب تو وہ وقت آنے والا ہے کہ پٹرول میڈیکل سٹوروں سے ڈراپس کی صورت میں صرف دیکھنے اور بچوں کو دکھانے کے لئے کہ ایسا ہوتا تھا، پٹرول خریدنا پڑے گا"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ تم ایسا راگ الاپو گے۔ لو یہ رقم رکھ لو"...... سوپر فیاض نے جیب سے پرس نکال کر اس میں سے چند بڑے نوٹ نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کتنی ہے یہ"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پانچ ہزار ہیں۔ پورے پانچ ہزار۔ بے شک گن لو"...... سوپر فیاض نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا۔

"سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب"...... عمران نے اونچی آواز میں سلیمان کو پکارتے ہوئے کہا۔

''جی صاحب''...... دوسرے لمحے سلیمان کسی جن کی طرح کمرے میں نمودار ہو گیا۔

''یہ پانچ ہزار اٹھا لو۔ سوپر فیاض صاحب نے دیئے ہیں۔ تم کہہ رہے تھے کہ ہمسائے میں ان کے کسی بچے کی سالگرہ ہے اور بطور ہمسایہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ بچے کو کوئی تحفہ دیں۔ تم کوئی تحفہ خرید کر دے دینا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے صاحب۔ لیکن پانچ ہزار میں تو کھلونے کا خالی باکس بھی نہیں ملتا۔ آپ کو تو علم ہی نہیں کہ مہنگائی کتنی بڑھ گئی ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں نقد رقم دے دوں گا کہ خود ہی ہماری طرف سے کوئی تحفہ خرید لیں''...... سلیمان نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ سوپر فیاض ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا لیکن شاید اس خوف سے وہ بولا نہیں تھا کہ کہیں سلیمان بڑے صاحب اور بڑی بیگم صاحبہ کو فون نہ کر دے۔

''اب بتاؤ میرے لئے کیا حکم ہے''...... عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

''تم دونوں ہی شیطان ہو۔ تم دونوں مل کر دوسروں کو لوٹتے ہو۔ پانچ ہزار میں سالگرہ کا تحفہ۔ ہونہہ۔ پانچ ہزار نہ ہوئے پانچ روپے ہو گئے۔ اور سنو۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے ایک ہفتے میں یہ نامراد مخطوطہ چاہئے اور بس''...... سوپر فیاض نے پھٹ پڑنے والے

لہجے میں کہا۔

''تم کبھی راج گڑھ گئے ہو''...... عمران نے پوچھا تو سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

''راج گڑھ۔ وہاں تو گھنے جنگلات ہیں۔ لوگ وہاں پکنک منانے جاتے ہیں لیکن وہاں کوئی آبادی وغیرہ نہیں ہے۔ البتہ میٹھے پانی کے بے شمار چشمے ہیں۔ راج گڑھ نامی ایک چھوٹا سا گاؤں ان جنگلات کے آغاز میں ہے۔ میں وہاں ایک بار سرکاری کام سے گیا تھا۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... سوپر فیاض نے جواب دے کر چونک کر پوچھا۔

''یہ مخطوطہ راج گڑھ کے علاقے کی قدیم ترین تاریخ ہے اس لئے پوچھ رہا تھا''...... عمران نے کہا۔

''پرانی کتابوں کو خوامخواہ نوادرات بنا دیتے ہیں لوگ اور یہ بھی میں نے سنا ہے کہ ایسے نوادرات بڑی بڑی قیمتوں میں فروخت ہوتے ہیں۔ ایسے ہی کسی چور نے اسے اڑایا ہو گا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تم بیٹھو۔ میں لباس تبدیل کر لوں۔ پھر اکٹھے چلتے ہیں سنٹرل نیشنل لائبریری''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ عمران نے اس کیس میں دلچسپی لینا شروع کر دی تھی۔

پاکیشائی دارالحکومت کی ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی کے ایک کمرے میں ریٹا اور جارج موجود تھے۔ وہ اپنے اصل چہروں میں تھے اور ان کے پاس بین الاقوامی سیاحت کے خصوصی کارڈز بھی تھے اور کاغذات کی رو سے وہ ایکریمین نیشنل یونیورسٹی کے شعبہ قدیم تاریخ کے پروفیسر تھے۔ ان کے کاغذات نہ صرف اصل تھے بلکہ پاکیشیا آنے سے پہلے انہوں نے ایکریمیا میں قدیم ترین تاریخ کے بارے میں باقاعدہ وہاں کے پروفیسروں سے خصوصی بریفنگ بھی لی تھی تاکہ اگر کوئی انہیں چیک کرنے پر آ جائے تو وہ اسے کم از کم مطمئن ضرور کر سکیں۔ اس وقت وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھے درمیانی میز پر رکھی ہوئی ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب کے ایک صفحہ پر جھکے ہوئے تھے۔ اس صفحے پر تقریباً انتہائی گنجلک سا نقشہ بنا ہوا تھا اور یہ نقشہ انتہائی پیچیدہ سا نظر آ رہا تھا۔ ایک جگہ سرخ رنگ

کا دائرہ تھا اور وہ دونوں اس دائرے کو دیکھنے میں مصروف تھے۔

''یہ سرخ نشان تو بقول چیف اس جگہ کی نشاندہی ہے جہاں قدیم دور میں راج مندر تھا اور اب وہاں لیبارٹری ہے لیکن یہ نقشہ ہماری سمجھ میں تو نہیں آ رہا''...... ریٹا نے سیدھی ہو کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں ہم جب تک راج گڑھ کا تفصیلی وزٹ نہیں کریں گے تب تک یہ نقشہ ہمیں سمجھ میں نہیں آ سکتا''...... جارج نے کہا۔

''یہ نقشہ کئی سو سال پرانا ہے۔ اب تک اتنا عرصہ گزر چکا ہے کہ اب وہاں جانے سے ہمیں کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔ تمام راستے ہی تبدیل ہو چکے ہوں گے''...... ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ یہ کتاب تو ہم سنٹرل لائبریری سے اڑا لائے ہیں۔ اب کیا کریں۔ آگے کیسے بڑھیں''...... جارج نے کہا۔

''کسی قدیم تاریخ کے ماہر سے بات کی جائے''...... ریٹا نے کہا۔

''وہ کیا کرے گا۔ زیادہ سے زیادہ یہ بتا دے گا کہ یہ کتاب کتنا عرصہ پرانی ہے اور یہ سرخ نشان مندر کی نشاندہی کرتا ہے۔ اتنا تو ہمیں بھی معلوم ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں راج گڑھ آبادی میں جا کر کسی بوڑھے سے بات کرنی چاہئے۔ شاید وہ اس جگہ کی کسی

طرح نشاندہی کر سکے جہاں قدیم دور میں مندر رہا ہو“...... جارج نے کہا۔

”میرا تو خیال ہے کہ چیف نے خواہ مخواہ ہمیں اس چکر میں ڈال دیا ہے۔ مسئلہ تو لیبارٹری کی تلاش ہے۔ اسے دیگر ذرائع سے بھی ٹریس کیا جا سکتا ہے“...... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ بات نہیں۔ چیف اور حکومت ایکریمیا نے اس معاملے میں تمام ذرائع استعمال کر لئے ہوں گے۔ تمہیں یاد تو ہے کہ چیف نے کہا تھا کہ پہلے بلیک ایجنسی اور ریڈ ایجنسی کے ایجنٹ اس علاقے میں جاتے رہے لیکن ان کی لاشیں یہاں دارالحکومت کے ویرانوں سے ملتی رہی ہیں۔ پھر چیف نے کہا تھا کہ خصوصی سیٹلائٹ سے اسے چیک کرنے کی کوشش کی گئی لیکن سیٹلائٹ کے ذریعے بھی اس جگہ کا تعین نہیں کیا جا سکا۔ ایسی صورت میں اب بتاؤ کہ اور کیا ذرائع ہو سکتے ہیں“...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ لیکن یہ لوگ اس قدر شاطر ہیں کہ لیبارٹری موجود ہے۔ کام کر رہی ہے لیکن کسی کو اس کا علم نہیں ہو رہا۔ آخر لوگ اس لیبارٹری سے باقی ملک میں آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ سامان سپلائی کیا جاتا ہو گا۔ کیا یہ سب جنات کرتے ہیں“...... ریٹا نے کہا۔

”یہ سب کچھ اس انداز میں کیا جاتا ہے کہ دوسروں کو علم نہیں ہو سکتا اور جو معلوم کر لینے میں کامیاب ہو جاتے ہوں گے ان کی

لاشیں ویرانوں سے ملتی ہوں گی۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم یہاں کی وزارت سائنس میں کوئی ایسا آدمی ٹریس کریں۔ وہاں اس لیبارٹری کے بارے میں یقیناً تفصیلات موجود ہوں گی“...... جارج نے کہا۔

”تو یہ کتاب اور نقشہ جسے ہم نے انتہائی مہارت اور کوشش سے چوری کیا ہے۔ یہ سب کچھ بے کار چلا گیا“...... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے دیکھ لیا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ جسے میں ایک بار غور سے دیکھ لوں اسے ساری عمر نہیں بھولتا اس لئے یہ نقشہ اب میں آنکھیں بند کر کے خود بھی تیار کر سکتا ہوں اس لئے آج رات ہم اسے واپس اس لائبریری میں پہنچا دیں گے“...... جارج نے کہا تو ریٹا بے اختیار اچھل پڑی۔

”واپس کیوں۔ کہیں باہر پھینک دیں گے یا پڑی رہے یہاں۔ واپس جا کر کیوں رکھیں۔ وجہ“...... ریٹا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے آج اس کتاب کے سلسلے میں کراؤن کے ذریعے معلومات حاصل کی تھیں کیونکہ میرے ذہن میں خدشہ تھا کہ کہیں یہ اتنی اہم نوادر نہ ہو کہ اس کی چوری سے بھونچال سا آ جائے“۔ جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان پسماندہ ملکوں میں کیا بھونچال آنا ہے۔ البتہ ترقی یافتہ ممالک ان معاملات میں بے حد حساس ہوتے ہیں“...... ریٹا نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرا اپنا بھی یہی خیال تھا لیکن مجھے جو معلومات ملی ہیں انہوں نے مجھے چونکا دیا ہے''...... جارج نے کہا تو ریٹا بھی چونک پڑی۔

''کیا ہوا ہے''...... ریٹا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''حکومت پاکیشیا نے اس کا انتہائی اعلیٰ سطح پر نوٹس لیا ہے اور باقاعدہ وزارت داخلہ کو حکم جاری کیا ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر چوری کرنے والوں کو نہ صرف گرفتار کیا جائے بلکہ یہ نوادر بھی ہر قیمت پر برآمد کرائی جائے اور اس کے لئے صرف انٹیلی جنس بیورو کو ہی حرکت میں نہیں لایا گیا بلکہ ملٹری انٹیلی جنس کو بھی حرکت میں لایا گیا ہے اور اب ایئرپورٹس اور ہر اس راستے سے جہاں سے دارالحکومت سے باہر اس مخطوطے کو نکالا جا سکتا ہے وہاں سپیشل سکینر نصب کر دیئے گئے ہیں اس لئے یہ لوگ کسی بھی وقت ہمارے سروں پر پہنچ سکتے ہیں اور ہم اصل مشن سے ہٹ کر خوامخواہ کے بکھیڑے میں پھنس جائیں گے۔ نقشہ ہم نے دیکھنا تھا وہ دیکھ لیا۔ اب یہ کتاب واپس ہو جانے کے بعد تمام سرگرمیاں ختم ہو جائیں گی اور ہم اطمینان سے اپنا کام جاری رکھ سکیں گے''...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے بات تو ٹھیک کی ہے۔ اوکے۔ آج رات اسے واپس بھجوا دو لیکن اب اصل معاملے پر بات کرو۔ اس لیبارٹری کو کس طرح ٹریس کیا جائے''...... ریٹا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''مجھے کراؤن سے بات کرنے دو۔ شاید کوئی بہتر حل نکل آئے''...... جارج نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے سامنے ہی میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ لاؤڈر کا بٹن پریس ہوتے ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''کراؤن کلب''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کراؤن سے بات کراؤ۔ میں جارج بول رہا ہوں''...... جارج نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ کراؤن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''سپر بلیک جارج بول رہا ہوں''...... جارج نے کوڈ کے ساتھ اپنا نام بھی بتاتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ مجھے آپ کا نام بتا دیا گیا ہے۔ حکم فرمایئے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''راج گڑھ میں ہمیں کوئی ایسا گائیڈ چاہئے جو وہاں کی قدیم ترین تاریخ سے صرف زبانی ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی واقف ہو''۔ جارج نے کہا۔

''میرے کلب میں ایک سپروائزر راج گڑھ کا رہنے والا ہے۔ میں اس سے معلوم کر کے بتاتا ہوں''...... کراؤن نے کہا۔

''کیا وہ قابل اعتماد آدمی ہے''...... جارج نے پوچھا۔

''یس سر۔ وہ میرا خاص آدمی ہے۔ ہر لحاظ سے قابل اعتماد''۔ کراؤن نے جواب دیا۔

''تو ٹھیک ہے۔ میں اور ریٹا تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ ہم اس سے خود بات کریں گے''...... جارج نے کہا۔

''یہ زیادہ بہتر ہو گا''...... کراؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آؤ ریٹا۔ چلیں۔ یہ کتاب بھی کراؤن کو دے آئیں گے تاکہ وہ اس آدمی کے ذریعے جس کے ذریعے وہاں سے اسے اٹھوایا تھا اسے واپس رکھ دے اور اس سپروائزر سے بھی بات کر لیں گے۔ شاید کوئی ایسی صورت نکل آئے جس سے ہم مشن مکمل کر لیں''۔

جارج نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کراؤن کلب کے ایک کمرے میں صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کراؤن سے اس کے آفس میں ملاقات کر کے اور اسے کتاب واپس رکھوانے کے لئے دے کر وہ اس کمرے میں پہنچ گئے تھے کیونکہ انہوں نے خود کراؤن سے یہ فرمائش کی تھی کہ وہ سپروائزر سے کسی علیحدہ کمرے میں بات کرنا چاہتے ہیں اور کراؤن انہیں خود اس کمرے میں چھوڑ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کراؤن

اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک مقامی آدمی بھی تھا جس نے باقاعدہ کلب ملازمین کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور اس کے سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا۔

''یہ سپروائزر کریم ہے جناب۔ آباؤ اجداد سے راج گڑھ کا رہنے والا ہے۔ آپ اس سے کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ یہ میرا قابل اعتماد آدمی ہے''...... کراؤن نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... جارج نے کہا تو کراؤن واپس چلا گیا۔

''بیٹھو کریم''...... جارج نے کریم سے مخاطب ہو کر کہا۔

''شکریہ جناب''...... کریم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کریم۔ ہمارا تعلق ایکریمیا کی ایک یونیورسٹی سے ہے اور ہمارا شعبہ دنیا کی قدیم ترین تاریخ ہے۔ ہم یہاں قدیم ترین دور کی عبادت گاہوں کے بارے میں ریسرچ کرنے آئے ہیں۔ یہ بات حتمی ہے کہ راج گڑھ کے جنگلات میں قدیم دور میں کوئی مندر تھا جس کا وجود اب باقی نہیں رہا لیکن ظاہر ہے زیر زمین اس کے آثار موجود ہوں گے۔ ہم وہ آثار ٹریس کرنا چاہتے ہیں۔ کیا تم اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتے ہو۔ ہم تمہیں معقول معاوضہ بھی دیں گے''...... جارج نے بڑے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ہمارے بزرگ بتاتے ہیں کہ راج گڑھ میں ایک بہت بڑا مندر تھا اور دور دور سے لوگ اس مندر میں آتے جاتے

رہتے تھے اور اس علاقے کا نام بھی اس مندر کے نام پر یعنی راج مندر کے نام پر راج گڑھ رکھا گیا تھا''...... کریم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''کیا اس جگہ کی کسی طرح نشاندہی ہو سکتی ہے جہاں یہ مندر تھا''...... جارج نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

''جناب۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے بلکہ میرے والد نے بھی کبھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ ہمارے راج گڑھ میں ایک سو دس سالہ ایک بزرگ رہتے ہیں۔ ان سے بات کی جائے تو شاید کوئی حل نکل آئے''...... کریم نے کہا۔

''کیا ان کی یادداشت قائم ہے اتنی عمر میں''...... جارج نے کہا۔

''جی ہاں۔ اس قدر عمر ہونے کے باوجود وہ خاصے صحت مند ہیں''...... کریم نے جواب دیا۔

''تو ٹھیک ہے۔ ہم کراؤن کو کہہ دیتے ہیں تم جا کر انہیں یہاں لے آؤ۔ ہم ان سے خود بات کر لیں گے اور انہیں بھی انعام دیں گے اور تمہیں بھی معاوضہ دیا جائے گا''...... جارج نے کہا۔

''آپ صاحب سے کہہ دیں کیونکہ مجھے دو روز جانے میں اور دو روز آنے میں لگیں گے۔ وہ مجھے چار پانچ دنوں کی چھٹی دے دیں اور پھر مجھے ان بزرگ کو واپس جا کر چھوڑنا بھی ہو گا''۔ کریم نے کہا۔

''کیوں نہ انہیں یہاں آنے کی تکلیف دینے کی بجائے ہم خود کریم کو ساتھ لے کر وہاں ان کے پاس چلے جائیں''...... ریٹا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ اس طرح اس بزرگ کو لانے اور پھر پہنچانے میں وقت بھی ضائع نہیں ہو گا۔ ہم کار میں خود وہاں چلے جاتے ہیں''...... جارج نے کہا تو کریم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سرکاری جیپ خاصی تیز رفتاری سے سنٹرل نیشنل لائبریری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر فیاض تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔

''تم تو شاید زندگی میں پہلی بار کسی لائبریری میں جا رہے ہو گے''...... عمران نے سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں نے کتابیں ضرور پڑھی ہیں لیکن میں تمہاری طرح کتابی کیڑا نہیں ہوں''...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کتابی کیڑا ہونا تو اعزاز کی بات ہے جبکہ کتابی مکوڑا ہونا باعث شرم ہے''...... عمران نے جواب دیا سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ یہ کتابی مکوڑا کیا ہوتا ہے''...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیڑا مکوڑا کہا جاتا ہے۔ کیڑا چھوٹا ہوتا ہے اور مکوڑا بڑے کیڑے یا چیونٹے کو کہا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ تو ٹھیک ہے کہ تم کتابی کیڑے ہو تو میں بڑا ہوں کتابی مکوڑا''...... سوپر فیاض نے فاخرانہ انداز میں کہا۔

''کیڑا تو کتاب کے اندر گھس جاتا ہے اس لئے عالم فاضل شخص کو کتابی کیڑا کہا جاتا ہے اور مکوڑا چونکہ بڑا ہوتا ہے اس لئے وہ کتاب کے اوپر سے گزر جاتا ہے اور ویسے کا ویسے ہی جاہل رہ جاتا ہے''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اچھا تو میں جاہل ہوں۔ کیوں''...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم نے خود ہی اپنے آپ کو مکوڑا ثابت کیا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بس کرو۔ کیا کیڑے مکوڑوں کی باتیں لے بیٹھے ہو۔ کوئی کام کی بات کرو''...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اپنے کام کی یا تمہارے کام کی''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... سوپر فیاض نے پوچھا۔

''میرے کام کی تو ایک ہی بات ہوسکتی ہے کہ میں تمہارا بڑا مخلص، ہمدرد دوست ہوں۔ تمہارے حق میں ہمیشہ دعائیں کرتا رہتا

ہوں اور تمہارے کام کی بات یہ ہے کہ تم خود تو بینک بیلنس میں اضافہ کرتے رہتے ہو اور مجھے تو بینک کے اندر داخل ہونے کی بھی ہمت نہیں ہوتی''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''بس۔ بس۔ یہ اپنی پرانی بھیرویں اب بند کرو۔ وہ پانچ ہزار جو میں نے تمہیں دیئے ہیں۔ وہی کافی ہیں۔ اب چاہے انہیں بینک میں رکھو چاہے جیب میں''...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پانچ ہزار اتنی بڑی رقم ہے کہ اگر بنک میں رکھوانے کے لئے جاؤ تو بینک والے حفاظتی پولیس کو کال کر لیتے ہیں اور پوری دنیا کے بینکوں میں فون کی گھنٹیاں بجنے لگ جاتی ہیں کہ فلاں بینک میں پانچ ہزار روپے جمع کرانے کے لئے لائے گئے ہیں''...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

''تم سے تو بات کرنا ہی عذاب ہے۔ ہر بات کو مذاق بنا لیتے ہو''...... سوپر فیاض نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ سنٹرل نیشنل لائبریری کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ میں لے جانے کی بجائے لائبریری کے مین گیٹ کے طرف لے جانے لگا۔

''ارے۔ ارے۔ ادھر پارکنگ میں لے جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''یہ سرکاری گاڑی ہے۔ سمجھے۔ پارکنگ میں عام گاڑیاں کھڑی

کی جاتی ہیں''...... سوپر فیاض نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ روکی اور پھر نیچے اتر آیا جبکہ دوسری طرف سے عمران بھی نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے لائبریری کا مین گیٹ کھلا اور چار آدمی بوکھلائے ہوئے انداز میں اس طرح باہر آ گئے جیسے دور سے بھاگتے ہوئے آئے ہوں اور اگر انہیں دیر ہو گئی تو نجانے ان پر کیا قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

''جج۔ جناب۔ جناب۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب ہیں۔ جناب''...... ایک ادھیڑ عمر آدمی نے جس کی آنکھوں پر نظر والے موٹے شیشوں کی عینک موجود تھی انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ عمران اور سوپر فیاض کو اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے اسے یہ فیصلہ کرنے میں دقت پیش آ رہی ہو کہ ان میں سپرنٹنڈنٹ فیاض کون ہو سکتا ہے۔

''میں ہوں سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ فیاض۔ تم کون ہو''...... سوپر فیاض نے بڑے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جج۔ جج۔ جناب۔ میں سنٹرل نیشنل لائبریری کا سپرنٹنڈنٹ ہوں جناب۔ میرا نام عادل حسین ہے اور جناب ہم آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ یہ میرے اسسٹنٹ ہیں جناب''۔ عادل حسین نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھا تو تم ہو سپرنٹنڈنٹ۔ حیرت ہے۔ خواہ مخواہ ایسا عہدہ رکھ لیا جاتا ہے۔ یہ علی عمران ہے''...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے

بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے پسند نہ آیا ہو کہ یہ بوکھلایا ہوا آدمی بھی سپرنٹنڈنٹ کا عہدہ رکھتا ہے۔

''پورا تعارف کراؤ عادل حسین سے۔ میرا نام ہے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اور آپ بھی یقیناً اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں گے جب ہی آپ پاکیشیا کی اس بڑی اور اہم لائبریری کے سپرنٹنڈنٹ ہیں''...... عمران نے پہلے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے پھر عادل حسین سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''جج۔ جناب۔ میں نے ہاورڈ یونیورسٹی اکیڈیمیا سے لائبریری سائنس میں پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے''...... عادل حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کا پھولا ہوا سینہ عادل حسین کی بات سن کر بے اختیار سکڑ سا گیا۔

''اندر چلو۔ یہاں کیا بحث چھیڑ کر کھڑے ہو گئے ہو''...... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آیئے جناب۔ آیئے''...... عادل حسین نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ شاید یہ اس کا خصوصی انداز تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد سوپر فیاض اور عمران ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔ چند لمحوں بعد چپڑاسی اندر داخل ہوا۔ اس نے ان دونوں کو سلام کیا اور مشروب کی دو بوتلیں جو ملٹی کلر ٹشو پیپر میں لپٹی ہوئی تھیں سوپر فیاض اور عمران کے سامنے رکھ دیں اور مڑ کر واپس چلا گیا۔ عمران نے عادل حسین کا شکریہ ادا کیا۔

''جناب۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... تھوڑی دیر بعد عادل حسین نے کہا۔

''ہم اس قدیم کتاب کی چوری کے سلسلے میں آئے ہیں''۔ سوپر فیاض نے رعب دار لہجے میں کہا۔

''وہ راج گڑھ والے مخطوطہ کی بات کر رہے ہیں آپ''۔ عادل حسین نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں عادل صاحب۔ وہی''...... سوپر فیاض کے بولنے سے پہلے عمران نے اس لئے جواب دیا کہ سوپر فیاض نے مخطوطہ کا لفظ سن کر جس طرح منہ بنایا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کوئی احمقانہ جواب ہی دے گا۔

''جی وہ مخطوطہ تو حیرت انگیز طور پر واپس مل گیا ہے''...... عادل حسین نے کہا تو عمران اور سوپر فیاض دونوں نے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھا۔ دونوں کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہیں تھا کہ ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔

''کیا مطلب۔ آپ تفصیل بتائیں''...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''جناب۔ نوادرات کا سیکشن علیحدہ ہے اور وہاں آنے جانے والوں کی باقاعدہ سکینر کے ذریعے چیکنگ ہوتی ہے تاکہ وہ اس سیکشن سے کوئی کتاب یا مخطوطہ ساتھ نہ لے جا سکیں اور رات کو جب لائبریری کلوز ہوتی ہے تو سب کتب اور مخطوطوں کی باقاعدہ فہرست

بنائی جاتی ہے اور یہ بھی عرض کر دوں کہ سیکنر سپیشل ٹائپ کا ہے۔ کوئی بھی کتاب، رسالہ چھپا ہوا یا ہاتھ سے لکھا ہوا کوئی مواد چیکنگ کے بغیر باہر جا ہی نہیں سکتا اور گزشتہ دس سالوں سے جب سے میں یہاں ہوں اس سیکشن میں کبھی چوری نہیں ہوئی لیکن دو روز پہلے اچانک معلوم ہوا کہ راج گڑھ کے بارے میں انتہائی اہم مخطوطہ غائب ہے۔ تمام چیکنگ کی گئی۔ سیکنر بھی باقاعدگی سے کام کر رہا تھا لیکن پھر بھی مخطوطہ غائب تھا۔ چنانچہ فوراً اعلیٰ حکام کو رپورٹ کی گئی لیکن آج صبح جب ہم نے لائبریری اوپن کی تو اب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے نوادرات سیکشن نے اطلاع دی کہ مخطوطہ اپنی جگہ پر موجود ہے۔ چنانچہ ہم نے فوری طور پر اعلیٰ حکام کو اس کی واپسی کی اطلاع دے دی اور پھر آپ کی آمد کی اطلاع مل گئی تو میں یہی سمجھا کہ آپ اس مخطوطے کی واپسی کنفرم کرنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں لیکن آپ کے چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں کہ آپ کے لئے یہ اطلاع نئی تھی''...... عادل حسین نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے وہ مخطوطہ وغیرہ۔ یہاں منگوائیں اسے''...... سوپر فیاض نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سوری سر۔ قانون کے مطابق اسے سیکشن سے باہر نہیں لایا جا سکتا۔ آپ وہاں تشریف لے چلیں اور اسے دیکھ لیں''...... عادل حسین نے اس بار دوٹوک لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہیں چلتے ہیں''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تم دیکھتے رہو۔ میں جا رہا ہوں۔ اب میری کیا دلچسپی رہ گئی ہے۔ مجھے اس سے زیادہ اہم کام ہیں''...... سوپر فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تم یہیں ٹھہرو۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کے چہرے پر یکلخت غصے کے چراغ جل اٹھے۔ شاید اسے عادل حسین کے سامنے عمران کا یہ رویہ ناقابل برداشت محسوس ہوا تھا لیکن وہ بہرحال اسے برداشت اس لئے کر گیا تھا کہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر اس نے مزید کوئی بات کی تو عمران اس کی مزید توہین کر دے گا۔

''اب میں بھی ساتھ جاؤں گا''...... سوپر فیاض نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ''...... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں عادل حسین کی رہنمائی میں نوادرات کتب سیکشن تک پہنچ گئے۔ وہاں واقعی ایک جدید سیکنر نصب تھا جس سے گزر کر سیکشن کے اندر جانا اور باہر آنا ممکن تھا۔ ایک باوردی دربان بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عادل حسین کو سلام کیا۔

''آیئے جناب''...... عادل حسین نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ اس سیکشن میں داخل ہو گئے جس کے چاروں طرف الماریوں میں قدیم دور کی کتب، دستاویزات اور مخطوطے موجود تھے۔ وہاں چند

افراد مخصوص انداز کی بنی ہوئی میزوں کے پیچھے کرسیوں پر بیٹھے کتابوں کے مطالعہ میں مصروف تھے اور وہ ساتھ ساتھ نوٹس بھی لیتے جا رہے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ ریسرچ سکالر ہیں۔ اس سیکشن کا عملہ چار افراد پر مشتمل تھا۔ سیکشن انچارج کا نام فرخ شاہ تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر عادل حسین، عمران اور سوپر فیاض کا استقبال کیا۔ عادل حسین نے سوپر فیاض اور عمران کا اس سے تعارف کرایا اور فرخ شاہ کے بارے میں سوپر فیاض اور عمران کو بتایا۔

"شاہ صاحب۔ آپ ہمیں وہ مخطوطہ دکھائیں جو چوری ہوا اور پھر خود بخود واپس آ گیا"...... عمران نے کہا۔

"یہ الماری ہے جناب۔ جس میں گزشتہ چالیس سالوں سے یہ مخطوطہ موجود رہا تھا۔ پھر ایک شام جب سیکشن کلوز کرنے کے لئے ہم نے چیکنگ کی تو وہ مخطوطہ غائب تھا۔ بہرحال جب باوجود تمام تر کوشش کے ہم اسے ٹریس نہ کر سکے تو پھر اعلیٰ حکام کو رپورٹ کر دی گئی اور آج صبح جب ہم نے سیکشن اوپن کیا تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مخطوطہ الماری میں موجود تھا"...... فرخ شاہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر ایک الماری کھول کر اس نے وہ مخطوطہ اٹھا کر اس میں موجود ایک کارڈ نکال کر وہیں رکھا اور وہ مخطوطہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے وہ مخطوطہ لے کر کھولا ہی تھا کہ اسے محسوس ہوا کہ مخطوطے میں سے تیز بو آ رہی ہے۔ اس

نے اسے ناک کے قریب کر کے سونگھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ مخطوطے میں سے آنے والی مخصوص بو غیر ملکی شراب کی تھی اور یہ شراب یہاں پاکیشیا میں اس قدر مہنگی تھی کہ مقامی طور پر بے حد کم افراد اس کے متحمل ہو سکتے تھے۔ البتہ غیر ملکی سیاحوں میں یہ شراب کافی مقبول تھی۔ عمران نے ایک بار پھر مخطوطہ کھولا اور اس کے نقشے اور صفحے پر اس کی نظریں جم کر رہ گئیں۔

"کیا یہ دربان جو سکینر کے ساتھ موجود ہے صبح کو ڈیوٹی پر آتا ہے اور رات تک یہیں رہتا ہے"...... عمران نے فرخ شاہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ اس کا نام حامد ہے اور اس کا تعلق ایک پرائیویٹ سیکورٹی کمپنی سے ہے۔ خاصا محنتی اور فرض شناس آدمی ہے"۔ فرخ شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے آفس میں بلائیں"...... عمران نے کہا تو فرخ شاہ نے اپنے ایک آدمی کو دربان کو بلانے کا کہہ دیا اور پھر وہ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے علیحدہ آفس میں آ گئے۔

"جی صاحب"...... چند لمحوں بعد دربان نے آفس میں آ کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا تعلق کس کمپنی سے ہے"...... عمران نے دربان سے مخاطب ہو کر کہا تو دربان نے ایک پرائیویٹ سیکورٹی کمپنی کا نام

لے دیا اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے کمپنی کے آفس کے ساتھ ساتھ اپنا رہائشی پتہ بھی بتا دیا۔ عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے اسے واپس بھجوا دیا اور پھر فرخ شاہ اور عادل حسین کا شکریہ ادا کر کے وہ لائبریری سے باہر آ گئے۔

''اب تمہارا کیا پروگرام ہے''...... عمران نے جیپ میں بیٹھتے ہی سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''میرا کیا پروگرام ہے۔ میں جا کر تمہارے ڈیڈی کو رپورٹ دے کر اس فائل کو کلوز کر کے اطمینان کا سانس لوں گا''...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ ظاہر ہے اب سوپر فیاض کی ساری دلچسپی اس معاملے میں ختم ہو گئی تھی لیکن عمران کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ یہ معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے۔ اس کے پیچھے کوئی بڑا معاملہ ہے اور عمران کو احساس ہو رہا تھا کہ آئندہ دنوں میں اس معاملے پر شاید مزید کام کرنا پڑے اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس مخطوطے کے اس پراسرار انداز میں چوری ہونے اور پھر اس کی خودبخود واپسی کے بارے میں مزید تحقیقات کرے گا۔

راج گڑھ گاؤں کے ایک خاصے بڑے احاطے میں فرش پر بچھی ہوئی دریوں پر اس وقت جارج اور ریٹا کے ساتھ کراؤن کلب کا سپروائزر کریم بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے سامنے ایک بوڑھا آدمی موجود تھا۔ اس کا چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا لیکن وہ صحت مند اور چاق و چوبند نظر آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ دو مقامی آدمی بھی موجود تھے۔ بوڑھے کا نام بابا سجاد تھا۔

''بابا سجاد۔ آپ کی عمر اس وقت کتنی ہو گی''...... جارج نے پوچھا۔

''میری عمر ایک سو آٹھ سال ہے۔ مجھے کریم نے بتایا ہے کہ آپ قدیم راج مندر کو تلاش کرنے غیر ملک سے یہاں آئے ہیں۔ کیا واقعی''...... بابا سجاد نے کہا۔

''جی ہاں۔ کریم نے آپ کو درست بتایا ہے۔ کیا آپ کو اس

بارے میں کچھ علم ہے‘‘...... جارج نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

’’مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ میرے بچپن میں میرا دادا ایک بار مجھے اپنے ساتھ وہاں لے گیا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ قدیم دور کا ایک مندر یہاں تھا جو اب ختم ہو چکا ہے‘‘...... بابا سجاد نے کہا۔

’’کیا آپ اس جگہ کو پہچانتے ہیں‘‘...... جارج نے پوچھا۔

’’ہاں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ وہ جگہ برگری درختوں کے درمیان تھی اور برگری کے درخت صدیوں سے ایک ہی جگہ چلے آ رہے ہیں‘‘...... بابا سجاد نے کہا۔

’’برگری درخت۔ وہ کون سا درخت ہے‘‘...... جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’یہ درخت نایاب ہے جناب۔ صرف راج گڑھ کے جنگل میں صدیوں سے یہ درخت کافی تعداد میں موجود چلے آ رہے ہیں۔ یہ چیل کے درخت کی مانند ہے لیکن اس کو سرخ رنگ کے گچھے نما پھول لگتے ہیں اور آپ حیران ہوں گے کہ برگری درخت کو دوسری جگہ پر لگانے کی بے حد کوشش کی گئی لیکن وہ صرف اس علاقے میں ہی لگتا ہے اور کسی جگہ یہ پروان نہیں چڑھتا اور صدیوں سے یہ درخت اس مخصوص علاقے میں موجود چلے آ رہے ہیں‘‘...... بابا سجاد نے کہا۔

’’کیا یہ درخت وہی ہیں جو صدیوں پہلے تھے۔ کیا یہ اتنے

پرانے ہیں‘‘...... ریٹا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’نہیں۔ پرانے درختوں کی جڑوں سے نئے درخت پیدا ہوتے ہیں اور پرانے گر جاتے ہیں لیکن ان کا مخصوص ایریا صدیوں سے وہی ہے‘‘...... بابا سجاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کیا آپ اس جگہ تک ہمیں لے جا سکتے ہیں‘‘...... جارج نے کہا۔

’’ہاں۔ کیوں نہیں۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ آپ وہاں نہ جائیں‘‘۔ بابا سجاد نے کہا تو جارج اور ریٹا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

’’کیوں۔ وجہ۔ کیا وہاں جانا ممنوع ہے‘‘...... جارج نے کہا۔

’’نہیں۔ ممنوع تو نہیں ہو گا۔ عام سا جنگل ہے لیکن آج تک جتنے بھی غیر ملکی وہاں گئے ہیں پھر ان کی لاشیں ہی ملی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں مافوق الفطرت قوتوں کا قبضہ ہے جو کسی غیر ملکی کا وجود وہاں برداشت نہیں کر سکتیں‘‘...... بابا سجاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اوہ۔ ٹھیک ہے۔ پھر ہمارا وہاں جانا درست نہیں ہو گا۔ کیا آپ نقشے میں اس جگہ کی نشاندہی کر سکتے ہیں‘‘...... جارج نے کہا۔

’’کون سے نقشے میں‘‘...... بابا سجاد نے چونک کر کہا۔

’’یہ ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ بھی صدیوں پرانا نقشہ ہے راج گڑھ کا۔ قدیم دور میں کسی آدمی نے ہاتھ سے بنایا تھا‘‘۔ جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کاغذ نکالا جس

پر اس نے خود ہی مخطوطے کے نقشے کو بنایا تھا۔ اس میں اس جگہ سرخ رنگ بھی بھر دیا تھا جہاں اصل نقشے میں بھی سرخ رنگ بھرا ہوا تھا۔ بابا سجاد اس نقشے پر جھک گیا اور پھر کریم نے اس نقشے کو سمجھنے میں ان کی مدد کی۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ سرخ رنگ جس جگہ ہے۔ یہاں برگری کے درخت ہیں اور برگری کے درختوں پر سرخ رنگ کے پھولوں کے گچھے لگتے ہیں اس لئے یہاں سرخ رنگ بھرا گیا ہے''...... بابا سجاد نے کہا۔

''تو کیا وہ مندر اس جگہ پر تھا''...... جارج نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ سو فیصد یہیں تھا اور کہیں ہو ہی نہیں سکتا۔ میرے دادا نے بتایا تھا کہ انہوں نے اس مندر کے آثار خود اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے''...... بابا سجاد نے حتمی اور فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر جب مختلف سوالوں کے بعد جارج اور ریٹا کو مکمل یقین ہو گیا کہ بابا سجاد نے درست نشاندہی کی ہے تو انہوں نے بابا سجاد کو کچھ رقم دی اور پھر کریم کے ساتھ وہ واپس دارالحکومت آ گئے۔ کریم کو کراؤن کلب ڈراپ کر کے وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

''اب نشاندہی کے بعد کیا پروگرام ہے''...... کمرے میں پہنچ کر الماری سے شراب کی بوتل اور گلاس نکال کر میز پر رکھتے ہوئے ریٹا نے کہا۔

''پروگرام تو مشن مکمل کرنا ہے لیکن میری سمجھ میں یہاں کارروائی کرنے کا کوئی پلان نہیں آ رہا''...... جارج نے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں تمہاری بات''...... ریٹا نے کہا۔

''تم نے بابا سجاد کی بات سنی تھی کہ جو بھی غیر ملکی وہاں جاتا ہے اس کی لاش ملتی ہے۔ اس سے کیا مطلب نکلا۔ یہی کہ وہاں ایسے آلات نصب ہیں کہ جو وہاں جانے والوں کو کسی سکرین پر ظاہر کر دیتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں ایسے آلات نصب ہوں جو میک اپ کو بھی چیک کر لیتے ہوں اور پھر ان غیر ملکیوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہو۔ ایسی صورت میں ہم وہاں کیسے جائیں گے اور کیسے مشن مکمل کریں گے''...... جارج نے کہا۔

''اوہ۔ شاید اسی لئے تم نے فوراً بابا سجاد کے ساتھ اس علاقے میں جانے سے گریز کیا تھا''...... ریٹا نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے سوچا کہ اس طرح ہم فوری طور پر حکومتی ایجنٹوں کی نظروں میں آ جائیں گے اور وہ ہماری نگرانی شروع کرا دیں گے''...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہرحال اس نقشے اور بابا سجاد سے ملنے کے بعد یہ بات تو طے ہو گئی کہ مندر اس سرخ دائرے کے اندر ہی موجود تھا اور اب اس کے نیچے وہ لیبارٹری موجود ہے۔ چیف نے بھی اس سرخ نشان کے بارے میں ہی کہا تھا کہ اسے مزید چیک کرنا ہے لیکن اصل

مسئلہ اس لیبارٹری تک اس انداز میں پہنچنا ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے اور اس کام کے لئے میرے خیال میں ہمیں وزارت سائنس کے کسی اعلیٰ افسر کی جگہ لینی ہو گی۔ ایسے افسر کی جو اس لیبارٹری کے وزٹ پر آتا جاتا رہتا ہو۔ اس لیبارٹری کا یقیناً کوئی خفیہ راستہ ایسا ہے جہاں سے سامان کے ساتھ ساتھ افراد بھی آتے جاتے رہتے ہوں گے''...... ریٹا نے تفصیل سے اور مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اگر ایسے راستے کا علم ہو جائے تو مشن آسانی سے مکمل کیا جا سکتا ہے۔ یہاں کے لوگ دولت کی پوجا کرتے ہیں اور کراؤن بھی ہمیں ڈاج دے سکتا ہے۔ جتنا کام اس سے لینا تھا وہ لے لیا گیا ہے۔ اب کسی اور سے بات کرنا ہو گی''...... جارج نے کہا۔

''کس سے''...... ریٹا نے چونک کر کہا۔

''چیف نے ایک اور پارٹی کا ریفرنس دیا ہوا ہے اور چیف کے بقول یہ پارٹی زیادہ بااعتماد ہے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں''۔ جارج نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ریڈ سٹار کلب کا نمبر دیں''...... جارج نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو جارج نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس

نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

''ریڈ سٹار کلب''...... رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے ساتھ ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مسٹر جیگر سے بات کرائیں۔ میں جارج بول رہا ہوں''۔ جارج نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ جیگر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''سپر بلیک جارج بول رہا ہوں''...... جارج نے سپر بلیک کا کوڈ بھی دوہراتے ہوئے کہا۔

''اوہ آپ۔ کہاں سے کال کر رہے ہیں۔ کیا ایکریمیا سے''۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

''نہیں۔ پاکیشیا کے دارالحکومت سے''...... جارج نے جواب دیا۔

''اوہ۔ پھر حکم فرمائیں۔ مجھے آپ کے بارے میں احکامات مل چکے ہیں''...... جیگر نے کہا۔

''کیا یہ فون محفوظ ہے''...... جارج نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں''...... جیگر نے جواب دیا۔

''تو پھر سنیں۔ پاکیشیا کے شمالی علاقے میں ایک مشہور علاقہ ہے راج گڑھ۔ وہاں کا جنگل خاصا گھنا اور خطرناک ہے۔ وہاں حکومت کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جسے اس حد تک خفیہ رکھا گیا ہے کہ ایکریمیا کی بلیک اور ریڈ ایجنسیوں کے ایجنٹ اس بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکے لیکن ہم نے اسے حتمی طور پر ٹریس کر لیا ہے۔ راج گڑھ جنگل میں برگری درختوں کا ایک قطعہ موجود ہے۔ وہاں قدیم دور میں راج مندر ہوا کرتا تھا جو امتداد زمانہ سے ختم ہو گیا ہے۔ اس مندر کے تہہ خانوں میں لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ وہاں جنگل میں ایسے آلات نصب ہیں کہ جو وہاں جاتا ہے وہ سیکورٹی والوں کی نظروں میں آ جاتا ہے اور دوسرے روز اس کی لاش دارالحکومت کے کسی ویرانے سے ملتی ہے اس لئے ہم وہاں براہ راست کوئی اقدام نہیں کر سکتے لیکن ہمیں یقین ہے کہ اس لیبارٹری کا کوئی خفیہ راستہ ہو گا جہاں سے لوگ لیبارٹری میں آتے جاتے رہتے ہوں گے یا سامان وغیرہ سپلائی کیا جاتا ہو گا۔ ہمیں اس راستے کو تلاش کرنا ہے''...... جارج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیا اس کے لئے آپ کے ذہن میں کوئی پلاننگ ہے''۔ جیگر نے پوچھا۔

''ہاں۔ دو پلان ہیں۔ ایک تو یہ کہ لیبارٹری یقیناً وزارت سائنس کے تحت ہو گی۔ وزارت سائنس کے کسی اعلیٰ افسر کو دولت دے کر اس سے معلومات خریدی جا سکتی ہیں اور اسی آفیسر کے

روپ میں لیبارٹری میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس لیبارٹری کا نقشہ لازماً وزارت سائنس کے سٹور میں ہو گا۔ اگر اس نقشے کی کاپی مل جائے تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے''...... جارج نے کہا۔

''آپ اپنا فون نمبر مجھے دے دیں میں کل آپ کو اس بارے میں فون کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ کام ہو جائے گا''...... جیگر نے کہا تو جارج نے نمبر بتا دیا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔

''ویسے یہ اندھیرے میں ہاتھ پیر مارنے والا کام ہے''...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اندھیرے میں بھی درست نشانہ لگ جائے اور کبھی کبھار ایسا ہو بھی جاتا ہے''...... جارج نے ہنستے ہوئے کہا اور ریٹا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ دوسرے روز وہ لنچ کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''جارج بول رہا ہوں''...... جارج نے کہا۔

''جیگر بول رہا ہوں۔ آپ پلیز اپنا ریفرنس دوہرائیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ریفرنس سپر بلیک''...... جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تا کہ ساتھ بیٹھی ہوئی ریٹا بھی گفتگو سن سکے۔

''اوکے۔ آپ کے دونوں پلان کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ وزارت سائنس میں اس لیبارٹری کے بارے میں کوئی فائل موجود نہیں ہے اور نہ ہی وہ وہاں کسی لیبارٹری کی موجودگی کے بارے میں حامی بھر رہے ہیں اور اسی طرح تمام لیبارٹریوں کے نقشے ریکارڈ روم میں موجود ہیں لیکن راج گڑھ لیبارٹری کا کوئی نقشہ وہاں موجود نہیں ہے''...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے اس لیبارٹری کا نام انہوں نے تبدیل کر رکھا ہو۔ راج گڑھ لیبارٹری کی بجائے کوئی کوڈ نام رکھ دیا گیا ہو''...... جارج نے کہا۔

''اس پوائنٹ پر بھی چیکنگ کر لی گئی ہے۔ البتہ ایک بات کا علم ہوا ہے''...... جیگر نے کہا۔

''کس بات کا''...... جارج نے چونک کر پوچھا۔

''وزارت سائنس نے بتایا ہے کہ پاکیشیا میں دس لیبارٹریاں ایسی ہیں جن کا کوئی تعلق وزارت سائنس سے نہیں ہے بلکہ یہ لیبارٹریاں ایک سائنس دان سرداور کے تحت ہیں اور سرداور ریڈ لیبارٹری کے انچارج ہیں''...... جیگر نے کہا۔

''تو اس سرداور یا اس کے کسی اسسٹنٹ سے بات ہوسکتی ہے کیا''...... جارج نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

''میں کوشش کر رہا ہوں۔ کل اس وقت فون کروں گا۔ گڈ بائی''۔ جیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''عجیب گورکھ دھندہ بنا رکھا ہے ان پاکیشیائیوں نے''...... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہم تو انہیں احمق اور پسماندہ سمجھتے ہیں لیکن یہ واقعی ذہین لوگ ہیں''...... جارج نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اگلے روز لنچ کے بعد ایک بار پھر جیگر کا فون آ گیا۔

''جارج بول رہا ہوں''...... جارج نے کہا۔

''جیگر بول رہا ہوں۔ ریفرنس دوہرایئے''...... جیگر نے کہا۔

''سپر بلیک''...... جارج نے کہا۔

''اوکے مسٹر جارج۔ میں نے بے حد کوشش کے بعد آخرکار ایک آدمی تلاش کر لیا ہے۔ یہ سائنس دان ہے لیکن مستقل طور پر ایکریمیا سیٹل ہونا چاہتا ہے جس کے لئے اسے بڑی رقم چاہئے۔ یہ سرداور کا اسسٹنٹ ہے اور سرداور اس پر خاصا اعتماد بھی کرتے ہیں۔ یہ اس لیبارٹری کے بارے میں ہمارے مطلب کی معلومات مہیا کر سکتا ہے''...... جیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن اس سے ملاقات کیسے ہو گی اور کب ہو گی''۔ جارج نے پوچھا۔

''میں نے اسے رات کو کلب میں بلایا ہے۔ آج رات گیارہ بجے۔ آپ بھی پہنچ جائیں اور کاؤنٹر پر آپ جیسے ہی ریفرنس دیں گے آپ کو میرے پاس بھجوا دیا جائے گا''...... جیگر نے کہا۔

''اوکے۔ ہم پہنچ جائیں گے۔ میں اور ریٹا دونوں''...... جارج

نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور پھر رات کو ساڑھے دس بجے ان کی کار ریڈ سٹار کلب کے کمپاؤنڈ میں مڑ کر پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کار ریٹا چلا رہی تھی جبکہ جارج سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کار پارکنگ میں روک کر وہ نیچے اترے تو پارکنگ میں موجود افراد مڑ مڑ کر ریٹا کی طرف اس طرح دیکھنے لگے جیسے ریٹا کوئی طاقتور مقناطیس ہو اور وہ سب لوہے کے ٹکڑے ہوں۔

"تمہارا حسن سر چڑھ کر بول رہا ہے"...... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حسن ہے تو سر چڑھ کر بول رہا ہے"...... ریٹا نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور جارج بے اختیار ہنس پڑا۔ پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کلب میں آنے جانے والے لوگوں کے لباس اور انداز سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ کلب امراء اور اونچے طبقے کا ہے اس لئے وہ اطمینان سے ہال میں داخل ہو کر ایک سائیڈ پر موجود کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں تین لڑکیاں موجود تھیں۔

"یس سر"...... ایک لڑکی نے ان کے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے ریٹا کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حسد کی جھلکیاں نمایاں ہو گئی تھیں۔

"میرا نام جارج ہے اور یہ میری ساتھی ریٹا ہے۔ جیگر سے کہو کہ سپر بلیک کے مہمان آئے ہیں"...... جارج نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ آپ کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے"۔ لڑکی نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر ایک سائیڈ پر کھڑے نوجوان کو اس نے اشارے سے بلایا۔

"یس مس"...... نوجوان نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس نوجوان نے یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور اس کے سینے پر سپروائزر کا بیج نمایاں تھا۔

"شوگی۔ مہمانوں کی چیف کے آفس تک رہنمائی کرو"...... لڑکی نے کہا۔

"یس مس۔ آیئے سر"...... نوجوان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ جارج اور ریٹا اس کے پیچھے چل دیئے اور پھر لفٹ کے ذریعے وہ تیسری منزل پر پہنچ گئے۔ یہاں ایک دروازے کے قریب سپروائزر رک گیا۔

"تشریف لے جائیں۔ یہ چیف کا آفس ہے"...... سپروائزر نے کہا۔

"تھینک یو مسٹر شوگی"...... جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جارج دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے ریٹا بھی اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک خاصا بڑا آفس تھا اور بڑے شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔ میز کے پیچھے ایک چوڑے چہرے اور چوڑے سینے کا

مالک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا جو اب اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں جارج اور ریٹا پر جمی ہوئی تھیں۔

"میرا نام جارج ہے۔ سپر بلیک جارج اور یہ میری ساتھی ہے ریٹا"...... جارج نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"میں جیگر ہوں"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے کہا اور پھر اس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں جارج اور ریٹا سے مصافحہ کیا۔

"آپ بہت خوبصورت ہیں مادام ریٹا۔ یہاں پاکیشیا میں تو آپ کو دیکھ کر لوگ بے ہوش بھی ہو سکتے ہیں"...... جیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کیا وہ اس قدر حسن پسند ہیں"...... ریٹا نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"حسن پسند نہیں مادام۔ حسن پرست کہیں"...... جیگر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں ہی ہنس پڑے۔ جیگر نے شراب منگوائی اور ابھی وہ بیٹھے شراب پی رہے تھے کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور جیگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیس"...... جیگر نے کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

"انہیں عزت و احترام سے سپیشل آفس میں بٹھا دو۔ میں وہیں ان سے ملاقات کروں گا"...... دوسری طرف سے بات سن کر جیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"وہ سائنس دان رشید سلیمان آ گیا ہے"...... جیگر نے جارج

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ہمیں دیکھ کر بدک تو نہیں جائے گا"...... جارج نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اس سے بات کر لی ہے اور بتا دیا ہے کہ یہ معلومات ایکریمیز کو چاہئیں اور رقم بھی وہی دیں گے۔ گو اس نے مجھ سے یہ پوچھنے کی بے حد کوشش کی آپ کو اس سے کس قسم کی معلومات چاہئیں لیکن میں نے اسے کہا کہ یہ بات بھی وہیں پر ہو جائے گی"...... جیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ہمیں اس سے ملوا دو۔ ہم خود بات کر لیں گے لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے بارے میں اعلیٰ حکام کو اطلاع دے دے"...... جارج نے کہا۔

"نہیں۔ اس بارے میں فکر مت کریں۔ وہ مجھے بہت اچھی طرح جانتا ہے اس لئے نہ وہ دھوکہ دے گا اور نہ ہی ہمارے بارے میں مخبری کرے گا۔ یہ بات طے سمجھیں"...... جیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... جارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آیئے"...... جیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور جارج اور ریٹا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس آفس سے نکل کر وہ لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر آ گئے اور پھر وہاں ایک بند دروازہ کھول کر جیگر اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے جارج اور سب سے آخر میں ریٹا اندر داخل ہوئی۔ کمرہ سٹنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ صوفے پر ایک مقامی نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا اور اس

کے سر کے بال کھچڑی سے تھے اور اس نے آنکھوں پر موٹے شیشوں کی نظر کی عینک لگا رکھی تھی۔

''ہیلو۔ یہ سائنس دان ہیں رشید سلیمان اور رشید سلیمان یہ ایکریمینز ہیں مسٹر جارج اور مادام ریٹا''...... جیگر نے ان کا آپس میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''آپ بے حد زبردست فگر کی مالک ہیں مادام ریٹا''...... رسمی فقروں کے بعد رشید سلیمان نے ایسے بے ساختہ لہجے میں کہا کہ ریٹا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا جبکہ جیگر بھی مسکرا دیا۔

''ہاں۔ میں نے بھی ان کی تعریف کی ہے''...... جیگر نے کہا۔

''آپ میری بھی تو تعریف کریں کہ اس زبردست فگر کو ساتھ ساتھ لئے پھرتا ہوں اور لوگ مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہیں''...... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''آپ سب حضرات کا شکریہ۔ ویسے سچ بات یہ ہے کہ آپ میں سے خواتین کے لئے سب سے پرکشش رشید سلیمان صاحب ہیں''...... ریٹا نے کہا تو رشید سلیمان کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''آپ کے اس فقرے نے میرے اندر نئی روح پھونک دی ہے''...... رشید سلیمان نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ٹرے پکڑے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں شراب سے بھرے

چار گلاس موجود تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس سب کے سامنے رکھا اور پھر خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

''اب مقصد کی بات ہو جائے''...... جیگر نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

''رشید سلیمان صاحب۔ راج گڑھ میں ایک لیبارٹری ہے جہاں میزائل کو اپ ڈیٹ کرنے کے لئے کسی فارمولے پر کام ہو رہا ہے۔ کیا آپ کو اس بارے میں معلوم ہے''...... جارج نے رشید سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا جو مزے لے لے کر شراب کی چسکیاں لے رہا تھا۔

''مجھے تو معلوم نہیں ہے اور نہ ہی میں وہاں کبھی گیا ہوں''۔ رشید سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وزارت سائنس کے ریکارڈ میں اس لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہیں ہے۔ البتہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ دس سپیشل لیبارٹریاں جن میں ایک لیبارٹری راج گڑھ والی بھی ہے یہ براہ راست سرداور کے تحت ہے''...... جارج نے کہا۔

''ہاں۔ سرداور کے تحت لیبارٹریاں ہیں تو سہی لیکن یہ معلوم نہیں کہ آپ کی مطلوبہ لیبارٹری بھی ان میں شامل ہے یا نہیں۔ لیکن آپ اس لیبارٹری سے کیا چاہتے ہیں''...... رشید سلیمان نے شراب کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''ہمیں اس لیبارٹری کا نقشہ چاہئے۔ اس کے خفیہ راستے اور

اس کے بارے میں خفیہ انتظامات کی تفصیل“...... جارج نے کہا۔

”آپ ان کا کیا کریں گے“...... رشید سلیمان نے کہا۔

”ہم انہیں ایکریمیا لے جا کر کسی بڑی پارٹی کے ہاتھ فروخت کر دیں گے اور کیا کریں گے“...... جارج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے کیا ملے گا“...... رشید سلیمان نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ کیا چاہتے ہیں۔ بولیں“...... جارج نے کہا۔

”دس لاکھ ڈالر اور ایکریمیا میں آپ نے مجھے سیٹل کرانا ہے“۔ رشید سلیمان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں منظور ہے لیکن ایک بات بتا دوں کہ کوئی دھوکہ نہیں ہو گا۔ اگر آپ نے کسی قسم کا دھوکہ کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے تو ابھی اس ارادے سے باز آ جائیں کیونکہ جو لوگ دس لاکھ ڈالر دے سکتے ہیں وہ انتقامی طور پر بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں“۔ جارج نے کہا۔

”نہیں۔ کوئی دھوکہ نہیں ہو گا لیکن آپ بھی کوئی دھوکہ نہیں کریں گے“...... رشید سلیمان نے کہا۔

”رشید سلیمان صاحب۔ کیا آپ کو مجھ پر اعتماد ہے“...... ریٹا نے کہا تو رشید سلیمان چونک پڑا۔

”ہاں۔ کیوں“...... رشید سلیمان نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

”میں دس لاکھ ڈالر خود آپ کے گھر آ کر آپ کو دوں گی اور کم از کم ایک ہفتہ آپ کی مہمان نوازی کا لطف بھی اٹھاؤں گی۔ آپ واقعی آئیڈیل مرد ہیں“...... ریٹا نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا۔

”میرے گھر۔ اوہ نہیں۔ میں آپ کو وہاں نہیں رکھ سکتا“۔ رشید سلیمان نے کہا۔

”یہ انتظام میں کر دوں گا۔ میرے پاس کئی خالی لیکن فرنشڈ کوٹھیاں موجود ہیں۔ آپ بے فکر رہیں“...... جیگر نے کہا تو رشید سلیمان اس طرح خوش ہو گیا کہ جیسے کسی بچے کو اس کی پسندیدہ ٹافیاں دینے کی خوشخبری سنا دی گئی ہو۔ وہ سائنس دان تھا لیکن اسے واقعی دنیاداری نہیں آتی تھی اس لئے وہ واقعی بچوں کی طرح خوش ہو رہا تھا۔

”کب تک یہ کام ہو جائے گا“...... جارج نے کہا۔

”یہ تو داؤ لگنے کی بات ہے۔ ہو سکتا ہے کل تک ہو جائے۔ ہو سکتا ہے دو چار روز مزید لگ جائیں۔ بہرحال زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر کام ہو جائے گا“...... رشید سلیمان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم انتظار کریں گے“...... جارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”پانچ لاکھ ڈالر ایڈوانس دے دیں“...... رشید سلیمان نے کہا تو جارج نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چیک بک نکل کر اس

کے ایک چیک پر لکھا اور پھر دستخط کر کے اس نے چیک کو بک سے علیحدہ کیا اور چیک جیگر کی طرف بڑھا دیا۔

”آپ انہیں پانچ لاکھ ڈالر دے دیں اور یہ چیک آپ رکھ لیں۔ باقی رقم آپ کی“...... جارج نے کہا تو جیگر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا کیونکہ جارج نے دس لاکھ ڈالر کا چیک لکھ کر جیگر کو دیا تھا۔

”اوکے۔ تو بات طے ہوگئی۔ میں ابھی آپ کو نقد رقم دیتا ہوں“۔ جیگر نے کہا۔

”لیکن بقیہ رقم مجھے مادام ریٹا ادا کریں گی اور میری مہمان بھی بنیں گی“...... رشید سلیمان نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

”بالکل ایسا ہی ہو گا۔ میں آپ کی مہمان بننے کا بے چینی سے انتظار کروں گی“...... ریٹا نے جذباتی لہجے میں کہا تو رشید سلیمان نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

عمران کی سپورٹس کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کے شمالی طرف واقع ایک کچی آبادی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس آبادی کا نام شاہی ٹاؤن تھا لیکن یہ صرف نام کا ہی شاہی ٹاؤن تھا ورنہ دور دور تک کچے مکانات کی طویل قطاریں تھیں۔ کہیں کہیں چند پختہ مکانات بھی بنے ہوئے تھے لیکن ان کی تعداد خاصی کم تھی۔ یہاں زیادہ تر محنت کش لوگ رہتے تھے جو بسوں میں سوار ہو کر دارالحکومت پہنچتے اور سارا دن محنت کر کے پھر بسوں کے ذریعے ہی واپس شاہی ٹاؤن آ جاتے تھے۔ عمران کار خود ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صفدر موجود تھا۔ عمران نے صفدر کے فلیٹ پر جا کر اسے یہ کہہ کر ساتھ لیا تھا کہ وہ کچی آبادی شاہی ٹاؤن جا رہا ہے اور چونکہ لانگ ڈرائیو میں دو آدمی ہوں تو زیادہ لطف آتا ہے اس لئے صفدر اس کے ساتھ چلے اس لئے صفدر کار کی سائیڈ سیٹ پر

بیٹھا ہوا تھا۔

''عمران صاحب۔ کچی آبادی میں آپ کس سے ملنے جا رہے ہیں''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ایک نوجوان ہے حامد۔ اس سے ملنا ہے۔ وہ شاہی ٹاؤن میں نورانی مسجد کے ساتھ رہتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اس سے کیا قصور سرزد ہو گیا ہے کہ آپ خصوصی طور پر اس سے ملنے جا رہے ہیں''...... صفدر نے کہا تو عمران اس کے انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''دیکھو۔ قصور اس کا نکلتا ہے یا میرا''...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار اس نیم پختہ سڑک پر ڈال دی جو آگے جا کر شاہی ٹاؤن تک پہنچتی تھی اور پھر تھوڑا سا آگے جا کر اس نے آبادی کے قریب ایک کھلی جگہ پر کار روک دی کیونکہ آبادی کی تنگ گلیوں میں کار داخل ہی نہ ہو سکتی تھی۔

''آؤ''...... عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا تو صفدر بھی نیچے اتر آیا۔ عمران نے کار لاک کی اور پھر وہ تنگ اور گندی گلیوں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہاں کے لوگ انہیں حیرت سے اس طرح دیکھنے لگے جیسے وہ دونوں کسی اور سیارے کی مخلوق ہوں اور تھا بھی ایسا ہی کیونکہ ان دونوں نے سوٹ پہنے ہوئے تھے اور پیروں میں اعلیٰ کوالٹی کے جوتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان دونوں کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ دونوں ان علاقوں

میں رہنے والے لوگ نہیں ہیں۔ نورانی مسجد کے بارے میں پوچھتے پوچھتے وہ اس کچی آبادی کے کافی اندر تک پہنچ گئے اور پھر ایک آدمی نے انہیں حامد کے گھر کا پتہ بتا دیا۔ حامد کا گھر بھی باقی گھروں کی طرح کچا ہی تھا۔ دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا۔

''حامد صاحب''...... عمران نے اونچی آواز میں حامد کا نام پکارتے ہوئے کہا تو چند لمحوں بعد پردہ ہٹا اور ایک نوجوان جس نے گھریلو لباس پہنا ہوا تھا باہر آ گیا اور پھر اپنے سامنے عمران کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ آپ۔ آپ تو لائبریری آئے تھے''...... حامد نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور میں نے وہاں تم سے تمہارا پتہ اس لئے پوچھا تھا کہ میں نے تم سے علیحدگی میں چند باتیں معلوم کرنی تھیں۔ آؤ ہم کسی ہوٹل میں بیٹھتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہاں قریب تو کوئی ہوٹل نہیں ہے جناب اور میرے گھر میں آپ جیسے لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے''...... حامد نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''تم آؤ تو سہی۔ پارک میں بیٹھ جائیں گے۔ آؤ''...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''لیکن صاحب میں غریب آدمی ہوں۔ کوئی فکر والی بات تو نہیں ہے''...... حامد نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری گفتگو سے تمہیں کوئی بڑا فائدہ پہنچ جائے“...... عمران نے کہا۔

”جناب۔ میں زیادہ وقت نہ دے سکوں گا کیونکہ میری والدہ شدید بیمار ہے اور اسی لئے آج میں نے لائبریری سے چھٹی کی ہے۔ کسی وقت بھی کوئی ایمرجنسی ہو سکتی ہے“...... حامد نے عمران اور صفدر کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

”تو پھر بیمار والدہ کو تم نے گھر میں کیوں رکھا ہوا ہے۔ انہیں ہسپتال میں داخل کراؤ“...... عمران نے رک کر مڑتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ ہسپتال بھی امیر لوگوں کے لئے ہیں۔ ہمیں کون پوچھتا ہے اور میرے پاس اتنی رقم بھی نہیں ہے کہ میں انجکشنوں کا بندوبست کر سکوں اس لئے بس اللہ سے دعا کرتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ باقی جو اللہ کو منظور ہو“...... حامد نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

”کیا ہوا ہے انہیں“...... عمران نے حامد کی حالت دیکھتے ہوئے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”کوئی بڑی بیماری ہے جناب۔ عجیب سا نام بتاتے ہیں ڈاکٹر۔ دو ہزار روپے کا ایک انجکشن ہے اور روزانہ پانچ انجکشن لگنے ہیں اور دس روز کا علاج ہے“...... حامد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ دس ہزار روپے کے انجکشن روزانہ“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”صرف انجکشن ہی نہیں اور بھی بہت سے اخراجات ہیں۔ کمپنی

صرف چھ ہزار روپے ماہوار دیتی ہے“...... حامد نے کہا۔

”یہاں قریب کوئی پبلک فون ہے“... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ مسجد کی دوسری طرف ایک پی سی او ہے“...... حامد نے کہا۔

”آؤ۔ پہلے وہاں چلو“...... عمران نے کہا تو حامد اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مسجد کی دوسری طرف ایک تنگ سی دکان میں موجود تھے۔ یہاں پبلک کال آفس تھا اور وہاں ایک بزرگ موجود تھے۔ حامد نے انہیں سلام کیا۔

”آؤ حامد بیٹا۔ کیا حال ہے تمہاری والدہ کا“...... بزرگ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

”حالت تو بے حد خراب ہے۔ اللہ مہربانی کرے گا۔ وہی صحت دے گا“...... حامد نے کہا۔

”ہاں۔ ہم غریبوں کے پاس بس اللہ تعالیٰ کا ہی سہارا ہے اور وہ واقعی ہم غریبوں کا سہارا ہے“...... بزرگ نے جواب دیا جبکہ اس دوران عمران رسیور اٹھا کر نمبر پریس کر چکا تھا۔

”سپیشل ہسپتال“...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر صدیقی سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں“۔ عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر صاحب۔ میں علی عمران بول رہا ہوں شاہی ٹاؤن سے۔ یہ شاہی ٹاؤن ایک کچی آبادی ہے جو دارالحکومت کے شمال میں تقریباً پندرہ بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں ایک نورانی مسجد ہے اور اس مسجد کے قریب میرے ایک جاننے والے ہیں حامد صاحب جو ایک پرائیویٹ سیکورٹی کمپنی میں ملازم ہیں۔ ان کی والدہ شدید بیمار ہیں۔ آپ فوراً ایمبولینس اور ڈاکٹر کو ساتھ بھیجیں اور انہیں ہسپتال لے جائیں تا کہ ان کا درست اور مکمل علاج ہو سکے۔ آپ فوراً بھیج دیں ایمبولینس''...... عمران نے کہا۔

''شاہی ٹاؤن۔ ٹھیک ہے۔ میرا ڈرائیور بھی وہیں کا رہنے والا ہے۔ میں اسے بھی ساتھ ہی بھیج دیتا ہوں۔ انہیں بیماری کیا ہے تا کہ میں اس کے مطابق ایمبولینس کے ساتھ آنے والے ڈاکٹروں کو ہدایت دے سکوں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ بہرحال ان کی طبیعت بے حد خراب ہے اور کسی بھی لمحے کوئی ایمرجنسی ہو سکتی ہے۔ وہ خود اس قابل نہیں کہ مریضہ کا علاج کرا سکیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بھجوا رہا ہوں ایمبولینس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک بڑا نوٹ نکال کر پی سی او کے مالک اس بزرگ کی طرف بڑھا دیا۔

''نہیں جناب۔ آپ اجنبی ہو کر حامد کی والدہ کے لئے اتنا کچھ کر رہے ہیں تو میں تو ان کا ہمسایہ ہوں۔ میں اس کال کے پیسے نہیں لوں گا''...... بزرگ نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

''جناب۔ آپ کیوں اتنی پریشانی اٹھا رہے ہیں''...... حامد نے بھیگے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ صرف تمہاری ماں نہیں ہے۔ میری بھی ماں ہیں اور ماں، بہن، بیٹی یہ تین رشتے سب کے مشترکہ ہوتے ہیں''...... عمران نے کہا تو بزرگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''آپ۔ آپ کسی نیک ماں کے بیٹے ہیں جناب۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اس دور میں ایسے فرشتوں سے مل لینا بھی خوش قسمتی ہے''...... بزرگ نے انتہائی جذباتی اور رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں بزرگوار۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ جس حد تک ممکن ہو سکے دکھی لوگوں کے دکھ دور کرنے کی کوشش کریں۔ آؤ حامد۔ ہمیں باہر ایمبولینس کا انتظار کرنا چاہئے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ بزرگ سے مصافحہ کر کے اور سلام کر کے مڑے اور دکان سے نکل کر گلیوں میں سے گزرتے ہوئے سامنے کے رخ پر موجود میدان میں پہنچ گئے۔ یہاں ان کی کار بھی موجود تھی۔

''یہ بتاؤ حامد کہ جس روز وہ مخطوطہ چوری ہوا تھا تم ڈیوٹی پر تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں ہی ڈیوٹی پر تھا اور مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی کہ وہ مخطوطہ کیسے چوری ہو گیا جبکہ میں مسلسل الرٹ رہا تھا''۔ حامد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا اس روز نوادرات والے سیکشن میں وہی لوگ آئے تھے جو تقریباً روزانہ آتے رہتے ہیں یا کوئی اجنبی یا کوئی غیر ملکی بھی آیا تھا''...... عمران نے کہا تو حامد نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''اوہ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ ایک لمبے بالوں اور بڑی بڑی مونچھوں والا آدمی پہلی بار آیا تھا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ پیروں میں سفید رنگ کے بوٹ تھے۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک بیگ تھا لیکن نجانے کیا بات ہے کہ وہ مجھے کتابیں پڑھنے والا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ دو تین گھنٹے وہاں رہا اور پھر واپس چلا گیا۔ باقی تو وہ لوگ تھے جو روزانہ آتے جاتے رہتے تھے''۔ حامد نے کہا۔

''اس آدمی کا حلیہ کیا تھا''...... عمران نے پوچھا تو حامد نے حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

''کوئی اور خاص بات جو تم نے اس آدمی میں دیکھی ہو''۔ عمران نے پوچھا۔

''خاص بات۔ اور تو کوئی خاص بات نہیں ہے۔ البتہ اس کے ہاتھ میں جو بیگ تھا اس پر گریٹ لینڈ والوں جیسے ڈیزائن کا تاج بنا ہوا تھا اور نیچے ایک عجیب سی تصویر تھی۔ ایک سانپ کی تصویر جو سر

اٹھائے ہوئے تھا اور اس کی آنکھیں تیز سرخ رنگ کی تھیں''۔ حامد نے جواب دیا۔

''کیا تم نے اس بیگ کی تلاشی لی تھی۔ آتے یا جاتے وقت''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نوادرات سیکشن میں جتنی بھی کتابیں وغیرہ ہیں سب پر جلد کے اندر مخصوص چپ لگی ہوتی ہے جو کسی صورت کتاب سے علیحدہ نہیں کی جا سکتی اور اس چپ کی وجہ سے وہ کتاب سیکنر کے نیچے سے گزرتی ہے تو مخصوص سیٹی بج اٹھتی ہے''...... حامد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سیکنر کو آن آف کرنے کا اختیار کس کے پاس ہوتا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''انچارج فرخ شاہ صاحب صبح جب آتے ہیں تو سب سے پہلے سیکنر آن کرتے ہیں۔ پھر اندر جاتے ہیں اور رات کو واپسی کے وقت سیکشن کلوز کر کے باہر آ کر سیکنر آف کرتے ہیں''...... حامد نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دور سے انہیں ایمبولینس کا سائرن سنائی دیا تو عمران چونک پڑا۔ تھوڑی دیر بعد ایمبولینس تیزی سے آتی دکھائی دی تو عمران نے ہاتھ ہلا دیا اور چند لمحوں بعد ایمبولینس ان کے قریب آ کر رک گئی اور ایک لیڈی ڈاکٹر اور دو مرد نیچے اتر آئے۔ انہوں نے اسٹریچر بھی باہر نکال لیا۔

''حامد صاحب۔ آپ ساتھ جائیں اور اپنی والدہ کو ساتھ لے

آئیں ہم یہیں رکے ہوئے ہیں''...... عمران نے کہا تو حامد نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ لیڈی ڈاکٹر اور اسٹریچر اٹھائے ہوئے مردوں سمیت اندر تنگ گلیوں میں غائب ہو گیا۔

''عمران صاحب۔ حامد سے کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہے''۔ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ جس آدمی کے بارے میں اس نے بتایا ہے اس کا تعلق یقیناً انڈر ورلڈ سے ہے کیونکہ سفید جوگر تو عام لوگ بھی پہن لیتے ہیں لیکن سفید بوٹ زیادہ تر انڈر ورلڈ کے لوگ ہی استعمال کرتے ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دو افراد اسٹریچر پر ایک بزرگ خاتون کو اٹھائے واپس آتے دکھائی دیئے۔ ان کے ساتھ حامد بھی تھا اور حامد کے پیچھے ایک خاتون تھی جس نے چادر اوڑھ رکھی تھی۔

''یہ میری بیوی ہے۔ یہ بھی والدہ کے ساتھ جائے گی تاکہ ان کی دیکھ بھال کر سکے''...... حامد نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ویسے میں تمہیں سپیشل ہسپتال کا پتہ بتا دیتا ہوں لیکن تمہاری وہاں ضرورت نہیں ہو گی۔ البتہ تم جا کر اپنی والدہ کی صحت کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سپیشل ہسپتال کا ایڈریس بتا دیا۔

''جناب۔ وہ علاج کی رقم۔ اس کا کیا ہو گا''...... حامد نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ وہ تمہاری ہی والدہ نہیں ہیں بلکہ میں بھی ان کا بیٹا ہوں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا''...... عمران نے کہا تو حامد کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو بھر آئے۔ چند لمحوں بعد اسٹریچر ایمبولینس میں ایڈجسٹ کر دیا گیا اور حامد کی بیوی بھی اندر بیٹھ گئی تو ایمبولینس تیزی سے مڑی اور خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

''ٹھیک ہے۔ تم آرام کرو''...... عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹوں کا ایک بنڈل نکالا اور حامد کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ کیا ہے''...... حامد نے چونک کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہارے کام آئیں گے۔ رکھ لو۔ تم میرے بھائی ہو۔ تمہاری والدہ کو علاج کے بعد اچھی خوراک کی ضرورت ہو گی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زبردستی رقم حامد کی جیب میں ڈال دی۔

''اور ہاں سنو۔ کوئی مسئلہ ہو تو میرا ایڈریس نوٹ کر لو''۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنے فلیٹ کا ایڈریس بتا دیا اور پھر حامد سے مصافحہ کر کے وہ صفدر سمیت کار میں سوار ہوا اور پھر چند لمحوں بعد ان کی کار واپس دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

''اب آپ یقیناً ٹائیگر کے ذمے لگائیں گے کہ وہ اس آدمی کو ٹریس کرے جس پر حامد نے شک کا اظہار کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ظاہر ہے وہ انڈر ورلڈ میں گھومتا رہتا ہے۔ وہ جلد ہی

اس کا پتہ لگا لے گا''...... عمران نے کہا۔

''اس سارے معاملے میں آپ کو اس قدر دلچسپی کیوں ہے۔ مخطوطہ چوری ہوا، پھر واپس آ گیا اور معاملہ ختم''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''پہلا مسئلہ میری چھٹی حس ہے۔ شیخ سعدی نے بھی اسی چھٹی حس کا رونا رویا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ اندر کی روشنی ان کے لئے بلا بن چکی ہے۔ کسی صورت چین نہیں لینے دیتی اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ بظاہر سادہ سا معاملہ ہے لیکن اس کے پیچھے کوئی بڑا مقصد پنہاں ہے اور یہ مقصد پاکیشیا کے خلاف ہے اور دوسرا یہ کہ جب میری چھٹی حس اس انداز میں کام کرتی ہے تو عموماً کوئی نیا کیس سامنے آ جاتا ہے اور پھر ایک چھوٹے سے چیک کا سکوپ بن جاتا ہے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کی چھٹی حس بجا لیکن اس کے پیچھے کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ راج گڑھ اوپن علاقہ ہے۔ وہاں کیا اسرار ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ وہاں کسی قدیم دور کا خزانہ مدفون ہو''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دیکھو۔ ابھی تو میں بھی بس اندھیرے میں ہی ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم نے یکلخت کراؤن کو مشن سے علیحدہ کیوں کر دیا ہے جبکہ اس نے ہمارے ساتھ خاصا کام کیا ہے''...... ریٹا نے جارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

''احتیاطاً ورنہ اور تو کوئی بات نہیں ہے''...... جارج نے جواب دیا۔

''تو پھر احتیاطاً ہمیں یہ کوٹھی بھی چھوڑ دینی چاہئے۔ یہ بھی تو کراؤن کی ہے''...... ریٹا نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی۔ تم نے اچھا کیا کہ اس پہلو پر بات کر دی۔ میرے ذہن میں بھی یہ بات نہ آئی تھی''...... جارج نے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ریڈ سٹار کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جارج بول رہا ہوں۔ جیگر سے بات کراؤ"...... جارج نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ جیگر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد جیگر کی آواز سنائی دی۔

"سپر بلیک جارج بول رہا ہوں"...... جارج نے خصوصی طور پر کوڈ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہم احتیاطاً فوری طور پر اپنی رہائش گاہ بدلنا چاہتے ہیں۔ کیا تم اس کا ایسا بندوبست کر سکتے ہو کہ تمہارے علاوہ اور کسی کو ہماری رہائش گاہ کے بارے میں علم نہ ہو اور اس رہائش گاہ میں ایک کار کا ہونا بھی ضروری ہے"...... جارج نے کہا۔

"آپ کہاں رہائش پذیر ہیں اس وقت"...... جیگر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر ایکس اے"...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسی کالونی کی کوٹھی نمبر تین سو پندرہ اے میری خصوصی کوٹھی ہے۔ وہاں میرا ایک آدمی جیری موجود ہے۔ وہ انتہائی قابل اعتماد آدمی ہے۔ وہاں ضروری اسلحہ، میک اپ کا سامان، مختلف لباس اور دو کاریں موجود ہیں۔ آپ وہاں ہر لحاظ سے محفوظ رہیں گے۔ میں

جیری کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کا استقبال کرے گا"۔ جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے"...... جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"لو تمہاری بات بھی پوری ہو گئی۔ آؤ ہم نے فوری یہاں سے جانا ہے"...... جارج نے کہا۔

"ٹھہرو۔ پہلے یہاں موجود آدمی کو بلا کر اسے کہہ دو کہ ہم کوٹھی چھوڑ کر جا رہے ہیں تاکہ وہ مطمئن رہے"...... ریٹا نے کہا۔

"ہاں۔ تم سامان پیک کرو۔ میں اس سے بات کرتا ہوں"۔ جارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ٹیکسی میں سوار ہو کر دارالحکومت کی مین مارکیٹ گئے تاکہ اس کوٹھی میں موجود آدمی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ وہ اسی کالونی میں ہی شفٹ ہوئے ہیں۔ مین مارکیٹ میں کچھ دیر گھومنے کے بعد انہوں نے ایک اور ٹیکسی ہائر کی اور اسے نئی کوٹھی کا نمبر بتا کر گلستان کالونی چلنے کا کہہ دیا۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں نئی کوٹھی کے سامنے پہنچا دیا۔ جارج نے ٹیکسی کو فارغ کر دیا جبکہ ریٹا نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد کا مقامی نوجوان باہر آ گیا۔

"جیگر نے تمہیں فون کیا ہو گا۔ میرا نام جارج ہے اور یہ مادام ریٹا ہیں"...... جارج نے ٹیکسی کے آگے بڑھ جانے کے بعد اس مقامی نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر۔ آیئے سر۔ مجھے چیف باس نے فون کر دیا ہے۔ میرا نام جیری ہے سر۔ آیئے سر''...... جیری نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ جارج نے ایک طرف موجود اپنا بیگ اٹھایا تو جیری نے تیزی سے آگے بڑھ کر وہ بیگ جارج سے لے لیا۔ کوٹھی خاصی بڑی تھی۔ وہ سٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے اور پھر جارج نے جیری کو ہاٹ کافی لانے کا کہہ دیا اور خود اس نے رسیور اٹھا کر فون کا نمبر دیکھا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ریڈ سٹار کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''جارج بول رہا ہوں۔ جیگر سے بات کراؤ''...... جارج نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ جیگر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد جیگر کی آواز سنائی دی۔

''سپر بلیک جارج بول رہا ہوں جیگر''...... جارج نے خصوصی طور پر کوڈ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نئی کوٹھی پہنچ گئے ہیں''...... جیگر نے کہا۔

''ہاں۔ میں وہیں سے فون کر رہا ہوں۔ رشید سلیمان کب تک فون کرے گا''...... جارج نے پوچھا۔

''کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ آپ کے سامنے ہی اس نے کہا تھا کہ اس کام میں ایک ہفتہ بھی لگ سکتا ہے۔ بہرحال جب بھی اس نے فون کیا میں آپ کو کال کر دوں گا''...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے''...... جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب بہرحال انتظار تو کرنا ہی پڑے گا''...... جارج نے رسیور رکھ کر سامنے بیٹھی ہوئی ریٹا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اس سائنس دان کی نظریں بتا رہی تھیں کہ وہ مجھ پر مرمٹا ہے۔ ویسے سچ بات ہے کہ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی سائنس دان اس سطحی انداز میں بھی سوچ سکتا ہے''...... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ سائنس دان ہے تو کیا۔ بہرحال مرد ہے اور بعض مردوں کی اس معاملے میں خصوصی کمزوریاں ہوتی ہیں اور یہ ہمارے حق میں بہتر ہوا ہے۔ اب وہ صرف دولت کی خاطر ہی کام نہیں کرے گا بلکہ تمہیں حاصل کرنے کے لئے بھی کام کرے گا''...... جارج نے کہا۔

''اسی لئے تو میں نے اسے مزید اکسایا تھا''...... ریٹا نے کہا تو جارج نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تیسرے روز فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جارج نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ جارج بول رہا ہوں''...... جارج نے رسیور کان سے

لگاتے ہوئے کہا۔

"جیگر بول رہا ہوں۔ ریڈ سٹار کلب سے"..... دوسری طرف سے جیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کوئی خاص بات"..... جیگر نے کہا۔

"یس سر۔ رشید سلیمان نے فون کیا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے اور اب وہ بقایا رقم بھی وصول کرنا چاہتا ہے اور وعدے کے مطابق مادام ریٹا کا ساتھ بھی چاہتا ہے"..... جیگر نے کہا۔

"کہاں موجود ہے وہ"..... جارج نے چونک کر کہا۔

"اس نے کہا ہے کہ اس کا علیحدہ انتظام کر دیا جائے۔ اس نے آفس سے دو روز کی چھٹی لے لی ہے اور وہ یہ دو روز مادام ریٹا کے ساتھ گزارنا چاہتا ہے"..... جیگر نے کہا۔

"اوکے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پہلے وہ ہمیں کام کے سلسلے میں مطمئن کرے"..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں سٹار کالونی کی ایک کوٹھی میں اسے پہنچا دیتا ہوں۔ آپ مادام ریٹا کے ساتھ وہاں پہنچ جائیں۔ اسے بقایا رقم کا چیک بھی دے دیں اور پھر اس سے فائل لے کر واپس یہاں گلستان کالونی آ جائیں"..... جیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ایڈریس بتاؤ"۔ جارج

نے کہا۔

"سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے۔ جیری کو ساتھ لے جائیں وہ آپ کو وہاں پہنچا دے گا اور آپ کو واپس بھی لے آئے گا"۔ جیگر نے کہا۔

"اوکے۔ آپ رشید سلیمان کو وہاں پہنچا دیں۔ ہم بھی آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچ جائیں گے"..... جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کس کا فون تھا"..... اسی لمحے ریٹا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو جارج نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ ہم دونوں وہاں چلتے ہیں۔ پہلے تم اس فائل کو اچھی طرح چیک کر لینا اگر وہ فائل ہمارے کام آتی ہے تو ٹھیک ہے۔ اسے رقم بھی مل جائے گی اور میں بھی وعدے کے مطابق دو روز اس کے ساتھ گزار لوں گی لیکن اگر فائل ہمارا مقصد پورا نہیں کرتی تو پھر اسے جواب دے دیا جائے گا"..... ریٹا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"دیکھو ریٹا۔ رشید سلیمان ہمارے لئے بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ اگر فائل میں کوئی کمی ہوئی تو وہ بھی یہی رشید سلیمان ہی پوری کرے گا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ دولت اور حسن کا پجاری ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے اس لئے ہم نے اسے اس انداز میں ٹریٹ کرنا ہے کہ ہمارا مشن مکمل ہو سکے۔ باقی تمام معاملات ثانوی حیثیت

رکھتے ہیں''...... جارج نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ میں اسے ایسا اُلو بناؤں گی کہ وہ کسی بندر کی طرح میرے اشاروں پر ناچتا نظر آئے گا''...... ریٹا نے کہا تو جارج نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جیری نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے جارج اور ریٹا کو سٹار کالونی کی کوٹھی پر پہنچا دیا۔

''ہم نے واپس جانا ہے۔ تم ہمارا انتظار کرو گے''...... جارج نے جیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر''...... جیری نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک سٹنگ روم کے انداز میں سجائے گئے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کوٹھی کے ملازم نے ان کی اس کمرے تک رہنمائی کی تھی۔ چند لمحوں بعد رشید سلیمان اندر داخل ہوا اور ریٹا کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھر آئی۔ جارج اور ریٹا دونوں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

''بیٹھیں جناب۔ آپ واقعی بھلے لوگ ہیں''...... رشید سلیمان نے کہا۔

''ہم آپ کے حقیقی دوست ہیں مسٹر رشید سلیمان اور ہم آپ سے ایکریمیا میں سیٹل ہونے کے دوران بھی پورا پورا تعاون کریں گے''...... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور میں تو یہاں بھی اور وہاں بھی آپ کے ساتھ زیادہ وقت

گزارنے کو ترجیح دوں گی''...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے خالص لاڈ بھرے انداز میں کہا تو رشید سلیمان کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے چند مڑے ہوئے کاغذ نکالے اور انہیں جارج کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ ٹاپ سیکرٹ فائل کے کاغذات کی نقول ہیں۔ پاکیشیا کی ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری جس کا کوڈ نام ڈبل الیون ہے اور یہ لیبارٹری کسی جنگل میں واقع ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہی آپ کی مطلوبہ فائل ہے''...... رشید سلیمان نے کہا۔

''کیا اس میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ یہ لیبارٹری کہاں واقع ہے''۔ جارج نے چونک کر پوچھا۔

''میں نے سرسری طور پر دیکھا ہے۔ لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا۔ البتہ یہ درج ہے کہ گھنے جنگل کی وجہ سے اس کی سیکورٹی فول پروف ہے۔ آپ اچھی طرح چیک کر لیں لیکن آپ اسے ایک شرط پر لے جا سکتے ہیں کہ بقیہ رقم کا چیک مادام ریٹا مجھے دیں''...... رشید سلیمان نے کہا اور جارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک گارینٹڈ چیک بک نکال کر اس نے بقیہ رقم کا چیک لکھ کر اسے ریٹا کی طرف بڑھا دیا۔ ریٹا نے ایک نظر چیک کی طرف دیکھا اور پھر میٹھی نظروں سے رشید سلیمان کی طرف دیکھنے لگی۔

''کیا ہم کسی اور کمرے میں نہیں جا سکتے تاکہ جارج فائل

اطمینان سے پڑھ لے''...... ریٹا نے کہا۔

''اسے میں اطمینان سے پڑھوں گا۔ تم نے دو روز تک رشید سلیمان صاحب کے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہوا ہے اس لئے مجھے اجازت دو اور چیک رشید سلیمان کو دے دو''...... جارج نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ لیں چیک''...... ریٹا نے چیک رشید سلیمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو رشید سلیمان نے ندیدوں کی طرح چیک جھپٹ لیا۔

''شکریہ۔ میں اسے رکھ کر واپس آتا ہوں''...... رشید سلیمان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''دولت کے معاملے میں وہ تم پر بھی اعتبار کرنے کے لئے تیار نہیں ہے''...... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دو روز بعد دیکھنا۔ یہ رقم تو ایک طرف وہ اپنی رقم بھی میرے ہاتھوں میں دینے پر مجبور ہو جائے گا''...... ریٹا نے کہا تو دونوں آہستہ سے ہنس پڑے۔ پھر جارج نے ریٹا کو گڈ بائی کہا اور جیری کے ساتھ واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گیا۔ اس نے ایک کمرے میں پہنچتے ہی کاغذات کو میز پر رکھا اور ٹیبل لیمپ روشن کر کے وہ کاغذات پر جھک گیا۔ یہ واقعی ایک لیبارٹری کے بارے میں فائل تھی اور اس لیبارٹری کا اندرونی نقشہ بھی موجود تھا اور اس کے بارے میں تمام تکنیکی معلومات بھی موجود تھیں اور اس فائل میں

موجود نقشے میں لیبارٹری میں آنے جانے کے لئے دو راستوں کی نشاندہی کی گئی تھی لیکن اس کے محل وقوع کا کہیں ذکر نہ تھا۔ جارج کئی گھنٹوں تک شراب پیتا رہا اور اس فائل کو بڑے غور سے پڑھتا رہا۔ یہ بات درست تھی کہ اس میں یہ بات درج تھی کہ گھنے جنگل کی وجہ سے اس کی سیکورٹی میں بے حد مدد مل رہی ہے لیکن اس کے علاوہ اور کوئی تفصیل نہ تھی۔

''اس فقرے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ راج گڑھ والی لیبارٹری ہے لیکن یہ فائل ان کے مشن میں کوئی مدد نہ دے رہی تھی۔ جارج کافی دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور اس کوٹھی کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جس کوٹھی میں رشید سلیمان اور ریٹا موجود تھے۔

''یس سر''...... ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی اور جارج سمجھ گیا کہ یہ کوٹھی کے ملازم کی آواز ہے۔

''جارج بول رہا ہوں۔ مادام ریٹا یا رشید سلیمان سے بات کرائیں''...... جارج نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں سر۔ میں معلوم کرتا ہوں''...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد ریٹا کی آواز سنائی دی۔

''جارج بول رہا ہوں ریٹا۔ اس فائل کو میں نے بغور پڑھا ہے لیکن اس فائل سے ہمیں عملی طور پر کوئی مدد نہیں مل رہی۔ اس میں

سوائے اس فقرے کے کہ گھنے جنگل میں واقع ہونے کی وجہ سے اس کی سیکورٹی میں خاصی مدد مل رہی ہے اور محل وقوع یا باہر سے لیبارٹری میں داخل ہونے کے بارے میں کچھ موجود نہیں ہے''۔ جارج نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''پھر کیا کیا جائے''...... ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''رشید سلیمان کہاں ہے''...... جارج نے پوچھا۔

''وہ زیادہ شراب نوشی کی وجہ سے مدہوش پڑا ہوا ہے''...... ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے اس بات پر تیار کرو کہ وہ اس لیبارٹری کے بارے میں کوئی دوسری فائل تلاش کرے۔ یہ اس لیبارٹری کے اندرونی نقشے پر مبنی ہے تو یقیناً اس کا دوسرا حصہ بھی ہو گا جس میں بیرونی نقشے یا راستوں کی نشاندہی کی گئی ہو گی''...... جارج نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اسے ہر صورت میں اس کام کو مکمل کرنے پر تیار کرلوں گی۔ تم فکر مت کرو''...... ریٹا نے جواب دیا۔

''مجھے تمہاری صلاحیتوں کا علم ہے اس لئے میں مطمئن ہوں''۔ جارج نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو دوسری طرف سے ریٹا بے اختیار ہنس پڑی اور جارج نے بھی ہنستے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان سودا سلف لینے کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے بغیر فل سٹاپ کے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا کیونکہ اس نے کل شاہی ٹاؤن سے واپس آ کر ٹائیگر کو ٹرانسمیٹر کال کی اور پھر اسے حامد کا بتایا ہوا حلیہ بتا کر اس آدمی کو ٹریس کرنے کا حکم دیا تھا اور کل سے ٹائیگر کا فون آج آیا تھا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کتاب کو پلٹ کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نے ایک آدمی کو ٹریس کیا ہے۔ اس کا نام جیکب ہے اور اس کا تعلق کراؤن کلب سے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس آدمی سے جس نے آپ کو حلیہ بتایا ہے اسے کنفرم کرا لوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیوں۔ کیا اس آدمی کی کوئی خاص حیثیت ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"دراصل وہ ایسا آدمی ہے جو سر سے پیر تک بدمعاش ہے اس لئے ایسے آدمی کا کسی لائبریری میں جانا کچھ عجیب سی بات لگتی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اسے اٹھا کر رانا ہاؤس لے آؤ۔ وہاں تصدیق ہو جائے گی۔ اگر کہو تو جوانا کو بھجوا دوں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ جوانا کو بھجوا دیں تو خاصی آسانی رہے گی"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم وہیں رکو۔ میں جوانا کو بھجواتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جوانا کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"برآمدے میں بیٹھا پکچرز رسالہ دیکھ رہا ہے"...... جوزف نے جواب دیا تو عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ سی رینگ گئی۔

"پکچرز ایکریمین نژاد عورتوں کی ہیں یا افریقی نژاد عورتوں کی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"افریقہ کے سب سے خوفناک گینڈوں ہاسمان کی تصویریں ہیں باس۔ میں نے اسے یہ رسالہ منگوا کر دیا ہے تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ وہ کیسے گینڈے تھے جو جوزف دی گریٹ کے سامنے آنے سے کتراتے تھے"...... جوزف نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیا جوزف دی گریٹ اس قدر بدصورت تھا کہ گینڈے بھی سامنے آنے سے کتراتے تھے"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ اگر آپ کی بجائے کسی اور نے یہ بات کی ہوتی تو اب تک گینڈے سے گدھا بن چکا ہوتا"...... جوزف کا لہجہ باوجود اس کی کوشش کے نرم بہرحال نہ تھا۔

"وہ تو تم بن چکے ہو۔ اب محض رسالوں میں تصویریں دیکھ دیکھ کر آہیں بھرتے رہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"یہ درجہ مجھے صرف آپ کی غلامی کی وجہ سے ملا ہے"۔ جوزف نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"نہیں جوزف اب بھی باسمان گینڈوں کے پورے گینگ سے لڑ سکتا ہے بشرطیکہ سبز کائی پر سفید مکھی نہ بیٹھی ہوئی نظر آئے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ باس۔ یہ بددعا نہ دیجئے۔ سبز کائی پر سفید مکھی شکست کی علامت ہے اور شکست کا مطلب عبرتناک موت ہوتی ہے"۔ جوزف نے اس بار کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن ساتھ ہی سبز اگاش جھیل کے سیاہ سرکنڈوں سے اڑنے والی نیلی چڑیا بھی دکھائی دے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے جوزف کا اتنا لمبا سانس لینے کی آواز سنائی دی جیسے پورے رانا ہاؤس کی ہوا وہ اپنے پھیپھڑوں میں بھر لینا چاہتا ہو۔

"تھینکس گاڈ۔ فادر جوشوا رحم کرے باس۔ آپ نے مجھے دوبارہ زندہ کر دیا ہے ورنہ سیاہ بادل سبز اگاش جھیل پر ٹوٹ پڑتے۔ تھینکس گاڈ"...... جوزف نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب تک جوانا نے گینڈوں کی تصویریں دیکھ لی ہوں گی۔ اب اسے فون پر بلاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ماسٹر۔ جوانا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد جوانا کی آواز سنائی دی۔

"گینڈوں کی تصویریں دیکھ لی ہیں تم نے۔ گینڈوں کی یہ نسل پسند ہو تو دو چار منگوا دوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ باس۔ جوزف بضد تھا کہ مجھے ان گینڈوں کو غور سے دیکھنا چاہئے کیونکہ افریقہ کے لوگ ان سے اس طرح ڈرتے ہیں جیسے انسان موت سے۔ یہ افریقہ میں دہشت کا نشان ہیں لیکن جوزف کے بقول اس سے یہ گینڈے بھی ڈرتے تھے"...... جوانا نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا فیصلہ کیا ہے تم نے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہی باس کہ بے چاروں کو واقعی ڈرنا ہی چاہئے۔ اس سے زیادہ طاقتور تو ایکریمیا کے بیل ہوتے ہیں"...... جوانا نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارے اس فقرے کا مطلب ہے کہ جوزف تمہارے قریب موجود نہیں ہے ورنہ تمہارے اس فقرے نے پورے افریقہ کی عزت کو داؤ پر لگا دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ ریڈ روم میں گیا ہے"...... جوانا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تم کار لے کر کراؤن کلب پہنچو۔ وہاں ٹائیگر موجود ہے۔ وہاں سے ایک آدمی کو رانا ہاؤس پہنچانا ہے۔ خیال رکھنا مجھے وہ

آدمی زندہ اور صحیح سلامت چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''لیس ماسٹر۔ میں خیال رکھوں گا''...... جوانا نے جواب دیا۔

''اور جوزف کو کہہ دو کہ جب وہ آدمی آئے تو اسے بلیک روم میں کرسی پر جکڑ کر مجھے فلیٹ پر کال کرے''...... عمران نے کہا۔

''لیس ماسٹر''...... جوانا نے کہا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر سامنے پلٹ کر رکھی ہوئی کتاب اٹھا لی۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''جوزف بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے جوزف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''لیس''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ جوانا اور ٹائیگر ایک آدمی کو لے آئے ہیں اور میں نے اسے راڈز میں جکڑ دیا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ٹائیگر کو وہیں روکو میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور کتاب اس نے بند کر کے الماری میں رکھی اور پھر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لباس تبدیل کیا اور پھر سلیمان کو اپنے رانا ہاؤس جانے کا کہہ کر وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سلیمان اس دوران مارکیٹ سے واپس آ چکا تھا اس

لئے اسے اطلاع دینا ضروری تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رانا ہاؤس پہنچ کر اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا تو ایک طرف موجود ٹائیگر آگے بڑھا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''اس آدمی کا نام کیا ہے''...... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اور بلیک روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''جیکب ہے اس کا نام اور کراؤن کا خاص آدمی ہے''۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اور اس کراؤن کا کیا حدود اربعہ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''انڈر ورلڈ میں خاصا مشہور آدمی ہے۔ یورپ اور ایکریمیا کے گروپس سے اس کے خصوصی تعلقات ہیں لیکن زیادہ تر منشیات اور اسلحے کے دھندے میں ملوث رہتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلیک روم میں داخل ہوا تو وہاں جوزف اور جوانا دونوں موجود تھے۔ دونوں نے عمران کو سلام کیا۔

''کتنے پرندے اڑے''...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''صرف چار ماسٹر''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اچھا۔ چلو معاملہ چار پر ہی ٹل گیا ورنہ تمہیں ٹائیگر کے ساتھ بھیجتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ نجانے پرندوں کی کتنی بڑی ڈار اڑ جائے

گی‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ماسٹر۔ جو راستے میں رکاوٹ بنے گا وہ تو اڑے گا‘‘...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

’’کیا نام بتایا تھا تم نے اس کا‘‘...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا جبکہ جوزف اور جوانا دونوں عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑے ہو گئے تھے۔

’’جیکب، باس۔ یہ کراؤن کلب کے مالک کراؤن کا خاص آدمی ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’اسے کیسے بے ہوش کیا گیا ہے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’گیس سے باس‘‘...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’جوزف۔ اسے ہوش میں لاؤ‘‘...... عمران نے کہا تو جوزف نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے راڈز میں جکڑے ہوئے آدمی کے قریب جا کر شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی کا دہانہ اس آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی، اس پر ڈھکن لگایا اور پھر شیشی کو جیب میں ڈال کر وہ واپس آ کر عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

’’تم نے اینٹی گیس کی شیشی پہلے ہی اٹھا کر جیب میں رکھ لی تھی‘‘...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

’’یس باس۔ میں نے ٹائیگر سے پوچھ کر پہلے ہی یہ شیشی اٹھا کر جیب میں ڈال لی تھی تاکہ آپ کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو‘‘۔

جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے جیکب کے منہ سے کراہ نکلی اور اس کا جسم آہستہ آہستہ سیدھا ہونے لگ گیا اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں اور چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی۔ پھر دھند صاف ہو گئی اور اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اب وہ غور سے عمران اور اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر اور ان کے پیچھے کھڑے جوزف اور جوانا کو دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے دائیں بائیں گردن موڑ کر بلیک روم کا جائزہ لیا۔

’’تم۔ تم کون ہو۔ میں کہاں ہوں اور یہ سب کیا ہے‘‘...... چند لمحوں بعد جیکب نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

’’تمہارا نام جیکب ہے اور تمہارا تعلق کراؤن کلب سے ہے‘‘۔ عمران نے کہا تو جیکب غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔

’’ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ میں کہاں ہوں‘‘...... جیکب نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

’’تم آج سے چار پانچ روز پہلے سنٹرل نیشنل لائبریری کے نوادرات سیکشن میں گئے تھے۔ تمہارے پاس ایک بیگ تھا اور تم نے وہاں سے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک مخطوطہ چرایا اور پھر اسے بیگ میں ڈال کر وہاں سے لے گئے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یہ بات درست ہے کہ میں لائبریری گیا تھا اور میرے پاس

بیگ بھی تھا لیکن میں تو واجبی سا پڑھا ہوا ہوں۔ میرا کسی مخطوطے سے کیا تعلق اور نہ ہی یہ میری فیلڈ ہے''...... جیکب نے کہا۔

''تو پھر تم وہاں کیا کرنے گئے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ بے حد پرسکون جگہ ہے۔ جب میں ذہنی طور پر پریشان ہوتا ہوں تو میں وہاں چلا جاتا ہوں اور وہاں جا کر کئی گھنٹے سکون اور خاموشی سے گزار کر فریش ہو جاتا ہوں اور بس''...... جیکب نے کہا۔

''تم کتنی بار لائبریری میں جا چکے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''میں لائبریری میں تو اکثر آتا جاتا رہتا ہوں لیکن اس سیکشن میں پہلی بار گیا تھا۔ پہلے میں لائبریری کے جنرل سیکشن میں بیٹھ جایا کرتا تھا لیکن پھر مجھے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ سکون اس نوادرات سیکشن میں ہے اس لئے میں وہاں گیا اور واقعی وہاں بیٹھ کر مجھے بے حد سکون ملا''...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہاں تم کیا کرتے رہے۔ ظاہر ہے جب تم پڑھتے نہیں ہو گے تو تم سے پوچھا تو جاتا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''میں کوئی کتاب اٹھا کر سامنے رکھ لیتا تھا۔ پھر مجھے کوئی نہ پوچھتا تھا''...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم نے وہ مخطوطہ وہاں سے چوری نہیں کیا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میرا کسی مخطوطے سے تعلق ہی کیا ہو سکتا ہے''۔ جیکب

نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''جوانا''...... عمران نے گردن موڑے بغیر جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس ماسٹر''...... عقب میں کھڑے جوانا نے الرٹ ہو کر کہا۔

''جیکب کے کتنے دانت ایک ہی تھپڑ سے باہر نکال سکتے ہو''۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''جتنے بھی اس کے منہ میں ہیں''...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اگر ایک دانت بھی اندر باقی رہ گیا تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں گولی سے اڑا دوں گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور پھر وہ بڑی تند نظروں سے جیکب کو گھورتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ رک جاؤ''۔ جیکب نے یکلخت ہراساں لہجے میں کہا۔ عمران اور جوانا کے درمیان اس گفتگو اور دونوں کے لہجوں نے جیکب کا سارا اعتماد دھواں بنا کر اڑا دیا تھا۔

''وہیں رک جاؤ جوانا۔ میں نہیں چاہتا کہ اس کے دانت باہر آئیں کیونکہ نقلی دانت کبھی اصلی جیسے نہیں ہوتے۔ میں اسے ایک اور موقع دینا چاہتا ہوں''...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنو جیکب۔ جو کہانی تم ہمیں سنا رہے ہو وہ تمہاری حماقت ہے۔ وہاں خفیہ کیمرے نصب ہیں اور ان کیمروں کی وجہ سے تمہیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے اور ضروری نہیں کہ یہاں سے تم زندہ اور صحیح سلامت واپس جاؤ۔ یہاں برقی بھٹی ہے اس لئے تمہاری لاش بھی ہمیشہ کے لئے غائب ہو سکتی ہے جبکہ کراؤن تمہارا باس ضرور ہے لیکن تمہاری گمشدگی پر وہ اتنا پریشان بھی نہیں ہو گا جتنا لوگ اپنا کتا گم ہونے پر ہوتے ہیں اس لئے یہ بتا دو کہ تمہیں کس نے یہ ٹاسک دیا تھا اور کیوں۔ بس وہ تفصیل بتا دو تو تمہیں چھوٹی مچھلی سمجھ کر واپس پانی میں پھینک دیا جائے گا۔ بولو ورنہ''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور آخر میں اس کا لہجہ بھیڑیئے کی غراہٹ جیسا ہو گیا تھا۔

''میں بتا دیتا ہوں۔ سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ سب کچھ۔ میں کراؤن کلب کے مالک اور جنرل مینجر کراؤن کا خاص آدمی ہوں۔ کراؤن نے مجھے اپنے آفس میں بلا کر مجھے حکم دیا کہ میں سنٹرل نیشنل لائبریری کے نوادرات سیکشن میں ہاتھ سے لکھی ہوئی ایک کتاب اس طرح اٹھا کر لے آؤں کہ کسی کو اس کا پتہ نہ چل سکے۔ اس نے مجھے اس کتاب کا نام اور سیکشن میں لگایا گیا اس کا نمبر ایک چٹ پر لکھ کر دیا۔ میں نے جب لائبریری کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو میرا وہاں کام کرنے والے ایک کلرک جس کا نام

صادق ہے، سے رابطہ ہوا۔ اس صادق کو میں نے دس ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا تو اس نے بتایا کہ ہر کتاب میں کوئی سائنسی آلہ نصب ہے جس کی وجہ سے اسے سکینر سے باہر نہیں لایا جا سکتا اور سکینر سے گزرے بغیر کوئی چیز باہر نہیں آ سکتی۔ اس نے یہ طے کیا کہ وہ یہ سائنسی آلہ اتار کر اندر ہی کسی خفیہ جگہ پر رکھ دے گا لیکن وہ چونکہ سیکشن انچارج کے ساتھ ہی واپس جاتا ہے اس لئے وہ کتاب خود باہر نہیں لا سکتا۔ چنانچہ ہمارے درمیان طے ہوا کہ میں خود اندر جاؤں گا۔ وہاں وہ کتاب موجود ہو گی اس میں موجود آلہ نکال لیا گیا ہو گا۔ میں کچھ دیر وہاں بیٹھ کر کوئی کتاب دیکھتا رہوں گا پھر وہ مطلوبہ کتاب بیگ میں رکھ کر باہر چلا جاؤں گا۔ البتہ اس صادق نے رقم ایڈوانس لینے کی بات کی تو میں نے اسے رقم ایڈوانس دے دی اور پھر اس کے کہنے کے مطابق میں وہاں گیا اور مطلوبہ کتاب لے کر باہر آ گیا اور یہ کتاب میں نے کراؤن کو دے دی۔ اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا کیا نہیں ہوا''...... جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے آخر میں جھوٹ بولا ہے۔ یہ کتاب تم نے دو روز بعد واپس وہاں لائبریری میں رکھ دی تھی۔ لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں''۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں دوبارہ وہاں نہیں گیا۔ مجھے باس نے کتاب واپس رکھنے کا کہا تھا لیکن میں نے کتاب ان سے لی اور میں رات کو اس

صادق کی رہائش گاہ پر گیا اور میں نے اسے پانچ ہزار روپے دیئے اور کتاب بھی دے دی کہ وہ اسے وہاں رکھ دے کیونکہ یہ کام وہ آسانی سے کرسکتا تھا اور اس میں کسی چیکنگ کا خطرہ بھی نہ تھا۔ پھر میں نے اسے فون کیا تو اس نے بتایا کہ وہ کتاب لے گیا تھا۔ اس نے وہاں خفیہ جگہ پر رکھا ہوا وہ سائنسی آلہ دوبارہ اس میں لگایا اور کتاب کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا''...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ ویسے بھی حامد نے یہی بتایا تھا کہ اس حلیئے کا آدمی صرف ایک بار اس سیکشن میں آیا تھا۔

''تمہارے باس کراؤن نے کس کے لئے یہ کتاب منگوائی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ اس نے مجھے کتاب لانے کا حکم دیا اور میں نے تعمیل کر دی۔ اس نے اسے واپس رکھنے کا حکم دیا اور میں نے پھر تعمیل کر دی۔ باقی نہ میں پڑھ سکتا ہوں اور نہ ہی مجھے کسی اور بات کے بارے میں علم ہے''...... جیکب نے جواب دیا۔

''یہ کراؤن کہاں ہو گا اس وقت''...... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے پوچھا۔

''مجھے تو معلوم نہیں۔ البتہ جیکب کو معلوم ہو گا۔ یہ اس کا خاص آدمی ہے۔ کیوں جیکب۔ تمہارا باس اس وقت کہاں ہو گا''۔ ٹائیگر نے پہلے عمران اور پھر جیکب سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ کلب میں رات کو آتا ہے۔ دن کو وہ اپنی رہائش گاہ پر رہتا ہے''...... جیکب نے جواب دیا۔

''کہاں ہے اس کی رہائش گاہ''...... عمران نے پوچھا۔

''باسط کالونی کوٹھی نمبر ون فائیو ون''...... جیکب نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جاؤ ٹائیگر۔ جوانا کو ساتھ لے جاؤ اور اسے لے آؤ''۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو چھوڑ دو''...... جیکب نے کہا۔

''تمہاری باتیں تمہارے باس سے کنفرم ہو جائیں پھر تمہارے بارے میں بھی فیصلہ کر لیا جائے گا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ جوزف سے مخاطب ہو گیا۔

''جوزف۔ اسے ہاف آف کر دو ورنہ خواہ مخواہ شور مچاتا رہے گا''...... عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے وہیں رکتے ہوئے کہا اور عمران، ٹائیگر اور جوانا کے ساتھ بلیک روم سے باہر آ گیا۔ پھر جوانا اور ٹائیگر کار لے کر چلے گئے جبکہ عمران ایک کمرے میں آ گیا۔ یہاں میز پر فون موجود تھا۔ عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سپیشل ہسپتال''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر صدیقی سے بات کرائیں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں سر''...... دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) صاحب۔ فرمایئے''...... ڈاکٹر صدیقی نے بھی مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ مریضہ جو شاہی ٹاؤن سے ہسپتال پہنچی تھی اس کی کیا پوزیشن ہے''...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''وہ اب خطرے سے باہر ہو چکی ہیں لیکن انہیں یہاں کم از کم ایک ماہ رہنا پڑے گا۔ یہ ان کی صحت یابی کے لئے ضروری ہے''۔ ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ ان کا بل بنا رکھیں۔ میں پیمنٹ کر دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) صاحب۔

ساری نیکیاں آپ اپنے اکاؤنٹ میں جمع نہ کرا لیا کریں۔ کچھ ہمیں بھی حق ادا کرنے دیا کریں۔ ہسپتال کے تمام سٹاف نے ایک ریگولر فنڈ بنایا ہوا ہے جس میں حسب توفیق سب حصہ لیتے ہیں۔ اس فنڈ سے اس ہسپتال میں کسی باہر کے آدمی کا علاج ہوتا ہے تو پیمنٹ اس فنڈ سے کی جاتی ہے اور اس مریضہ کی بھی یہی پوزیشن ہے۔ آپ ان کے بل کی فکر مت کریں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''آپ سب مل کر میرے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ خدا کر کے ایک نیکی کرنے کا موقع ملا تھا آپ وہ بھی اچک لینا چاہتے ہیں''...... عمران نے مصنوعی طور پر غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ کی یہی نیکی ہماری نیکیوں پر بھاری پڑے گی کہ آپ نے اس غریب مریضہ کی نشاندہی کر دی ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اللہ قبول کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نیکی بھی قبول کرے۔ اس مریضہ کا بیٹا حامد آتا رہتا ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ آتا رہتا ہے۔ اس وقت بھی وہ اپنی ماں کے پاس موجود ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔

''آپ اس سے میری بات کرا دیں''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن

پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''حامد بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد حامد کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں حامد۔ آپ کی والدہ کا کیا حال ہے''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ کا بہت کرم ہے۔ آپ کی مہربانی ہے۔ آپ تو ہمارے لئے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئے ہیں۔ لیکن عمران صاحب ایک درخواست ہے''...... دوسری طرف سے حامد نے جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یہی کہ تمہاری والدہ کے اخراجات کون ادا کر رہا ہے تو اس بارے میں تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ حکومت کا ایک خصوصی فنڈ ہے جس سے تمہاری والدہ کے علاج کی منظوری حاصل کر لی گئی ہے''...... عمران نے اس کی بات کو سمجھتے ہوئے کہا۔ اس نے دانستہ حکومتی فنڈ کا ذکر اس لئے کیا تھا کہ حامد اس کا یا ڈاکٹر صدیقی کا اپنے آپ کو احسان مند نہ سمجھے۔

''اللہ تعالیٰ آپ کو اور ڈاکٹر صدیقی صاحب کو جزا دے گا''۔ حامد نے تشکرانہ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں اطمینان اور سکون کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

''حامد۔ یہ بتاؤ کہ نوادرات سیکشن میں کوئی کلرک صادق نامی

بھی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... حامد نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیسا آدمی ہے یہ''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے تو معلوم نہیں ہے جناب کیونکہ میں تو اپنے کام سے کام رکھتا ہوں۔ پھر میں ان کے سٹاف کا حصہ بھی نہیں ہوں۔ میرا تعلق پرائیویٹ سیکورٹی کمپنی سے ہے اس لئے میرا ان کے ساتھ کوئی براہ راست تفصیلی رابطہ ہی نہیں ہے''...... حامد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں خود چیک کر لوں گا۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''سنٹرل نیشنل لائبریری کے نوادرات سیکشن کا نمبر دیں''۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

''نوادرات سیکشن سنٹرل نیشنل لائبریری''...... رابطہ قائم ہوتے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’مسٹر صادق سے بات کرائیں میں ان کا دوست بول رہا ہوں‘‘۔ عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔

’’مسٹر صادق دو روز کی چھٹی پر ہیں جناب‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’ان کی رہائش گاہ کا فون نمبر دے دیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ان کی رہائش گاہ پر فون نصب نہیں ہے جناب‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’اچھا ان کی رہائش گاہ کا پتہ ہی بتا دیں‘‘...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے پتہ بتا دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

’’جوزف‘‘...... عمران نے دروازے کی طرف منہ کر کے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جب تک وہ اس کمرے میں رہے گا جوزف باہر دروازے پر موجود رہے گا تاکہ عمران کی کال پر فوری اقدام کر سکے۔

’’لیس باس‘‘...... جوزف نے کسی جن کی طرح فوراً نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

’’اس آدمی کو ہاف آف کر دیا تھا‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’لیس باس۔ اسے ازخود دو تین گھنٹوں کے بعد ہی ہوش آ سکتا ہے‘‘...... جوزف نے جواب دیا۔

’’ایک ایڈریس نوٹ کرو۔ کالے پل کے دوسری طرف ایک گنجان آباد محلہ ہے جس کو محلہ موہانیاں کہتے ہیں۔ اس میں کوئی

مسجد سبیل والی ہے۔ اس مسجد کے قریب سنٹرل نیشنل لائبریری کے نوادرات سیکشن میں کام کرنے والے کلرک صادق کا گھر ہے۔ وہ لائبریری سے دو روز کی چھٹی پر ہے۔ تم جا کر معلوم کرو اگر وہ گھر ہو تو اسے یہاں لے آؤ لیکن خیال رکھنا اسے اس انداز میں لے آنا ہے کہ محلے والے خوفزدہ نہ ہو جائیں اور پتہ چلے کہ پولیس یہاں آ پہنچی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیس باس۔ میں سمجھتا ہوں باس‘‘...... جوزف نے جواب دیا۔

’’تو جاؤ۔ میں یہاں موجود ہوں‘‘...... عمران نے کہا تو جوزف تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے مخصوص کال بیل کی آواز سنی تو وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکلا اور پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے پھاٹک کھولا تو باہر جوانا کی کار موجود تھی۔

’’ماسٹر۔ آپ نے پھاٹک کھولا ہے۔ جوزف کہاں ہے‘‘۔ جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ کار سے نیچے اترا ہوا تھا کیونکہ اس نے کال بیل بجائی تھی اور پھر عمران کو دیکھ کر کار کی دوسری سائیڈ سے ٹائیگر بھی نیچے اتر آیا۔

’’وہ بھی تمہاری طرح ایک مشن پر گیا ہوا ہے۔ کار اندر لے آؤ‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار اندر آ کر اپنی مخصوص جگہ پر رک گئی جبکہ ٹائیگر نے پھاٹک بند کر دیا اور پھر عمران کی طرف مڑ گیا جبکہ اس دوران جوانا کار

روک کر نیچے اترا اور پھر اس نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر اندر بے ہوش پڑے ہوئے ایک بھاری جسم کے آدمی کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور اسے کاندھے پر ڈال کر کار کا دروازہ بند کر دیا۔

''اسے بھی کرسی پر جکڑ دو۔ ابھی ایک اور آدمی آ جائے پھر تینوں سے اکٹھی بات چیت ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

''کچھ زیادہ پرندے تو نہیں اڑا دیئے جوانا نے''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں باس۔ ہم نے پہلے رہائش گاہ میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور پھر عقبی طرف سے اندر جا کر اسے بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر عقبی طرف سے باہر نکال کر کار میں ڈالا اور پھر سیدھے یہاں لے آئے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چلو اچھا ہوا۔ قتل و غارت سے بچت ہو گئی''...... عمران نے کہا۔

''وہاں کلب سے اسے اٹھانا پڑتا تو وہاں لازماً گڑبڑ ہوتی''۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ آؤ''...... عمران نے بھی عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''باس۔ اس ساری کارروائی کا بنیادی مقصد کیا ہے۔ میری سمجھ

میں یہ نہیں آ سکا''...... ٹائیگر نے قدرے جھجکتے ہوئے کہا۔

''کس کارروائی کی بات کر رہے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''اس مخطوطے میں آپ کی کیا دلچسپی ہے۔ اگر صرف اتنی دلچسپی ہے کہ وہ نادر مخطوطہ ہے تو وہ واپس مل چکا ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے اس پر غور کیا ہے کہ ایک مخطوطے کو نوادرات سیکشن سے چوری کرانے کے لئے کراؤن نے ایک بدمعاش کو مامور کیا اور اس بدمعاش نے اس کلرک صادق کو دس ہزار روپے دے کر مخطوطہ حاصل کر لیا۔ تم سوچو کہ کراؤن کو کیا کام ہو سکتا ہے اس مخطوطے سے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ اس کا تو کوئی تعلق نہیں ہو سکتا کتابوں یا مخطوطوں سے۔ اس کی خدمات کسی نے ہائر کی ہوں گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کام کے لئے ایک گینگسٹر کی خدمات حاصل کرنے کا کیا مطلب ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے پیچھے کوئی ایسا جرم موجود ہے جس تک ہم ابھی تک نہیں پہنچ رہے جبکہ اس کارروائی کے ذریعے میں کوشش کر رہا ہوں کہ اس جرم تک پہنچ سکوں''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے اسے راڈز میں جکڑ دیا ہے ماسٹر''...... جوانا نے ان کی طرف آتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم باہر رکو۔ جوزف ابھی واپس آئے گا''۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

''لیس ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

''آپ کا کیا خیال ہے کہ اس مخطوطے کی چوری اور پھر اس کی واپسی کے پیچھے کیا جرم ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم نے وہ مخطوطہ دیکھا ہے یا پڑھا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں باس۔ میں نے تو صرف آپ سے اس کے بارے میں سنا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''یہ مخطوطہ شمالی پہاڑی علاقے راج گڑھ کے بارے میں قدیم ترین دستاویز ہے۔ اس دور سے لے کر اب تک وہاں انتہائی گھنا جنگل ہے۔ مخطوطے کے مطابق قدیم دور میں راج مندر نامی کوئی بڑا مندر تھا جو اب ناپید ہو چکا ہے۔ اس مخطوطے میں ہاتھ سے بنایا ہوا ایک نقشہ بھی ہے جس کے ایک حصے پر دائرے کی صورت میں سرخ رنگ بھرا ہوا ہے اور بس''...... عمران نے کہا۔

''اس سے کیا ثابت ہوا باس''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے کیا معلوم۔ یہی تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران بات بدل گیا ہے اور پھر وہ بلیک روم میں جا کر بیٹھے ہی تھے کہ باہر سے کار کی آواز سنائی دی اور عمران

سمجھ گیا کہ جوزف، صادق کو لے آیا ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف کاندھے پر ایک آدمی کو لادے اندر داخل ہوا۔

''اسے بھی ساتھ والی کرسی پر جکڑ دو''...... عمران نے کہا تو جوزف نے کاندھے پر لدے ہوئے بے ہوش آدمی کو تیسری کرسی پر ڈال کر عقب میں جا کر بٹن پریس کر کے راڈز میں جکڑ دیا۔ جوانا بھی ساتھ ہی اندر آیا تھا۔ وہ عمران کی کرسی کے پیچھے رک گیا تھا۔

''اسے لے آنے میں زیادہ مار پیٹ تو نہیں کرنا پڑی''۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں باس۔ میں نے اسے بتایا کہ جیکب نے مجھے بھیجا ہے۔ اس نے تمہارے لئے کام تلاش کیا ہے۔ نقد پچاس ہزار کا، ویسا ہی کام ہے جیسا پہلے تم نے لائبریری میں کیا ہے تو وہ بے حد خوش ہوا اور میرے ساتھ کار میں بیٹھ گیا اور پھر کنپٹی پر پڑنے والی مڑی ہوئی انگلی کا ایک ہی ہک کھا کر وہ بے ہوش ہو گیا اور اب تک بے ہوش ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''ویری گڈ۔ تم تو مجھ سے بھی زیادہ بڑے جاسوس ہو گئے ہو۔ یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہ تھی''...... عمران نے کہا۔

''میں تو آپ کا غلام ہوں باس''...... جوزف نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''جوانا۔ اس کراؤن کو ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے جوانا

سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیس ماسٹر''...... جوانا نے جواب دیا اور کمرے کے کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکالی اور الماری بند کر کے واپس مڑا۔

''کراؤن تم سے واقف تو نہیں ہے''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''تو پھر تم جا کر ماسک میک اپ کر آؤ''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا آپ اسے زندہ واپس بھیج دیں گے''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر پس منظر میں کوئی ایسا جرم سامنے نہ آیا جو ملک وقوم کے خلاف نہ ہو تو اسے واپس بھجوانا ہی پڑے گا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ جوانا نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور آگے بڑھ کر کراؤن کی ناک سے بوتل کا دہانہ لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹا لی۔ اس کا ڈھکن بند کیا اور جیب میں ڈال کر عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کراؤن ہوش میں آ گیا اور ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ اس نے گردن موڑی اور ساتھ ہی راڈز

میں جکڑے ہوئے بے ہوش جیکب کو دیکھ کر وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔

''کون ہو تم اور یہ سب کیا ہے۔ جیکب بھی یہاں ہے اور میں بھی۔ یہ سب کیا ہے''...... کراؤن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام کراؤن ہے اور تم کراؤن کلب کے مالک اور منیجر ہو اور یہ جیکب جو تمہارا خاص آدمی ہے تم نے اس کے ذریعے سنٹرل نیشنل لائبریری کے نوادرات سیکشن سے راج گڑھ کے بارے میں ایک مخطوطہ چوری کرایا اور یہ چوری اس نے اس تیسرے آدمی صادق کے ساتھ مل کر کی اور پھر تم نے یہ مخطوطہ واپس کرا دیا''۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو۔ میرا کسی مخطوطے یا لائبریری سے کیا تعلق''...... کراؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بات کا جواب تم نے دینا ہے کہ تم نے یہ کام کس کے کہنے پر کیا۔ پوری تفصیل بتاؤ گے ورنہ یہ میرے پیچھے کھڑے دو دیو تم نے دیکھ لئے ہوں گے۔ یہ تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ کر تمہاری لاش برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دیں گے اور کراؤن کا جیتا جاگتا وجود ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے غائب ہو جائے گا اور دوسری صورت میں تمہیں زندہ اور صحیح سلامت یہاں سے واپس بھجوایا جا سکتا ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''جب میں اس بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں تو بتاؤں کیا''۔

کراؤن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جوانا''...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیس ماسٹر''...... جوانا نے جواب دیا۔

''کراؤن کی ایک آنکھ نکال دو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''لیس ماسٹر''...... جوانا نے جواب دیا اور پھر بڑے جارحانہ انداز میں کراؤن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم واقعی مجھے اندھا کر دو گے۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں''...... کراؤن نے شاید جوانا کے چہرے پر ابھر آنے والے سفاک تاثرات دیکھ کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''وہیں رک جاؤ جوانا۔ یہ جیسے ہی جھوٹ بولے گا میں تمہیں اشارہ کر دوں گا اور تم اس کی آنکھ نکال دینا۔ دوسری بار جھوٹ بولے گا تو دوسری آنکھ۔ اس کے بعد ہاتھوں، ٹانگوں اور آخر میں جسم کی تمام ہڈیاں باری باری توڑ دینا''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں سچ بتا دوں گا لیکن وعدہ کرو کہ مجھے زندہ واپس بھیج دو گے''...... کراؤن نے کہا۔

''اگر تم نے ملک وقوم کے خلاف کوئی جرم نہیں کیا اور تم سچ بولو گے تو وعدہ رہا کہ تم زندہ سلامت اور درست حالت میں اپنے کلب پہنچ جاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا اور میں سچ ہی بولوں گا''...... کراؤن نے کہا۔

''تو پھر خود ہی سب کچھ تفصیل سے بتا دو کہ تم نے کس کے کہنے پر یہ مخطوطہ لائبریری سے چوری کرایا ہے اور پھر کیوں اسے واپس رکھوا دیا گیا''...... عمران نے کہا۔

''میرا تعلق ایکریمیا سے ہے۔ میں وہاں کافی طویل عرصہ رہا ہوں۔ وہاں ایک سرکاری ایجنسی ہے جس کا نام کراؤز ہے۔ کراؤز کا ہیڈ میرا دوست رہا ہے۔ میں اب بھی جب ایکریمیا جاتا ہوں تو اس سے فون پر بات ہو جاتی ہے۔ اس نے مجھے یہاں فون کر کے کہا کہ اس کے دو ایجنٹ جن میں ایک مرد اور دوسری عورت ہے، مرد کا نام جارج اور عورت کا نام ریٹا ہے کسی مشن کے سلسلے میں پاکیشیا آ رہے ہیں۔ اگر وہ مجھ سے رابطہ کریں تو میں ان کے لئے کام کروں۔ مجھے میری توقع سے بھی بڑھ کر معاوضہ دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی پاکیشیا میں میرے بینک اکاؤنٹ میں بطور ایڈوانس دس لاکھ ڈالر جمع کرا دیئے گئے۔ پھر مجھ سے جارج نے رابطہ کیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اسے سنٹرل نیشنل لائبریری میں سے ایک ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب چاہئے لیکن وہ خود وہاں نہیں جانا چاہتا۔ کتاب کی تفصیل اس نے مجھے دے دی۔ میں نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہاں باقاعدہ سکینر نصب ہے اور اس کی موجودگی میں کوئی کتاب چوری نہیں کی جا سکتی تو میں نے

اپنے اس خاص آدمی جیکب کو جو ساتھ والی کرسی پر بے ہوش پڑا ہوا ہے یہ ٹاسک دیا اور جیکب نے کامیابی سے یہ ٹاسک مکمل کر لیا۔ میں نے وہ کتاب جارج کو دے دی۔ پھر دو روز بعد جارج نے یہ کتاب مجھے واپس کر دی کہ میں اسے خفیہ طور پر واپس لائبریری میں پہنچا دوں۔ میں نے جب اس کی واپسی پر حیرت کا اظہار کیا تو اس نے بتایا کہ اسے اطلاع ملی ہے کہ اس کتاب کی چوری پر انٹیلی جنس کو مامور کیا گیا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ انٹیلی جنس والے اس کتاب کی وجہ سے ہمارے پیچھے لگ جائیں۔ میں نے کتاب کی واپسی کا ٹاسک بھی جیکب کو دے دیا اور جیکب نے لائبریری کے کلرک کو معمولی رقم دے کر اسے واپس رکھوا دیا''...... کراؤن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ جارج اور ریٹا اب کہاں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے انہیں ایک رہائشی کالونی میں اپنی کوٹھی دی تھی لیکن کل ہی مجھے اطلاع ملی ہے کہ جب میرا آدمی مارکیٹ گیا ہوا تھا تو وہ دونوں اچانک بغیر کسی اطلاع کے کوٹھی چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ وہ اپنا سامان بھی لے گئے ہیں۔ میرے آدمی نے واپسی پر جب مجھے اطلاع دی تو میں بے حد حیران ہوا کیونکہ ایسی کوئی بات سامنے نہ آئی تھی کہ وہ اس طرح کوٹھی چھوڑ کر چلے جاتے۔ میں نے اپنے آدمی سے کہا کہ وہ ٹیکسی والوں سے ان دونوں کے حلیئے بتا کر معلومات حاصل کرے اور پھر اس نے ایک ٹیکسی ڈرائیور کو ٹریس کر

لیا جو ان دونوں کو یہاں سے لے گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ دونوں مین مارکیٹ کے پہلے سٹاپ پر ڈراپ ہو گئے تھے''...... کراؤن نے جواب دیا۔ اس کا انداز اور لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔

''تمہیں انہوں نے بتایا تھا کہ وہ اس کتاب کو کیوں چوری کرا رہے ہیں۔ ان کا اس سے کیا تعلق ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے خود ان سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا کہ ان کا تعلق ایکریمیا کی ایک یونیورسٹی سے ہے اور وہ قدیم تاریخ کے پروفیسر ہیں اور یہ کتاب پاکیشیا کے کسی پرانے علاقے میں قدیم مندر کے بارے میں ہے جو اب ناپید ہو چکا ہے''...... کراؤن نے کہا۔

''اگر ایسی بات ہوتی تو کراؤز ایجنسی تمہیں کیوں ہائر کرتی اور تمہارے اکاؤنٹ میں بطور ایڈوانس بھاری رقم کیوں جمع کراتی''۔ عمران نے کہا۔

''یہ بات میں نے ان سے کی تھی تو جارج نے کہا کہ کراؤز کا چیف ان کا ذاتی دوست ہے اور جارج نے اس سے پاکیشیا میں رہائش گاہ اور دوسری سہولیات مہیا کرنے کے لئے کسی پارٹی کی نشاندہی کی درخواست کی تھی''...... کراؤن نے کہا۔

''ان دونوں کے حلیئے بتاؤ''...... عمران نے کہا تو کراؤن نے تفصیل سے حلیئے بتا دیئے اور ساتھ ہی قدوقامت کی تفصیل بھی بتا دی۔

''ٹھیک ہے۔ تم نے چونکہ سچ بولا ہے اس لئے میں تمہیں زندہ سلامت واپس بھجوا رہا ہوں لیکن ایک بات بتا دوں کہ اگر تم نے آئندہ اس گروپ کی مدد کی تو پھر تمہیں موت کی سزا بھگتنا پڑے گی کیونکہ اس ساری کارروائی کے پیچھے بہرحال ایکریمیا کی کوئی سازش ہے جسے ہم جلد ہی ٹریس کر لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''میں خیال رکھوں گا اور تمہارا شکریہ''...... کراؤن نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

''اسے ہاف آف کر دو جوانا''...... عمران نے کہا تو کراؤن کے قریب کھڑے جوانا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کمرہ کراؤن کے حلق سے نکلنے والی بے ساختہ چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی جوانا کا بازو دوسری بار گھوما اور اس بار کراؤن کے حلق سے ادھوری سی چیخ نکلی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔

''ان سب کو اٹھا کر یہاں سے دور کسی ویرانے میں پھینک آؤ''...... عمران نے جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''لیکن ماسٹر۔ اس آدمی کو تو ہوش میں نہیں لایا گیا''...... جوانا نے صادق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جسے جوزف اٹھا کر لایا تھا۔

''اسے حفظ ماتقدم کے طور پر لایا گیا تھا لیکن اس کو ہوش میں لانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی''...... عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ کمرے سے باہر آیا ایک

سائیڈ سے ٹائیگر آ گیا۔

''اس نے کیا بتایا ہے باس''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ایک ایکریمین جارج کے بارے میں بتایا ہے کہ اس نے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ کتاب چوری کرائی تھی۔ اس کا تعلق ایکریمیا کی کسی سرکاری تنظیم کراؤز سے ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر تو لازمی بات ہے کہ اس کے پیچھے کوئی بڑا مشن ہے ان لوگوں کا''...... ٹائیگر نے عمران کے ساتھ ساتھ پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جہاں ان دونوں کی کاریں موجود تھیں۔

''یہ ایک جوڑا ہے۔ مرد کا نام جارج بتایا گیا ہے جبکہ عورت کا نام ریٹا ہے اور کراؤن نے یہ بھی بتایا ہے کہ انہوں نے اسے بتائے بغیر اس کی دی ہوئی کوٹھی چھوڑ دی ہے اور ٹیکسی میں بیٹھ کر مین مارکیٹ چلے گئے۔ اب تم نے ان کا آگے سراغ لگانا ہے''۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کوٹھی کا ایڈریس بھی بتا دیا جو کراؤن نے اسے بتایا تھا۔

''ان کا حلیہ کیا ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کس کا حلیہ۔ مرد کا یا عورت کا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ان میں سے جو اپر ہینڈ یعنی بالادست ہے''...... ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اچھا۔ اب تمہیں بھی توقع ہے کہ کسی جوڑے میں اپر ہینڈ مرد بھی ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو اس بار ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر عمران نے اسے جارج کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بتا دی کیونکہ کراؤن کی ملاقات اس جارج سے ہی ہوئی تھی۔

''باس۔ اس عورت کا حلیہ معلوم نہیں ہو سکا''...... ٹائیگر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کراؤن سے اس کی ملاقات نہیں ہو سکی اس لئے وہ تو اس کا حلیہ نہیں بتا سکا لیکن جس کوٹھی کا میں نے حوالہ دیا ہے وہاں کراؤن کا آدمی مستقل موجود ہے۔ وہ تمہیں اس عورت کا حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں تفصیل بتا سکے گا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران اپنی کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

رشید سلیمان اپنے مخصوص کمرے میں داخل ہوا جہاں بیٹھ کر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کرتا تھا، اس ہال کمرے میں تین بڑی بڑی میزیں تھیں اور ان تینوں میزوں میں سے ایک میز پر رشید سلیمان بیٹھتا تھا جبکہ دوسری دو میزوں میں سے ایک میز پر انچارج ڈاکٹر احمد علی تھا جبکہ دوسرا اس کا ساتھی ڈاکٹر کاشف تھا۔ وہ گزشتہ آٹھ دس سالوں سے اسی طرح اکٹھے کام کرتے چلے آ رہے تھے۔ ان کا کام ملک بھر کے سائنس دانوں کی طرف سے بھجوائے گئے فارمولوں کو ان کی گہرائی میں چیک کرنا، ان کے بارے میں تفصیلی رپورٹ تیار کرنا اور پھر یہ رپورٹیں سرداور کو بھجوا دینا تھا پھر ایک ہفتے بعد سرداور انہیں اپنے آفس میں کال کر کے ان کی تیار کردہ رپورٹس پر تفصیل سے تبادلہ خیال کرتے تھے اور پھر ان کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق فائنل رپورٹ تیار کرنی ہوتی تھی۔ وہ

سب مل کر کام کرتے تھے اور ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے رہتے تھے کیونکہ یہ تینوں ہی اس طرح رہتے تھے جیسے ایک مکان میں رہنے والے افراد ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر احمد علی چونکہ ان سب سے کافی سینئر تھے اس لئے وہ خاصے سنجیدہ اور خشک مزاج آدمی تھے جبکہ ڈاکٹر کاشف، رشید سلیمان کی طرح نوجوان تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ سائنس میں اس کا ذہن برق رفتاری کی بجائے سرد ہی رہا تھا لیکن فطرتاً وہ خوش باش آدمی تھا جبکہ رشید سلیمان دولت اور خوبصورت لڑکیوں کا دلدادہ تھا۔ ایکریمیا کی کسی بھی بڑی لیبارٹری میں کام کرنا اور مستقل ایکریمیا میں سیٹل ہونا اس کا خواب تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ابھی تک شادی نہیں کی تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ وہ جس جگہ کام کرتا ہے یہ جگہ انتہائی حساس ہے اس لئے اس کے گھر کی بھی باقاعدہ نگرانی ہوتی رہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے گھر میں بگلا بھگت بن کر ہی رہتا تھا تاکہ سرداور کے پاس اس کی مثبت اور اچھی رپورٹ ہی پہنچے اور تھا بھی ایسا ہی۔ سرداور کے خیال کے مطابق اس کا شاف انتہائی مثبت ذہن اور فطرت کا مالک تھا اور وہ اکثر اپنے آدمیوں پر فخر کرتے رہتے تھے۔ اس وقت وقفہ تھا اور رشید سلیمان اور کاشف دونوں کنٹین کے ایک کونے میں بیٹھے کافی پینے میں مصروف تھے جبکہ ڈاکٹر احمد علی نے اپنی عادت کے مطابق وہیں کمرے میں ہی کافی منگوا لی تھی۔

''کیا بات ہے رشید۔ آج تم بے حد بے چین دکھائی دے

رہے ہو۔ کوئی خاص بات''...... ڈاکٹر کاشف نے کافی پیتے پیتے رشید سلیمان سے کہا تو رشید سلیمان بے اختیار مسکرا دیا۔

''میرا خواب پورا ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے اس لئے بے چینی سی ہو رہی ہے''...... رشید سلیمان نے جواب دیا تو کاشف بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا شادی کرنے والے ہو''...... کاشف نے کہا تو رشید سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

''شادی اور میں کروں گا۔ یہاں کی لڑکیاں بھی کوئی لڑکیاں ہیں۔ سیدھی سادی۔ سر پر دوپٹہ، آنکھیں نیچی، آہستہ بولیں گی، بہت جذباتی ہوئیں تو دوپٹے کا کونہ انگلی کے گرد لپیٹتی رہیں گی۔ لڑکیاں تو ریٹا جیسی ہوتی ہیں۔ خوبصورت نقوش، گورا رنگ، ورزشی جسم، اس پر بے باکی۔ بس کچھ نہ پوچھیں''...... رشید سلیمان نے اس طرح بات کی جیسے اس کے منہ سے الفاظ خودبخود باہر آ رہے ہوں اور انہیں باہر لانے میں اس کا شعوری طور پر کوئی دخل نہ ہو۔

''کون ہے یہ ریٹا جس پر تم اس طرح دل ہار بیٹھے ہو۔ کیا غیر ملکی ہے''...... ڈاکٹر کاشف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایکریمین ہے اور ڈاکٹر کاشف تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ کیسے حسن کی مالک ہے اور پھر اس کی باتیں۔ بس کچھ مزید مت پوچھو''...... رشید سلیمان نے جذبات میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''لیکن تمہیں معلوم ہے کہ ہم لوگ کسی غیر ملکی سے بغیر خصوصی اجازت کے ملاقات نہیں کر سکتے۔ ہمارا تعلق انتہائی حساس ادارے سے ہے''...... ڈاکٹر کاشف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ فکر نہ کرو۔ میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔ سرداور تک کوئی غلط رپورٹ نہیں پہنچے گی''...... رشید سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا انتظام کیا ہے اور یہ ریٹا ہے کون۔ وہ تمہارے ساتھ کیسے لگ گئی۔ کیا وہ کوئی سائنس دان ہے''...... ڈاکٹر کاشف نے کہا۔

''ارے نہیں۔ وہ ایکریمیا کی نیشنل یونیورسٹی کے شعبہ قدیم تاریخ کی ریسرچ اسکالر ہے اور اسے یہاں کے شمالی علاقے راج گڑھ کے ایک قدیم مندر پر تھیسز لکھنا ہے اس لئے وہ یہاں آئی ہے''...... رشید سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''لیکن تاریخ کے ریسرچ اسکالر سے تمہارا کیا تعلق''...... ڈاکٹر کاشف نے حیران ہو کر کہا۔

''ہماری ملاقات ایک ہوٹل کی لابی میں ہوئی۔ میں نے اسے پریشان دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اس سے پریشانی کی وجہ پوچھی تو اس نے مجھے ٹالنے کی کوشش کی لیکن تمہیں تو معلوم ہے کہ جو لڑکی مجھے پسند آ جائے اسے میں آسانی سے جانے نہیں دیا کرتا۔ چنانچہ باتیں شروع رہیں تو وہ کھل گئی۔ اس نے وہی بات کر دی جو میں نے تمہیں سنائی ہے اور میں نے اس کی مدد کرنے کا

وعدہ کر لیا''...... رشید سلیمان نے کہا۔

''مدد کا وعدہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ تم کیا جانتے ہو اس مندر کے بارے میں''...... ڈاکٹر کاشف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں تو کچھ نہیں جانتا لیکن ایک بات میں جانتا ہوں کہ راج گڑھ دو ہیں اور دونوں شمالی علاقہ میں ہیں۔ مقامی زبان میں ایک کو سوراج گڑھ اور دوسرے کو راج گڑھ کہا جاتا ہے۔ دونوں جگہوں پر قدیم دور کے مندر تھے۔ ایک مندر کو سوراج مندر اور دوسرے کو راج مندر کہا جاتا تھا۔ دونوں علاقے ایک دوسرے سے دور ہیں۔ اب یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ راج گڑھ میں جو مندر تھا اس کے نیچے تہہ خانوں میں ان دنوں ایک اہم لیبارٹری کام کر رہی ہے لیکن سوراج گڑھ میں جو مندر تھا اس کے تہہ خانے بھی زیر زمین موجود ہیں لیکن چونکہ یہ بہت چھوٹے تھے اس لئے یہ ویسے ہی خالی پڑے ہوئے ہیں اور دونوں کی فائلیں سپیشل سٹور میں موجود ہیں کیونکہ حکومت نے دونوں کا تفصیلی سروے کرایا تھا۔ پھر راج گڑھ میں لیبارٹری بنا دی گئی جبکہ سوراج گڑھ میں لیبارٹری بن ہی نہ سکتی تھی۔ اگر تم سوراج گڑھ والی فائل مجھے دے دو جو ویسے ہی بے کار ہے تو میں اس کی فوٹو کاپی کر کے فائل تمہیں واپس کر دوں گا اور پھر یہ کاپی ریٹا کو دے کر میں اس کی محبت حاصل کر لوں گا۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے''...... رشید سلیمان نے بڑے منت بھرے

لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ سوراج گڑھ میں کچھ نہیں ہے اور وہ فائل بھی بے کار ہے لیکن اسے سٹور سے باہر نکالنے کے لئے سرداور کی منظوری ضروری ہے اور انہیں یہ محبت بھری کہانی تو سنائی نہیں جا سکتی جو تم نے مجھے سنائی ہے اور دوسری بات یہ کہ انہوں نے فوراً پوچھنا ہے کہ اس بے کار فائل کو سٹور سے نکالنے کی کیوں ضرورت پڑی ہے۔ تم جانتے تو ہو کہ وہ انتہائی وہمی آدمی ہیں"...... ڈاکٹر کاشف نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ مجھے بھی ان کے ساتھ کام کرتے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ راج گڑھ فائل کی منظوری لے کر سوراج گڑھ کی فائل مجھے دے دو۔ میں کاپی کرا کر واپس کر دوں گا اور پھر تم اسے واپس رکھ دینا"...... رشید سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ راج گڑھ فائل تو کئی بار سٹور سے نکالی جاتی رہی ہے اور اس کے نکالنے پر سرداور بھی اعتراض نہیں کریں گے لیکن کمپیوٹر میں درج کرنے کے لئے اس کو نکالا تو بہرحال جائے گا"...... ڈاکٹر کاشف نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ دونوں کو اکٹھا جوڑ کر نکال لینا۔ پھر اسی طرح واپس رکھ دینا"...... رشید سلیمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہارے لئے یہ کام میں کر دوں گا لیکن آج نہیں

کل"...... ڈاکٹر کاشف نے کہا۔

"کل کیوں۔ آج کیوں نہیں"...... رشید سلیمان نے چونک کر کہا۔

"ارے۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے اور ویسے بھی یہ غیر قانونی کام ہے۔ مجھے سوچنے کے لئے وقت بھی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ میرا سارا کیریئر ہی تباہ ہو جائے۔ تم جانتے ہو سرداور کو۔ معافی کا خانہ تو ان کے پاس ہے ہی نہیں"...... ڈاکٹر کاشف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اس پر سوچنے کی بجائے اس بات پر سوچو کہ تم فراشو گینگ کے بیس لاکھ روپے کیسے اور کب ادا کر سکو گے"...... رشید سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کاشف بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا یہ سب"...... ڈاکٹر کاشف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ میرے ذریعے سرداور تک پیغام پہنچانا چاہتا تھا لیکن میں نے صاف انکار کر دیا۔ پھر اس نے مجھے ایک لاکھ روپے دینے کا لالچ دیا۔ پھر چار لاکھ روپے تک کا لیکن میں نے صاف انکار کر دیا کیونکہ تم میرے دوست ہو اور میں تمہارا کیریئر تباہ نہیں کرنا چاہتا تھا"...... رشید سلیمان نے کہا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ دوست۔ تم نے واقعی مجھے بچا لیا ہے۔ کاش میں جواء نہ کھیلتا۔ اب تو بہرحال پھنس گیا ہوں"...... ڈاکٹر

کاشف نے کہا۔

''ایک حل ہے میرے پاس'' ...... رشید سلیمان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''حل۔ کیسا حل'' ...... ڈاکٹر کاشف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں بیس لاکھ روپے مل سکتے ہیں اگر میں چاہوں'' ...... رشید سلیمان نے کہا تو ڈاکٹر کاشف اسے اس انداز میں دیکھنے لگا جیسے اس نے کوئی احمقانہ بات کر دی ہو۔

''بیس لاکھ مل سکتے ہیں۔ کون دے گا اتنی بڑی رقم'' ...... ڈاکٹر کاشف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ پاکیشائی روپے ہیں۔ یہ اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ اگر اسے ایکریمین ڈالروں میں تبدیل کیا جائے تو یہ چھوٹی سی رقم بنتی ہے اور ریٹا نے مجھے بتایا ہے کہ اسے ریسرچ کے لئے بہت بڑی رقم ڈالروں میں ملتی ہے۔ اگر میں اسے کہہ دوں کہ اس کا کام ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ تھوڑی سی رقم خرچ کرے تو وہ لازماً تیار ہو جائے گی اور تمہارا کام ہو جائے گا۔ تمہارا ادھار اتر جائے گا اور تمہاری عزت محفوظ ہو جائے گی'' ...... رشید سلیمان نے کہا۔

''ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ احمق ہو گئے ہو۔ مہمان کی مدد کرنے کی بجائے اس سے رقم طلب کی جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے'' ...... ڈاکٹر کاشف نے کہا۔

''اسے اس ریسرچ پر لاکھوں ڈالر ملیں گے اور اس پر اخراجات کے لئے بھی علیحدہ ہزاروں ڈالر مل چکے ہیں اور ہماری کارروائی سے اس کا تھیسز مکمل ہو جائے گا۔ وہ تو انتہائی شکریہ کے ساتھ یہ معمولی رقم دے دے گی لیکن ایک بات ہے کہ اسے یہ نقل مہیا کر دی جائے تاکہ وہ یہ تو نہ سمجھے کہ اسے غیر ملکی سمجھ کر لوٹا جا رہا ہے'' ...... رشید سلیمان نے کہا۔

''اوہ۔ تمہاری بات ہے تو قرین قیاس۔ ٹھیک ہے۔ میں جا کر سرداور سے اجازت لیتا ہوں۔ پھر تم اسے اپنے کاپیئر پر نقل کر لینا اور میں اسے واپس رکھ دوں گا'' ...... ڈاکٹر کاشف نے آمادہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کنٹین سے اٹھ کر واپس اپنے کمرے میں آئے تو ڈاکٹر احمد علی وہاں موجود تھے۔

''آج تم دونوں نے بہت وقت کنٹین میں ضائع کر دیا ہے۔ اگر سرداور کال کر لیتے تو معاملہ بگڑ بھی سکتا تھا'' ...... ڈاکٹر احمد علی نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بس ایسے ہی ایک پرانا قصہ چھڑ گیا تھا'' ...... رشید سلیمان نے کہا اور پھر وہ دونوں اپنی اپنی میزوں پر جا کر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر کاشف نے الیکٹرونک ٹائپ مشین پر کاغذ چڑھایا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے کی بورڈ پر چلنے لگے۔ چند لمحوں بعد اس نے کاغذ اتارا۔ دراز سے ایک فائل نکال کر اس نے کاغذ کو فائل میں رکھا اور اٹھ کر وہ ایک سائیڈ پر موجود دیوار کے سامنے رکھی ہوئی الماری

کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کا اوپر والا حصہ کھولا اور فائل
اندر رکھ کر اس نے الماری بند کر کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر
دیا۔ ہلکی سی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی
تو ڈاکٹر کاشف واپس آ کر اپنی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھ
گیا۔ تھوڑی دیر بعد الماری میں سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو
ڈاکٹر کاشف اٹھا اور اس نے جا کر الماری کھولی اور اس میں موجود
وہی فائل اٹھا کر الماری بند کر دی اور پھر اپنی میز پر آ کر اس نے
فائل کھولی تو اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
اسی لمحے ڈاکٹر احمد علی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''کیا ہوا ہے''...... ڈاکٹر کاشف نے حیرت بھرے لہجے میں
پوچھا۔

''میں نے باقی وقت کی چھٹی سرداور سے لے لی ہے۔ میری
بیٹی اپنے شوہر کے ساتھ آ رہی ہے۔ میں نے انہیں ایئر پورٹ پر
رسیو کرنا ہے۔ گڈ بائی۔ کل ملاقات ہو گی''...... ڈاکٹر احمد علی نے کہا
تو ان دونوں نے گڈ بائی کہا اور ڈاکٹر احمد علی سر ہلاتے ہوئے
مڑے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔

''قسمت ہمارے ساتھ ہے رشید۔ سرداور نے بھی اجازت دے
دی ہے اور ڈاکٹر احمد علی جیسا آدمی جو ایک منٹ کی چھٹی کرنے کا
قائل نہیں ہے وہ بھی چھٹی پر چلا گیا ہے ورنہ نجانے اس کے
سامنے کتنے بہانے بنانے پڑتے''...... ڈاکٹر کاشف نے کہا۔

''تم دونوں فائلیں اٹھا لاؤ تاکہ ہم جلدی فارغ ہو جائیں''۔
رشید سلیمان نے بے چین سے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر کاشف نے
اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک فولادی دروازے کی طرف بڑھ گیا
جس پر سرخ رنگ کا بلب مستقل طور پر جل رہا تھا۔ یہ سپیشل سٹور کا
دروازہ تھا اور اس کا کوڈ روزانہ بدل دیا جاتا تھا اور یہ کوڈ سرداور
بدلتے تھے اس لئے اسے کھولنے کے لئے ان سے اجازت لینا پڑتی
تھی اور اس اجازت کے ساتھ ہی وہ اس روز کا کوڈ بھی درج کر
دیتے تھے اور یہی کوڈ دروازے پر موجود بٹنوں کو پریس کر کے اسے
کھولا جا سکتا تھا۔ اس بار بھی سرداور کو بھیجی گئی درخواست پر سرداور
کے دستخطوں کے نیچے کوڈ درج تھا اور کاشف اٹھ کر اس دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کوڈ پریس کیا تو اوپر جلتا ہوا سرخ رنگ
کا بلب بجھ گیا تو اس نے ایک بار پھر کوڈ پریس کیا اور پھر
دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور ڈاکٹر کاشف اندر داخل
ہو گیا۔ اندر کمپیوٹر سیٹنگ تھی۔ غلط آدمی اندر داخل ہی نہ ہو سکتا تھا
کیونکہ غلط آدمی کے اندر داخل ہونے پر فوراً الارم بج اٹھتا تھا اور
دروازہ خودبخود بند ہو جاتا تھا لیکن ڈاکٹر کاشف اس سٹور کا انچارج
تھا اور یہ سٹور ایک بڑے ہال پر مشتمل تھا جس میں بے شمار فولادی
الماریاں دیواروں کے ساتھ موجود تھیں۔ ڈاکٹر کاشف اس مطلوبہ
الماری کی طرف بڑھ گیا جس میں دونوں فائلیں موجود تھیں۔ اس
نے الماری پر موجود بٹنوں کو اس کے کوڈ کے مطابق دبایا تو الماری

کھل گئی۔ الماری کے چار خانے تھے اور ہر خانے میں ایک ایک فائل موجود تھی۔ ڈاکٹر کاشف نے نچلے خانے اور اس کے اوپر والے خانے کی فائلیں اٹھا کر انہیں دیکھا اور پھر سب سے نچلے خانے کی فائل کو اوپر والے خانے کی فائل کے ساتھ اس انداز میں رکھا کہ دونوں کے درمیان معمولی سا فرق بھی محسوس نہ ہوا اور پھر الماری بند کر کے اس نے دونوں فائلوں کو ایک بڑی مشین کے خانے میں رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن پریس کیا تو مشین میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر اوکے کے الفاظ ابھر آئے اور مشین آف ہو گئی۔ ڈاکٹر کاشف نے دونوں فائلیں اٹھائیں اور واپس مڑا اور باہر آ کر اس نے بڑا فولادی دروازہ بند کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس پر موجود سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

''لے آئے ہو فائلیں''...... رشید سلیمان نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ لو۔ یہ تمہاری فائل ہے سوراج گڑھ والی اور یہ ہے راج گڑھ والی فائل۔ تم نے سوراج گڑھ والی فائل کی کاپی کرنی ہے۔ ویسے یہ یہیں پڑی ہے۔ تم کاپی کرو میں واش روم سے ہو کر آتا ہوں''...... ڈاکٹر کاشف نے کہا تو رشید سلیمان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر پہلے اس نے راج گڑھ والی فائل کو کاپیئر مشین میں رکھ کر اس نے اس کے ہر صفحے کی کاپی بنانا شروع کر دی۔ اس

فائل میں صرف آٹھ صفحات تھے اس لئے جیسے ہی یہ آٹھ صفحات کی کاپی تیار ہوئی رشید سلیمان نے فائل اٹھا کر واپس اس جگہ پر رکھ دی جہاں ڈاکٹر کاشف نے رکھی تھی اور نقول کو اٹھا کر اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ کر اس نے سوراج گڑھ والی فائل اٹھا کر اس کی نقول تیار کرنا شروع کر دیں۔

''کیا ہوا۔ بن گئی نقول''...... اسی لمحے ڈاکٹر کاشف نے واش روم سے واپس آتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ دیکھو۔ چھ تو صفحے ہیں سارے''...... رشید سلیمان نے کہا اور ڈاکٹر کاشف نے ایک نظر دوسری فائل کو دیکھا جو اسی جگہ پڑی تھی اور پھر اس نے دونوں فائلیں اٹھا لیں۔

''میں انہیں واپس رکھ آؤں''...... ڈاکٹر کاشف نے کہا اور رشید سلیمان کے سر ہلانے پر وہ اس فولادی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جارج نے کار کوٹھی کے پھاٹک پر روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن تین بار مخصوص انداز میں پریس کیا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور ریٹا باہر آ گئی۔ وہ اسی میک اپ میں تھی جس میک اپ میں وہ جارج کی دوسری رہائش گاہ سے یہاں شفٹ ہوئی تھی۔

''میں پھاٹک کھولتی ہوں۔ تم کار اندر لے آؤ''...... ریٹا نے جارج کو دیکھ کر کہا اور واپس مڑ گئی۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور جارج جو دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا، کار اندر لے گیا۔ کار اس نے پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر رہا تھا کہ ریٹا پھاٹک بند کر کے واپس اس کی طرف آتی دکھائی دی۔

''کسی ملازم کو یہاں رکھ لینا تھا۔ اکیلی تو تنگ ہوتی ہو گی''۔ جارج نے ریٹا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کام ایسا ہے کہ اس میں تیسرے آدمی کی مداخلت خطرناک ہوسکتی ہے چاہے وہ تیسرا کوئی ملازم ہی کیوں نہ ہو۔ آؤ''...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کوٹھی کے سٹنگ روم میں داخل ہو گئے۔

''تم بیٹھو۔ میں تمہارے لئے شراب لاتی ہوں''...... ریٹا نے جارج سے کہا اور ایک دروازے سے باہر چلی گئی۔ جارج نے بے اختیار طویل سانس لیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ جارج بھی میک اپ میں تھا۔ یہ میک اپ ان دونوں نے کراؤن کی دی ہوئی کوٹھی کو بغیر کوئی اطلاع کے چھوڑنے سے پہلے کیا تھا اور دوسری کوٹھی ریڈ سٹار کلب کے جیگر نے اسی کالونی میں انہیں دے دی تھی اور پھر چونکہ جیگر نے سائنس دان رشید سلیمان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ دو روز تک اسے ریٹا کے ساتھ ایک علیحدہ کوٹھی میں رہنے کا چانس دے گا اس لئے جب رشید سلیمان نے جیگر کو اطلاع دی کہ وہ فائل حاصل کر چکا ہے تو جیگر نے ریٹا کو اس کالونی کی اس کوٹھی میں پہنچا دیا۔ رشید سلیمان کو بھی یہاں لایا گیا اور پھر رشید سلیمان کی خواہش پر ہی یہاں ملازم تک نہ رکھا گیا تھا تاکہ کسی پر اس کی یہاں موجودگی کا راز نہ کھل سکے لیکن چونکہ جو فائل رشید سلیمان لے کر آیا تھا وہ صرف کسی لیبارٹری کا اندرونی نقشہ تھا اس لئے وہ فائل ان کے لئے بے کار تھی اور ریٹا نے اپنے مخصوص حربوں کو بروئے کار لاتے ہوئے رشید سلیمان کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ وہ جا کر اس

فائل کی کاپی لے آئے گا جس میں بیرونی راستوں اور نقشوں کے بارے میں تفصیل موجود ہو گی اور رشید سلیمان نے کہا تھا کہ وہ فوری طور پر یہ فائل حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور فائل حاصل کر کے فوراً یہاں آ جائے گا اس لئے ریٹا اس کے جانے کے بعد اکیلی یہاں رہ گئی تھی۔ چونکہ کوٹھی میں ہر طرح کی سہولت موجود تھی اس لئے اسے یہاں اکیلے رہنا کوئی مسئلہ نہ تھا اور پھر ریٹا نے جارج کو فون کر کے اطلاع دی کہ رشید سلیمان کا فون آیا ہے کہ وہ اپنے ایک دوست سائنس دان ڈاکٹر کاشف کے ساتھ آ رہا ہے اس لئے جارج بھی آ جائے۔ چنانچہ اسی وقت وہ یہاں موجود تھا۔ چند لمحوں بعد ریٹا شراب کی بوتل اور دو گلاس ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوئی۔ اس نے بوتل اور گلاس میز پر رکھے اور پھر ٹرے کو تپائی پر رکھ کر اس نے بوتل کھولی اور دونوں گلاسوں میں شراب ڈالنے لگی۔

''لو''...... ریٹا نے ایک گلاس جارج کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے کیوں کال کیا ہے۔ کیا تمہیں کوئی خطرہ محسوس ہو رہا ہے''...... جارج نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''خطرے سے تو میں اکیلی ہی نمٹ سکتی ہوں۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ ان کے بارے میں اکیلی میں فیصلہ نہیں کرنا چاہتی تھی''...... ریٹا نے بھی شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''کس قسم کا فیصلہ''...... جارج نے چونک کر پوچھا۔

''رشید سلیمان نے نئی بات کی ہے۔ اس نے فون پر بتایا ہے کہ جس سپیشل سٹور میں فائلیں موجود ہیں اس کا انچارج ڈاکٹر کاشف ہے اور ڈاکٹر کاشف کی مرضی کے بغیر وہاں سے فائل حاصل نہیں کی جا سکتی اور راج گڑھ لیبارٹری کی اصل فائل سپیشل سٹور میں ہی ہے لیکن ڈاکٹر کاشف سے اگر وہ براہ راست اس فائل کی بات کرتا تو وہ کبھی اس فائل کو نقل کرنے کی اجازت نہ دیتا۔ چنانچہ اسے چکر دیا گیا کہ نقل ایک اور ناکارہ فائل کی کرنی ہے لیکن چونکہ راج گڑھ فائل کے بغیر وہ ناکارہ فائل بھی باہر نہیں لائی جا سکتی اس لئے دونوں فائلیں باہر لائی جائیں اور پھر ناکارہ فائل جسے سوراج مندر کی فائل کہا جاتا ہے اور نقل بھی اسی سوراج مندر والی فائل کی کی جائے گی اور وہ اس چکر میں آ گیا اور اس طرح دونوں فائلیں باہر آ گئیں اور رشید سلیمان نے خفیہ طور پر راج گڑھ لیبارٹری کی فائل کی بھی نقول کر لیں اور بظاہر سوراج گڑھ مندر والی فائل کی نقل بھی کر لی اور پھر ڈاکٹر کاشف نے دونوں فائلیں واپس سپیشل سٹور میں رکھ دیں۔ اس سارے کام کے لئے ڈاکٹر کاشف کو آمادہ کرنے کے لئے اس نے بیس ہزار ڈالر اس کو دینے کا وعدہ کیا تھا اور یہ دونوں شام کو یہاں پہنچ رہے ہیں اس لئے میں نے تمہیں فون کیا تھا کہ تم یہاں آ جاؤ تاکہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ فائل لے کر ان دونوں کا خاتمہ کرنا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر

آئندہ کے لئے ان کے ساتھ کیا رویہ رکھا جائے“...... ریٹا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس رشید سلیمان نے اس دوسرے سائنس دان کو ہمارے بارے میں کیا بتایا ہے“...... جارج نے پوچھا۔

”ہاں۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے ڈاکٹر کاشف کو یقین دلایا ہے کہ ہم ریسرچ اسکالر ہیں اور ہمارا تعلق ایکریمیا کی نیشنل یونیورسٹی سے ہے اور اسی لئے وہ ساتھ دینے پر آمادہ ہوا ہے“۔ ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو تم کیا چاہتی ہو کہ ان دونوں کو ختم کر دیا جائے“...... جارج نے کہا۔

”یہی تو میں تمہارے ساتھ ڈسکس کرنا چاہتی ہوں۔ جہاں تک میں اس رشید سلیمان کو سمجھتی ہوں یہ آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ یہ دوسرا آدمی نجانے کس ٹائپ کا ہے اور اگر انہیں ہلاک کر دیا جائے تو لامحالہ دو سائنس دانوں کی ہلاکت پر حکومت چونک پڑے گی اور پھر خفیہ ایجنسیاں ان کی ہلاکت کی چھان بین شروع کر دیں گی۔ اس طرح جیگر بھی سامنے آ جائے گا اور ہم بھی“...... ریٹا نے جواب دیا۔

”اس کا تو یہی حل ہے کہ ہم انہیں بے ہوش کر کے خود میک اپ تبدیل کر کے یہاں سے نکل جائیں“...... جارج نے کہا۔

”لیکن جیگر کو تو معلوم ہو گا کہ ہم کہاں ہیں اور اس رشید

سلیمان کا رابطہ بہرحال جیگر سے ہے“...... ریٹا نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات میں وزن ہے۔ یہ سائنس دان واقعی ہمارے لئے مسئلہ بن جائیں گے۔ پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ جس طرح ہم نے کراؤن کو چھوڑا ہے اسی طرح جیگر کو بھی چھوڑ دیں“۔ جارج نے کہا۔

”کیا کوئی تیسری پارٹی ہے تمہارے پاس“...... ریٹا نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ چیف نے ایک اور پارٹی کا بھی ریفرنس دیا تھا جسے انتہائی ضرورت میں استعمال میں لایا جا سکتا ہے اور وہ ریفرنس ہے کارس کا۔ البتہ کارس کے بارے میں چیف نے کہا تھا کہ وہ یہاں ان دونوں سے زیادہ منظم اور طاقتور ہے اور ہم جیگر کو چھوڑ کر اس سے رابطہ کر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے شرط یہی ہے کہ اس لیبارٹری کے بارے میں درست فائل مل جائے“...... جارج نے کہا۔

”رشید سلیمان لازماً فائل لے آئے گا۔ میں نے اسے دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ وہ مجھے اس وقت حاصل کر سکتا ہے جب تک میرے تھیسز میں مکمل طور پر میری مدد کرے اور مجھے راج گڑھ لیبارٹری کا بیرونی نقشہ اور خفیہ راستوں کے بارے میں تفصیلات مہیا کرے اور میں ایسے لوگوں کی کمزوریوں کو بہت اچھی طرح جانتی ہوں کہ اب وہ مجھے حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بھی لڑا دینے

سے گریز نہیں کرے گا''...... ریٹا نے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی درمیانی میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ریٹا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ ریٹا بول رہی ہوں''...... ریٹا نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے سو فیصد یقین تھا کہ کال رشید سلیمان کی طرف سے کی گئی ہو گی۔

''رشید سلیمان بول رہا ہوں ریٹا''...... دوسری طرف سے رشید سلیمان کی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسے تھا جیسے وہ وہیں بیٹھے بیٹھے ریٹا پر فدا ہو رہا ہو۔

''ڈیئر۔ میں تو لمحہ لمحہ تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ کب آ رہے ہو تم''...... ریٹا نے پہلے سے بھی زیادہ لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارے کام کی وجہ سے رکا ہوا تھا۔ اب وہ ہو گیا ہے''۔ رشید سلیمان نے کہا۔

''لیکن وہ تم نے دو تین گھنٹے پہلے فون کر کے کہا تھا کہ کام ہو گیا ہے''...... ریٹا نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس وقت کام سپیشل سٹور سے باہر آیا تھا۔ اب اسے جنرل چیکنگ سے جو کمپیوٹر سے ہوتی ہے اس سے بچا کر نکال لیا گیا ہے اور ہم دفتر کے وقت سے پہلے باہر نہیں جا سکتے تھے اس لئے انتظار

کرنا پڑا۔ اب ہر قسم کی کلیرنس ہو گئی ہے تو اب فون کیا ہے میں نے''...... رشید سلیمان نے کہا۔

''اوکے۔ پھر آ جاؤ۔ پھر کیوں دیر لگا رہے ہو''...... ریٹا نے بھی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''وہ جس ڈاکٹر کاشف کی مدد سے کام ہوا ہے وہ بھی میرے ساتھ آ رہا ہے۔ اس کی رقم کے لئے میں نے کہا تھا۔ وہ کام ہو گیا ہے''...... رشید سلیمان نے قدرے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

''تم کہو اور کام نہ ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ڈیئر۔ لیکن وہ کہیں یہاں چپک نہ جائے''...... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں۔ وہ اپنی رقم لے کر واپس چلا جائے گا۔ پھر ہم تم ہوں گے اور رقص میں سارا جہاں ہو گا''...... رشید سلیمان نے ٹھیٹھ عاشقانہ لہجے میں کہا تو ریٹا بے اختیار ہنس پڑی۔

''اوکے۔ آ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار گیٹ پر کروں گی''...... ریٹا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب بولو۔ کیا کرنا ہے۔ اب معاملہ سر پر آ گیا ہے''...... ریٹا نے جارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

''گھبرانے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہم دونوں کا مشترکہ تھیسز ہے۔ ہم فائل دیکھیں گے۔ اگر فائل درست ہوئی تو میں چیک لکھ کر دوسرے سائنس دان کو دے دوں گا۔ مجھے چیک لکھتا دیکھ کر تم اٹھ کر کمرے سے باہر جانا

اور بے ہوش کرنے والی گیس کا پسٹل لے کر آ جانا۔ میں سانس روک لوں گا تم گیس فائر کر دینا۔ یہ دونوں بے ہوش ہو جائیں گے۔ ہم رقم بھی اڑا لیں گے اور پھر کارس سے بات کر کے ہم نئے میک اپ میں یہاں سے نکل جائیں گے''...... جارج نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ریٹا نے بھی اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک رسالہ کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی ایک پیالی تھی جس میں سے بھاپ نکل رہی تھی۔

''یہ لیجئے صاحب''...... سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس طرح چائے کی پیالی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار ایسی کوئی چیز دیکھی ہو۔

''یہ۔ یہ۔ کیا یہ واقعی چائے ہی ہے۔ یا''...... عمران نے رک رک کر کہا۔

''چائے ہے صاحب۔ میں نے سوچا کہ آپ کو مطالعہ کے دوران چائے کی ضرورت پیش آتی ہے''...... سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ مگر کیا سورج آج مغرب سے طلوع ہوا تھا۔ کیوں''۔ عمران نے رسالہ میز پر رکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں صاحب۔ سورج تو مشرق سے ہی طلوع ہوا تھا لیکن''۔ سلیمان کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

''لیکن کیا''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''لیکن طلوع ہونے کے بعد گہرے بادلوں کے چکر میں پھنس گیا''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ باہر تو دھوپ نکلی ہوئی ہے اور تم گہرے بادلوں کی بات کر رہے ہو۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اپنی نہیں اپنے ہمسائے رانا ریاست علی کی بات کر رہا ہوں۔ وہ بہت پڑھا لکھا ہے اور محکمہ بلڈنگز میں بڑا افسر ہے۔ پھر اس پر سورج طلوع ہو گیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر لیا کہ وہ آئندہ رشوت نہیں لے گا لیکن گہرے بادل تو ایسے سورج کی تاک میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس کے خلاف سکینڈل بنا دیا گیا اور اسے نوکری سے معطل کر کے اس سے رہائش گاہ بھی چھین لی گئی اور وہ یہاں ہماری ہمسائیگی میں آ گیا۔ انٹیلی جنس بیورو اس کے خلاف تحقیقات میں مصروف ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہوا ہے''۔ سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ہے''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ان سے انسپکٹر نے رشوت طلب کی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ کہ ان پر رشوت کا الزام ثابت کر دیا گیا۔ ایسے گواہان سامنے لائے گئے جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہے اور آپ کے سوپر فیاض صاحب نے انسپکٹر کی رپورٹ اوکے کر دی اور اب یہ فائل بڑے صاحب کے پاس ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''تو پھر کیا ہوا۔ ایسی انکوائریاں تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ سارے پاکیشیا میں یہی کام ہو رہا ہے۔ انکوائری، سکینڈل، معطلی، برخواستگی لیکن کرپشن ویسے کی ویسے ہی ہے بلکہ روز بروز بڑھتی جا رہی ہے''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس کی وجہ یہی ہے کہ معطلی، برخواستگی، انکوائری، سکینڈل صرف ان لوگوں کے بنتے ہیں جو رشوت خور نہیں ہوتے لیکن جو لوگ انکوائری کرتے ہیں وہ خود رشوت خور ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں سورج تو مشرق سے ہی طلوع ہوتا ہے لیکن بادلوں میں پھنس کر رہ جاتا ہے''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہیں رانا ریاست علی سے اس لئے ہمدردی ہو رہی ہے کہ وہ ہمارا ہمسایہ ہے۔ کیوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ چائے پیجئے اور جیسے ہی یہ ختم ہو گی میں دوسری لا دوں گا''...... سلیمان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''ارے۔ ارے۔ رکو۔ رکو۔ کیا مطلب۔ یہ یکلخت تم کسی محبوب کی طرح روٹھ کر کیوں چل دیئے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کتابیں پڑھتے ہیں اور کتابیں بے جان ہوتی ہیں۔ آپ انسانوں کو پڑھا کریں جو جاندار ہوتے ہیں۔ مطالعہ اچھی چیز ہے لیکن جس مطالعہ سے انسان کے احساسات ہی مر جائیں ایسے مطالعہ سے نہ پڑھنا ہی اچھا ہے۔ ایک آدمی کی پوری زندگی، اس کا پورا کیریئر، اس کے بچوں کا مستقبل سب کچھ داؤ پر لگ گیا۔ کس لئے، اس لئے کہ اس نے رشوت نہ کھانے کا عہد کیا تھا اور آپ کو پرواہ ہی نہیں۔ آپ بس کتابیں ہی پڑھتے جا رہے ہیں۔ پڑھتے رہیں''...... سلیمان نے کہا اور ایک بار پھر واپس مڑ گیا۔

''ارے۔ ارے۔ ایک تو تم ہر وقت پرائے گھوڑے پر سوار رہتے ہو۔ ایک منٹ رک جاؤ۔ یہ بتاؤ کہ تمہیں کیسے یقین ہے کہ رانا ریاست علی نے جو کچھ تمہیں بتایا ہے وہ درست ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس لئے کہ رانا صاحب کے گھر کا حال دیکھ لیں۔ اس کے بچے کالج پڑھتے ہیں لیکن اب وہ گھر بیٹھے ہیں کیونکہ فیسیں دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ اس کی ایک بیٹی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اور وہ بھی اب گھر بیٹھی ہے آدھی پڑھائی چھوڑ کر کیونکہ اس کی فیس کے پیسے نہیں۔ معطّلی کے دنوں میں جو آدھی تنخواہ ملتی ہے اس سے روٹی بھی پوری نہیں ہوتی اور جب انہیں برخاست کر دیا جائے گا تو

پھر یہ آدھی تنخواہ بھی ختم ہو جائے گی۔ پھر بے روزگاری ہو گی۔ رانا ریاست علی ہو گا اور اس کا رشوت نہ کھانے کا عہد ہو گا اور جس انسپکٹر وسیم نے یہ انکوائری کی ہے میں اس کا گھر بھی دیکھ آیا ہوں اور اس کا ٹھاٹھ باٹھ بھی۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ کسی جاگیر دار کا بیٹا ہو حالانکہ اس کا والد پولیس میں کانسٹیبل تھا۔ کبھی بس میں سفر کرنا بھی نصیب نہ تھا لیکن اب اس کے ہر بیٹے کے پاس کار ہے''۔ سلیمان نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے یقین آ گیا ہے۔ رانا صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں انہیں بلاتا ہوں''...... سلیمان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ ایک اہم بات آپ سے ڈسکس کرنی ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں فلیٹ پر آ جاؤں''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کس سلسلے میں''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

''سرداور کی لیبارٹری میں دو سائنس دان کام کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ آ جاؤ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ سرداور اور سائنس دانوں کا سن کر اس کی پیشانی پر لکیریں سی ابھر آئی تھیں۔ چند لمحوں بعد اسے بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

''آ جائیں رانا صاحب۔ آ جائیں''...... سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ سلیمان رانا ریاست علی کو لے آیا ہے۔ سلیمان نے اسے ڈرائینگ روم میں بٹھا دیا اور پھر خود وہ سٹنگ روم میں آ گیا۔

''رانا ریاست علی صاحب آ گئے ہیں''...... سلیمان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ ڈرائینگ روم میں داخل ہوا تو سامنے ہی صوفے پر ایک قدرے پختہ عمر کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا اور آنکھیں ویران سی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کے جسم پر مناسب لباس تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ اب اپنا اس انداز میں تعارف کرانا اس کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔

''میرا نام رانا ریاست علی ہے اور مجھے تھوڑے دنوں سے آپ کی ہمسائیگی کا شرف حاصل ہوا ہے''...... رانا ریاست علی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے باوقار لہجے میں کہا۔

''بیٹھیں''...... رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد عمران نے کہا اور

رانا ریاست علی صوفے پر بیٹھ گئے اور پھر عمران نے ان سے اس انکوائری اور الزامات کے بارے میں بات چیت شروع کر دی۔

ابھی بات چیت ہو رہی تھی کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے سلیمان چائے کی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔

''سلیمان۔ ٹائیگر آ گیا ہے''...... عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے ٹرے درمیانی میز پر رکھتے ہوئے کہا اور خود کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے چائے کے دو کپ بنا کر ایک رانا ریاست علی کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ لیا۔ اسی لمحے ٹائیگر اندر داخل ہوا اور رانا ریاست علی اٹھ کھڑا ہوا۔

''یہ رانا ریاست علی ہیں۔ ہمارے ہمسائے اور یہ میرا شاگرد ہے ٹائیگر''...... عمران نے بیٹھے بیٹھے دونوں کا باہمی تعارف کرایا اور ایک دوسرے سے رسمی فقرے بولنے کے بعد وہ دونوں ہی صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''ایک منٹ۔ میں رانا صاحب سے بات کر رہا ہوں۔ پھر تمہاری بھی سنتا ہوں''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ اگر میں نے مداخلت کی ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔ پھر آ جاؤں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ بیٹھو''...... عمران نے کہا اور پھر رانا ریاست علی سے بات چیت شروع کر دی۔

"او کے۔ رانا صاحب۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کا کوئی بال بیکا بھی نہیں کر سکے گا۔ انشاء اللہ"...... عمران نے تفصیل سننے کے بعد اٹھتے ہوئے کہا تو رانا ریاست علی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ستے ہوئے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ آپ کی مہربانی ہو گی جناب"...... رانا ریاست علی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن ایک شرط ہے"...... عمران نے کہا تو رانا ریاست علی بے اختیار چونک پڑا۔

"شرط"...... رانا ریاست علی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ شرط یہ کہ آئندہ بھی آپ کبھی رشوت نہیں لیں گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ تو اسے شرط کا نام دے رہے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ میں کیسے توڑ سکتا ہوں"...... رانا ریاست علی نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ انشاء اللہ پھر ملاقات ہو گی"...... عمران نے کہا اور پھر وہ رانا ریاست علی کو چھوڑنے دروازے تک گیا۔ رانا ریاست علی عمران کو منع کرتا رہا لیکن عمران نے اس کی ایک نہ سنی اور پھر اسے دروازے پر چھوڑ کر وہ واپس سٹنگ روم میں آ گیا۔ چونکہ ٹائیگر بھی عمران کے پیچھے ہی باہر آ گیا تھا اس لئے وہ بھی سٹنگ روم میں آ

گیا۔

"باس۔ یہ انٹیلی جنس بیورو کے انسپکٹر وسیم کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسے تو میں بھی جانتا ہوں۔ بے حد شاطر آدمی ہے۔ جوا بھی کھیلتا ہے اور ہر وہ کام کرتا ہے جو ایک رشوت خور کر سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ یہ چار دنوں کی چاندنی ہوتی ہے۔ ان لوگوں کا انجام بہرحال اندھیری رات ہی ہوتا ہے۔ تم سناؤ کہ تم کن سائنس دانوں کی بات کر رہے تھے اور کیا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ میں گلستان کالونی ایک دوست سے ملنے گیا تو وہاں میں نے ایک کوٹھی کے سامنے پولیس کی جیپیں کھڑی دیکھیں۔ میں نے ایسے ہی تجسس کی وجہ سے پوچھ لیا تو معلوم ہوا کہ ساتھ والی کوٹھی کے چوکیدار نے پولیس کو اطلاع دی ہے کہ کوٹھی میں دو آدمی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ پولیس نے آ کر انہیں چیک کیا تو پتہ چلا کہ ان دونوں کو گیس فائر کر کے بے ہوش کیا گیا تھا۔ بہرحال انہیں ہوش میں لایا گیا تو پتہ چلا کہ وہ دونوں ہی سائنس دان ہیں اور دونوں کا تعلق اس لیبارٹری سے ہے جس کے انچارج سرداور ہیں۔ انہوں نے پولیس کو بتایا کہ وہ ایک دوست سے ملنے یہاں آئے تھے لیکن ان کا دوست کہیں گیا ہوا تھا۔ پھر اچانک انہیں نامانوس سی بو محسوس ہوئی اور وہ بے ہوش ہو گئے۔ جب وہ ہوش

میں آئے تو پولیس وہاں موجود تھی۔ دوست کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ ان کے دوست کا نام عالم شیر ہے اور وہ امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتا ہے۔ اس نے ملاقات کے لئے اس کوٹھی کا ایڈریس بتایا تھا۔ ان کی یہاں پہلی ملاقات تھی کیونکہ اس سے پہلے ان کی ملاقات ایک ہوٹل کی لابی میں ہوئی تھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن اس میں تمہارے لئے پریشانی کی کیا بات ہے۔ کوئی چکر ہو گا ان دوستوں میں۔ وہ سائنس دان ہیں تو کیا ہوا۔ انسان بھی تو ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے۔ لیکن جب میں نے پولیس کے جانے کے بعد اس چوکیدار سے بات کی۔ میرا مقصد اس دوست کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھا جس نے انہیں باقاعدہ گیس سے بے ہوش کر دیا تو اس چوکیدار نے بتایا کہ کوٹھی میں گزشتہ دو روز سے ایک غیر ملکی عورت اکیلی رہ رہی تھی، ایکریمین عورت اور آج صبح ایک غیر ملکی آدمی بھی کوٹھی میں موجود تھا اور اس نے کار میں ان دونوں کو جاتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔ پھر جب اس نے چھوٹا پھاٹک کھلا ہوا دیکھا تو وہ اندر گیا۔ اس نے گیس کی ناگوار بو محسوس کی اور پھر کمرے میں اسے دونوں آدمی بے ہوش پڑے ہوئے ملے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

''غیر ملکی۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملہ توقع سے زیادہ گہرا

ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ اسی لئے میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ اس معاملے میں ہمیں پوری چھان بین کرنی چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ سائنس دان اور غیر ملکی۔ یہ دونوں عناصر الارمنگ ہیں۔ کیا نام تھے ان سائنس دانوں کے''۔ عمران نے پوچھا۔

''ایک کا نام رشید سلیمان اور دوسرے کا نام کاشف بتایا گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سرداور سے بات کر لوں گا۔ لیکن تم نے ان غیر ملکیوں کو ٹریس کرنا ہے۔ اس چوکیدار سے مزید معلومات حاصل کرو اور انہیں ڈھونڈ نکالو''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''مجھے اجازت باس''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے سر ہلانے پر اس نے اسے سلام کیا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ جب بیرونی دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بیورو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ چھوٹے صاحب آپ۔ میں بات کراتا ہوں آپ کی''۔ دوسری طرف سے پی اے نے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''یس''...... چند لمحوں بعد سر عبدالرحمٰن کی مخصوص اور باوقار آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی''...... عمران نے ایک بار پھر اپنا تعارف کرانا شروع کر دیا۔

''مجھے پی اے نے بتا دیا ہے۔ کیوں فون کیا ہے۔ جلدی بولو''۔ سر عبدالرحمٰن نے درمیان سے بات کاٹتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''ایک انتہائی اہم معاملے میں آپ سے ملاقات کرنی ہے۔ ایک بے گناہ آدمی کو آپ نے سولی پر چڑھا رکھا ہے۔ اسے سولی سے نیچے اتروانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا بکواس کر رہے ہو۔ سولی۔ بے گناہ۔ یہ سب کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا ذہن اب تمہارے قابو میں نہیں رہا''...... سر عبدالرحمٰن نے شدید غصیلے لہجے میں کہا۔

''ڈیڈی۔ آپ اب آنکھیں بند کر کے اپنے ماتحتوں کی رپورٹوں کو تسلیم کر لیتے ہیں حالانکہ ان میں اکثر غلط اور جھوٹی ہوتی ہیں اور جو لوگ ان رپورٹوں کی زد میں آتے ہیں ان کا ایک ایک لمحہ اس طرح گزرتا ہے جس طرح انہیں سولی پر چڑھا دیا گیا ہو''۔

عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

''تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو''...... سر عبدالرحمٰن کے لہجے میں حیرت تھی کیونکہ عمران ایسے لہجے میں اس وقت بات کرتا تھا جب کوئی اہم معاملہ ہو۔

''میں آپ کے آفس آ رہا ہوں۔ آپ اپنے سپرنٹنڈنٹ فیاض اور انسپکٹر وسیم کو بھی الرٹ کر دیں تاکہ وہ آپ کی کال پر فوراً آپ کے آفس میں حاضر ہو سکیں''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سر عبدالرحمٰن مزید کچھ کہتے عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو اس کے جسم پر نیوی بلیو کلر کا سوٹ تھا اور اس نے سرخ رنگ کی ٹائی لگائی ہوئی تھی۔

''صاحب۔ بڑے صاحب آپ کی بات نہیں مانیں گے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ حق بات ان سے منوا لیں گے''...... سلیمان نے عمران کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ میں ان کا بیٹا ہوں۔ مجھے صرف یقین چاہئے تھا کہ رانا ریاست علی غلط بیانی نہیں کر رہا اور یہ یقین مجھے حاصل ہو چکا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اترا اور سیدھا ڈائریکٹر جنرل کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ باہر موجود چپڑاسی نے اسے دیکھ کر بے حد مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''کیسے ہو چاچا احمد علی۔ اب کچھ زیادہ بوڑھے ہوتے جا رہے ہو۔ کیا ہوا ہے۔ ماسی رحمتے کھانے کو کچھ نہیں دیتیں آپ کو''۔ عمران نے بوڑھے چپڑاسی کے پاس رک کر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ یہ چپڑاسی اب ریٹائر ہونے کے قریب تھا اور طویل عرصے سے سر عبدالرحمٰن کے ساتھ کام کر رہا تھا اس لئے عمران اسے اور اس کے پورے خاندان سے اچھی طرح واقف تھا۔

''بوڑھا تو خیر میں ہو گیا ہوں اور اگلے ماہ مجھے ریٹائر کر دیا جائے گا۔ جہاں تک تمہاری ماسی رحمتے کا تعلق ہے وہ تو اپنے منہ کا نوالہ بھی میرے منہ میں ڈالنے کی سرتوڑ کوشش کرتی ہے۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ کہاں تک کھایا جائے''...... چاچا احمد علی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ڈیڈی کا موڈ کیسا ہے''...... عمران نے قدرے پراسرار سے لہجے میں پوچھا۔

''آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور مسلسل ٹہل رہے ہیں''...... چاچا رحمت علی نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو اب تک وہ تھک گئے ہوں گے''...... عمران نے کہا اور پردہ ہٹا کر وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قبلہ و کعبہ آں جہانی۔ اوہ سوری۔ ویری سوری۔ ایں جہانی۔ آپ کے مزاج مبارک بلکہ مبارک باد کیسے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''وعلیکم السلام۔ بیٹھو۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ بیٹھو''۔ سر عبدالرحمٰن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مجھے چاچا رحمت علی نے بتایا ہے کہ آپ باغ میں جا کر واک کرنے کی بجائے یہاں بند کمرے میں واک کرنے کا شوق پورا کر لیتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم یہ بتاؤ کہ تم نے کس معاملے میں سولی والی بات کی ہے۔ جلدی بتاؤ۔ مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میں خود سولی پر چڑھ گیا ہوں''...... سر عبدالرحمٰن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ڈیڈی۔ محکمہ بلڈنگ میں ایک ایکسیئن ہیں رانا ریاست علی۔ اس پر کرپشن کا الزام لگایا گیا تو اس کی انکوائری آپ کے محکمے کو بھجوائی گئی۔ شاید آپ کی نیک نامی کو دیکھتے ہوئے۔ آپ کے انسپکٹر وسیم نے انکوائری کی اور پھر انکوائری رپورٹ سوپر فیاض کے سامنے پیش کی گئی اور اس نے اوکے کر کے دستخط کر دیئے۔ شاید اس نے اسے پڑھا بھی نہیں ہو گا اور اب یہ فائل آپ کے پاس ہے اور رانا ریاست علی اپنے بچوں سمیت سولی پر چڑھا ہوا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''تم کیسے جانتے ہو اسے''...... سر عبدالرحمٰن نے غور سے عمران

کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ اب ہمارا ہمسایہ بن چکا ہے اور آپ آغا سلیمان پاشا کو تو اچھی طرح جانتے ہیں۔ لوگ گم شدہ چیزیں ٹریس کرتے ہیں۔ وہ ظالموں سے مظلوموں کو ٹریس کرتا ہے۔ اس نے اسے ٹریس کیا اور پھر میں نے رانا ریاست علی صاحب سے ملاقات کر کے تفصیلی معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد میں نے انسپکٹر وسیم کے بارے میں رپورٹس حاصل کیں تو وہ مثبت بہرحال نہیں آئیں۔ آپ وہ فائل منگوا لیں پھر بات ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن تمہیں کس نے اجازت دی ہے کہ تم سرکاری معاملات میں مداخلت کرو۔ تمہیں معلوم ہے کہ کارِ سرکار میں مداخلت جرم ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اور کیا کارِ سرکار اب یہی رہ گیا ہے ڈیڈی کہ بے گناہ لوگوں کو سولی پر چڑھائے رکھو اور جو رشوت نہ لے اسے رشوت کے الزام میں ہی پکڑ لو''...... عمران نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے سمجھانے کی کوشش مت کرو۔ جاؤ تم۔ جب وقت آئے گا تو اس فائل کو بھی دیکھ لیا جائے گا۔ گٹ آؤٹ''...... سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''او کے ڈیڈی۔ اب مجھے اماں بی کی عدالت میں یہ معاملہ پیش کرنا ہو گا''...... عمران نے اٹھتے ہوئے باقاعدہ دھمکی دیتے ہوئے

کہا۔

''یہ سرکاری معاملہ ہے۔ جاؤ تم''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا تو عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے سلام کیا اور واپس مڑ کر آفس سے باہر آ گیا۔

''چاچا۔ ماسی رحمتے کو میرا سلام ضرور دینا اور انہیں کہنا کہ تمہارا بھانجا کہہ رہا تھا کہ ابھی چاچا احمد علی بوڑھا نہیں ہوا۔ پھر ماسی رحمتے نے خضاب لگانا کیوں چھوڑ دیا ہے''...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو چاچا احمد علی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اب بھی آپ ویسے ہی ہیں جیسے بچپن میں تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حفظ و امان میں رکھے چھوٹے صاحب''...... بوڑھے احمد علی نے کہا تو عمران سلام کر کے واپس پارکنگ میں آ گیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار سرداور کی لیبارٹری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

اسے رانا ریاست علی کے معاملے کی اب کوئی فکر نہ رہی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سر عبدالرحمٰن اب فوراً ہی یہ فائل منگوائیں گے اور پھر اس کی اس طرح چھان پھٹک ہو گی کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور یہی وہ چاہتا تھا اس لئے اب اسے اس معاملے کی فکر نہ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ سر عبدالرحمٰن کے ذہن میں اگر شک کا بیج بو دیا جائے تو پھر وہ خودبخود تناور درخت بن جاتا ہے۔ کار چلاتے ہوئے اسے اچانک خیال آیا کہ سرداور سے بات تو کرے۔ ہو سکتا ہے سرداور وہاں ہیں بھی سہی یا نہیں۔ چنانچہ ایک

پبلک فون بوتھ کے قریب اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کوٹ کی چھوٹی جیب میں موجود فون کارڈ نکال کر ان میں سے ایک کارڈ منتخب کیا اور پھر فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے رسیور اٹھایا اور مخصوص خانے میں کارڈ ڈال کر جب اسے دبایا تو فون پیس کے کونے میں سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور عمران نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی کیونکہ یہ ان کا براہ راست نمبر تھا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں سلام کرتے ہوئے تعارف کرایا۔

''بولو''...... سرداور نے بھی سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''منہ دیکھ کر یا بغیر منہ دیکھے''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا بکواس ہے''...... سرداور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اس میں غصہ کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ بالمشافہ گفتگو ہو گی یا بول دوں''...... عمران نے کہا۔

''یہ تم پہیلیاں کیوں بجھوانا شروع کر دیتے ہو۔ کھل کر بات کیا کرو۔ انسان نجانے کن سوچوں میں ہوتا ہے کہ اوپر سے تمہاری پہیلیاں شروع ہو جاتی ہیں''...... سرداور نے اس بار خاصے جھلائے

ہوئے لہجے میں کہا۔

''ڈسٹربنس کی معافی چاہتا ہوں جناب سرداور صاحب۔ میں آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہو رہا تھا کہ اچانک مجھے خیال آیا کہ پہلے معلوم کر لوں کہ آپ تشریف رکھتے ہیں یا نہیں۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو میں حاضر ہو جاؤں''...... عمران نے اس بار بڑے باتکلف لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس وقت تم کہاں موجود ہو''...... دوسری طرف سے سرداور نے سنجیدگی سے پوچھا تو عمران نے اس جگہ کے بارے میں بتا دیا جہاں کے پبلک فون بوتھ سے وہ کال کر رہا تھا۔

''تم وہیں ٹھہرو۔ میں خود تمہیں لینے کے لئے آ رہا ہوں''۔ سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار اونچی آواز میں کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ سرداور کے اس خوبصورت جواب نے اسے واقعی بے حد محظوظ کیا تھا۔

''آپ کا پروٹوکول مکمل ہوتے ہوتے تو میں یہاں کھڑے کھڑے سوکھ جاؤں گا اس لئے میں خود ہی حاضر ہو رہا ہوں''۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے فون پیس میں لگا ہوا کارڈ نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک سرداور کی باتوں کے خوشگوار اثرات موجود تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سرداور کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

''آج کوئی خاص بات ہو گئی ہے جو تمہیں میری اس طرح خصوصی یاد آ گئی ہے''...... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ پاکیشیا کے سب سے سینئر سائنس دان ہیں اس لئے میں آپ سے گلہ کرنے حاضر ہوا ہوں''...... عمران نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''گلہ۔ کس بات کا''...... سرداور نے چونک کر کہا۔

''اس موجودہ دور میں جب پاکیشیا کے سولہ کروڑ میں سے کم از کم پندرہ کروڑ افراد نے سیل فون رکھے ہوئے ہیں اور اب تو گداگر بھی ایس ایم ایس کے ذریعے بھیک مانگتے ہیں اور ہم ابھی تک فون بوتھ تلاش کرنے میں لگے رہتے ہیں''...... عمران نے کہا تو سرداور بھی بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران اس انداز میں بات کرے گا۔

''اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ تم بھی موبائل فون لے لو۔ اگر کہو تو میں خرید کر تمہیں دے دیتا ہوں''...... سرداور نے جواب دیا۔

''بس یہی ایک ایسا مسئلہ ہے جو ناقابل حل ہے کہ آپ میری بات کو وزن ہی نہیں دیتے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

''آئی ایم سوری عمران۔ لیکن تمہارے ساتھ بھی یہی مسئلہ ہے کہ تم بھی پہیلیاں بجھواتے رہتے ہو''...... سرداور نے کہا۔

''اس میں کون سی پہیلی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ہمیں بھی سیل فون استعمال کرنے چاہئیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں پہیلیاں بجھواتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ملازم چائے کا سامان ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے چائے کے برتن درمیانی میز پر رکھے اور پھر واپس چلا گیا۔

''تو تم کرو سیل فون استعمال۔ کیا رکاوٹ ہے وہ بتاؤ''۔ سرداور نے چائے بنانے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''آپ رہنے دیں۔ میں بناتا ہوں۔ جہاں تک رکاوٹ کا تعلق ہے تو آپ چاہتے ہیں کہ ہم بھی مارکیٹ سے سیل فون خریدیں اور اسے استعمال کرنا شروع کر دیں۔ کیا واقعی آپ ایسا چاہتے ہیں''۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھا کر سرداور کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو کوئی خاص مسئلہ ہے۔ آئی ایم سوری عمران۔ میں سمجھ نہیں پا رہا۔ تم بتاؤ مسئلہ کیا ہے''...... سرداور نے بڑے واضح الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

''یہی تو آپ کی عظمت ہے کہ آپ میں نہ تو احساس کمتری ہے اور نہ ہی احساس برتری بلکہ''...... عمران بات کرتے کرتے رک گیا۔

''بلکہ کیا''...... سرداور نے چونک کر پوچھا۔

"بلکہ سرے سے احساس ہی نہیں ہے"...... عمران نے آہستہ سے کہا تو سرداور جیسے سنجیدہ آدمی بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ اصل مسئلہ کیا ہے"...... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ چائے بھی پی رہے تھے۔

"اصل مسئلہ تو اور ہے۔ ابھی درمیانی مسئلہ ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا"...... سرداور نے کہا۔

"سیل فون والا۔ مجھے اچانک خیال آ گیا تو میں نے بات کر دی اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ واقعی موجودہ ترقی یافتہ دور میں جبکہ کمپیوٹر اور سیل فون عام ہیں اور ہم ابھی تک پبلک فون بوتھ کی تلاش میں رہتے ہیں اور ٹرانسمیٹر پر گفتگو کرتے رہتے ہیں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کرو استعمال۔ تمہیں کس نے روک رکھا ہے"...... سرداور نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سرداور۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ چیف سمیت میں اور میرے تمام ساتھی موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو سرداور بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا۔ کیا۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ سیل فون کے استعمال سے تم ہلاک کیسے ہو جاؤ گے"...... سرداور نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"سیل فون کمپنیاں ہر کال کا نہ صرف ریکارڈ رکھتی ہیں بلکہ نمبرز سے معلوم کر لیتی ہیں کہ اس نمبر سے یا اس نمبر پر کال کس علاقے سے کی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم آپس میں جو بات چیت کریں گے ہمارے دشمن اس کا ٹیپ آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں اور وہ فون نمبروں کی مدد سے سب کی رہائش گاہیں حتیٰ کہ چیف اور سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر جو کبھی کسی پر اوپن نہیں ہوا کھل کر دشمنوں کے سامنے آ جائے گا۔ پھر کیا ہو گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر اور ممبران کی رہائش گاہوں کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ میں نے تو اس پہلو پر سوچا ہی نہیں تھا۔ تمہاری بات درست ہے۔ تمہارے لئے واقعی یہ انتہائی خطرناک آلات ہیں لیکن انہیں محفوظ بھی تو بنایا جا سکتا ہے"۔ سرداور نے کہا۔

"اللہ آپ کا بھلا کرے۔ میں بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ اس معاملے میں ہماری مدد کریں۔ پاکیشیا کا خصوصی مواصلاتی سیارہ خلاء میں موجود ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اسے آئندہ سو سالوں کی مواصلاتی ضروریات کو مدنظر رکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ خصوصاً اس میں ایسی مشینری ہے جس سے جنگ کے دوران اور زمانہ امن میں ملٹری انٹیلی جنس کے لئے مخصوص مشینری نصب کی گئی ہے اور مجھے اس

تمام مشینری کی تفصیلات کا بھی علم ہے۔ آپ ہمارے لئے اس کا سیکشن ایس اے ریزرو کر دیں۔ باقی کام ہم اپنی مرضی سے کرا لیں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کے لئے تو ضروری ہے کہ تمہارا چیف باقاعدہ تحریری درخواست دے۔ پھر ہی ایسا ہو سکتا ہے''...... سرداور نے کہا۔

''اس درخواست کی منظوری کس نے دینی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میری سفارش پر صدر مملکت نے''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ اپنی سفارشات میں اس پر تفصیل سے لکھیں گے کہ سیارے کی مشینری کے کس خصوصی حصے کو آپ کس مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے لئے اجازت دے رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... سرداور نے چونک کر پوچھا۔

''اس طرح یہ کاغذ آپ کے ریکارڈ کا حصہ بن جائے گا اور اگر یہ کاغذ دشمنوں تک پہنچ گیا تو پھر''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے کہ یہاں کا ریکارڈ دشمنوں تک پہنچ جائے''۔ سرداور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اسے آپ اپنے سپیشل ریکارڈ روم میں رکھیں گے نا''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں اور تمہیں معلوم ہے کہ وہ ناقابل تسخیر ہے''...... سرداور نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''اس کا انچارج کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ڈاکٹر کاشف۔ یہ انتہائی بااعتماد آدمی ہے''...... سرداور نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر بے اختیار تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا ہوا۔ تم پریشان کیوں ہو گئے ہو''...... سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے۔ ویری بیڈ''...... عمران نے کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ کچھ بتاؤ گے یا نہیں''...... سرداور نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''رشید سلیمان کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ بھی سائنس دان ہے لیکن اس وقت وہ انتظامی ڈیوٹی پر ہے اور یہ دونوں ایک ہی ہال میں بیٹھتے ہیں اور ان کے انچارج ڈاکٹر احمد علی ہیں لیکن تم بار بار الجھی ہوئی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ سیل فون کی بات کرتے کرتے تم ڈاکٹر کاشف کا نام سن کر اچھل پڑے۔ کیوں''...... سرداور نے کہا۔

''میں آیا تو ڈاکٹر کاشف اور رشید سلیمان کے لئے بات کرنے تھا، پھر راستے میں آپ کو فون کرنے کی وجہ سے اچانک مجھے سیل فون کا خیال آ گیا لیکن ان باتوں سے یہ فائدہ ہوا کہ اصل بات

سامنے آ گئی ورنہ شاید اس طرف میرا خیال ہی نہ جاتا"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کون سی اصل بات"...... سرداور نے کہا۔

"سرداور۔ آپ کو رپورٹ تو مل چکی ہو گی کہ آپ کے دو سائنس دان گلستان کالونی کی ایک کوٹھی میں بے ہوش پڑے پائے گئے ہیں اور انہیں گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مجھے اطلاع مل گئی ہے۔ وہ دونوں اس وقت سپیشل ملٹری ہسپتال میں ہیں۔ میری ڈاکٹر کاشف اور رشید سلیمان سے فون پر بات ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ ایک نئے دوست کی دعوت پر اس کی رہائش گاہ پر گئے تو انہیں اچانک گیس فائر سے بے ہوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد انہیں ہوش آیا تو پولیس ان کے سامنے تھی۔ ان کا کوئی نقصان بھی نہیں ہوا اور اس دوست کا حلیہ اور نام وغیرہ انہوں نے پولیس کو بتا دیا ہے۔ وہ اس بارے میں انکوائری کر رہے ہیں لیکن تمہیں کیسے اس بارے میں اطلاع ملی ہے"...... سرداور نے کہا۔

"میرا شاگرد ٹائیگر اس کوٹھی کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ اس نے وہاں پولیس دیکھی تو تجسس کی وجہ سے رک گیا۔ پھر دونوں ڈاکٹروں کی بے ہوشی سامنے آئی تو اس نے مجھے رپورٹ دی اور میں آپ کے پاس آ گیا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس میں خاص بات کیا ہے۔ ڈیوٹی کے بعد سائنس دان بھی انسان ہوتے ہیں۔ وہ جو قانونی کام کرتے رہیں ہم اس میں کیسے مداخلت کر سکتے ہیں۔ ان کا دوست جب پولیس کو مل جائے گا تو پھر بات سامنے آ جائے گی کہ اس نے یہ حرکت کیوں کی"۔ سرداور نے کہا۔

"سرداور۔ میں بھی آپ کی طرح اس معاملے کو اسی طرح ہلکے پھلکے انداز میں لیتا اگر ٹائیگر نے ساتھ ہی یہ رپورٹ نہ دی ہوتی کہ ان کی بے ہوشی سے پہلے ایک غیر ملکی جوڑا کار میں بیٹھ کر وہاں سے گیا ہے اور ایک غیر ملکی لڑکی دو روز سے اس کوٹھی میں اکیلی رہ رہی تھی اور اس کا غیر ملکی ساتھی اسی روز کوٹھی پر آیا تھا اور آپ نے اب یہ بتا کر کہ ڈاکٹر کاشف سپیشل سٹور کا انچارج ہے، مجھے چونکا دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو اسی لئے تم چونکے تھے"...... سرداور نے کہا۔

"جی ہاں۔ کیا آپ یہ چیک کرا سکتے ہیں کہ ڈاکٹر کاشف گزشتہ ایک ہفتے کے دوران سپیشل سٹور سے کون کون سی فائلیں باہر لایا اور کون کون سی اندر لے گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میری خصوصی اجازت اور روزانہ کے کوڈ کے بغیر تو سپیشل سٹور کھل ہی نہیں سکتا۔ ڈاکٹر کاشف مجھے تحریری طور پر لکھ کر بھیجتا ہے کہ سپیشل سٹور کھولنے کا کیا مقصد ہے۔ میں اس کی اجازت دیتا ہوں اور اس روز کا کوڈ لکھ دیتا ہوں اور ساتھ ہی مین کمپیوٹر میں

اسے فیڈ کر دیا جاتا ہے۔ پھر ہی وہ فائل سپیشل سٹور سے باہر آ سکتی ہے''...... سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''واقعی فول پروف پلان ہے لیکن غیر ملکیوں کے درمیان میں داخل ہونے سے معاملات بہرحال مشکوک ہیں۔ آپ وہ لسٹ منگوائیں''...... عمران نے کہا تو سرداور نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر کے انہوں نے کسی سے تفصیل سے بات کرنا شروع کر دی اور پھر رسیور رکھ دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے سرداور کو سلام کیا اور پھر فائل سرداور کے سامنے رکھ دی اور خود واپس چلا گیا۔ سرداور نے فائل کھولی تو اندر ایک کاغذ موجود تھا۔ وہ اسے پڑھتے رہے اور پھر انہوں نے فائل بند کر کے اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''کوئی اہم فائل تو باہر نہیں لے جائی گئی جسے مشکوک سمجھا جائے''...... سرداور نے کہا لیکن عمران نے فائل کھولی اور پھر کاغذ پر موجود تحریر کو پڑھنا شروع کر دیا۔ کل سولہ فائلیں درج تھیں جو ایک ہفتے کے دوران باہر لے جائی گئی تھیں اور پھر سب سے آخر میں اس نے جب راج گڑھ کے الفاظ پڑھے تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''یہ راج گڑھ میں کیا کوئی لیبارٹری ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ انتہائی اہم لیبارٹری ہے۔ میزائلوں کے سلسلے میں یہاں

کام ہوتا ہے''...... سرداور نے کہا۔

''وہاں تو گھنا جنگل ہے۔ یہ لیبارٹری کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''قدیم ترین دور میں وہاں ایک مندر تھا جسے راج مندر کہا جاتا تھا لیکن اب یہ مندر تو ناپید ہو چکا ہے۔ البتہ اس کے زیر زمین تہہ خانے موجود ہیں وہاں یہ لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ اس کا خصوصی راستہ زیر زمین سے ہوتا ہوا جنگل کے اختتام پر مشرق کی طرف ایک فوجی چھاؤنی کے اندر رکھا گیا ہے تاکہ یہ مکمل طور پر خفیہ رہے اور اسی انتظام کی وجہ سے آج تک یہ خفیہ ہی رہی ہے۔ البتہ اس کے ساتھ ساتھ جنگل میں بھی ایسے آلات نصب کئے گئے ہیں کہ اگر کوئی مشکوک آدمی اور خاص طور پر غیر ملکی وہاں نظر آئے تو اسے چیک کیا جا سکے۔ اب تک چار ایسے مشکوک افراد پکڑے جا چکے ہیں جن کا تعلق ایکریمین ایجنسیوں سے تھا''...... سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ سارا کھیل اس فائل کے لئے کھیلا گیا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کس فائل کے لئے''...... سرداور نے چونک کر کہا۔

''راج گڑھ لیبارٹری کی فائل کی بات کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سنٹرل نیشنل لائبریری سے راج گڑھ کے بارے میں مخطوطہ کے چرائے جانے اور پھر واپس رکھے جانے اور

اس چوری میں غیر ملکی جارج کے ملوث ہونے کی ساری تفصیل بتا دی۔

''لیکن ڈاکٹر کاشف اس ٹائپ کا آدمی نہیں ہے۔ وہ میرے ساتھ گزشتہ دس پندرہ سالوں سے کام کر رہا ہے''...... سرداور نے کہا۔

''اور رشید سلیمان۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے''۔ عمران نے کہا۔

''وہ البتہ نیا آیا ہے اور ڈاکٹر کاشف سے جونیئر ہے''۔ سرداور نے کہا۔

''آپ یہ راج گڑھ والی فائل منگوائیں۔ میں اسے چیک کرنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا تو سرداور نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر کسی کو کال کر کے انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

''ڈاکٹر ذیشان''...... سپیشل سٹور میں موجود ایک فائل مجھے چاہئے۔ اس کا کوڈ نمبر نوٹ کریں اور پھر اس کے لئے ضروری کاغذات تیار کر کے لے آئیں''...... سرداور نے پہلے والی فائل اٹھا کر آنے والے کے حوالے کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی فائل کا نمبر بھی بتا دیا۔

''یس سر''...... ڈاکٹر ذیشان نے کہا اور فائل لے کر واپس چلا

گیا۔

''تم اس فائل میں کیا دیکھنا چاہتے ہو''...... سرداور نے پوچھا۔

''یہ کہ کیا یہ فائل سپیشل پیپرز پر مبنی ہے یا عام کاغذ پر''...... عمران نے کہا۔

''سپیشل سٹور میں موجود تمام فائلیں سپیشل پیپرز پر مبنی ہیں''۔ سرداور نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ان کی کاپی نہیں ہو سکتی''...... عمران نے کہا۔

''پہلے تو نہیں ہو سکتی تھی لیکن اب تو جدید سپیشل کاپیرز آ گئے ہیں۔ اب تو ہو جاتی ہے''...... سرداور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد ڈاکٹر ذیشان اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں دو فائلیں تھیں۔ وہ دونوں اس نے سرداور کے سامنے رکھ دیں۔ ان میں سے ایک تو وہی پہلے والی فائل تھی۔ سرداور نے دوسری فائل اٹھائی، اسے کھولا اور پھر اس میں موجود کاغذات کو چیک کرنے لگا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ جا سکتے ہیں''...... سرداور نے کہا تو ڈاکٹر ذیشان سلام کر کے واپس چلا گیا۔ سرداور نے فائل میں موجود کئی کاغذات پر دستخط کئے اور ان کے نیچے کوڈ تحریر کر کے وہ اٹھے اور فائل لے کر کمرے سے باہر چلے گئے۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا تو سرداور اندر داخل ہوئے۔ ان

کے ہاتھ میں دو فائلیں تھیں۔

''یہ ہے وہ فائل راج گڑھ والی اور یہ دوسری سوراج گڑھ کی فائل ہے۔ یہ بے کار فائل ہے کیونکہ پہلے وہاں لیبارٹری بنانے کا پلان تھا لیکن پھر اسے غیر موزوں قرار دے کر ختم کر دیا گیا۔ البتہ فائل سپیشل سٹور میں موجود رہی ہے''...... سرداور نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی دونوں فائلیں عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''سوراج گڑھ کہاں ہے''...... عمران نے فائلیں لیتے ہوئے پوچھا۔

''اسی علاقے میں ہے لیکن راج گڑھ سے کافی دور ہے''۔ سرداور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے باری باری دونوں فائلیں کھول کر دیکھیں اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے بند کر دیں۔

''دونوں فائلوں کی کاپیاں کی گئی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیسے معلوم ہوا''...... سرداور نے پوچھا۔

''یہ فائلیں سپیشل پیپرز پر ہیں اس لئے عام طور پر ان کی کاپی نہیں ہوسکتی لیکن اگر سپیشل کاپیئرز پر ان کی کاپی کی جائے تو ہو جاتی ہے لیکن کاغذ پر باریک باریک نشان پڑ جاتے ہیں جو خصوصی طور پر غور سے دیکھنے پر ہی نظر آتے ہیں''...... عمران نے کہا تو سرداور نے باری باری دونوں فائلیں کھول کر انہیں چیک کرنا شروع کر دیا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ ان کی کاپی کی گئی ہے لیکن

کس نے ایسا کیا ہو گا اور کیوں اور دونوں فائلوں کی کاپی کی گئی ہے حالانکہ سوراج گڑھ والی فائل بے کار ہے۔ اس کی کاپی کی کیا ضرورت تھی''...... سرداور نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرا اندازہ ہے کہ سوراج گڑھ کی فائل کی آڑ میں راج گڑھ والی فائل کی کاپی کی گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن مجھے جو لیٹر آیا تھا اس میں راج گڑھ فائل طلب کی گئی تھی''...... سرداور نے کہا۔

''تو پھر یہ منظر نامہ اس انداز میں بنتا ہے کہ راج گڑھ لیبارٹری کے خلاف مشن لے کر غیر ملکی ٹیم یہاں آئی ہے۔ پہلے انہوں نے سنٹرل نیشنل لائبریری سے قدیم مخطوطہ چوری کرایا اور مخطوطے میں اس پورے علاقے کا نقشہ بھی موجود ہے لیکن اس سے لیبارٹری کا راستہ انہیں نہیں مل سکا تو انہوں نے اس طرف توجہ کی اور یقیناً یہ کام رشید سلیمان نے کیا ہو گا۔ اس نے غیر ملکی جوڑے سے اس کا سودا کیا لیکن چونکہ ڈاکٹر کاشف کے بغیر فائل باہر نہ آ سکتی تھی اس لئے اس نے اسے چکر دیا ہو گا کہ اسے بے کار سوراج گڑھ کی فائل کی کاپی کرنی ہے۔ شاید کوئی رقم کا سلسلہ بھی ہو گا۔ پھر یہ طے ہوا ہو گا کہ آپ کو جو لیٹر بھیجا جائے اس میں راج گڑھ فائل درج کی جائے تاکہ آپ اجازت دے دیں ورنہ بے کار فائل باہر جانے سے آپ چونک بھی سکتے تھے۔ پھر ڈاکٹر کاشف نے راج گڑھ کی فائل کی آڑ میں دونوں فائلیں باہر نکالیں جن کی کاپیاں کی گئیں اور

پھر فائلیں واپس سٹور میں رکھ دی گئیں۔ اس کے بعد دونوں گلستان کالونی کی اس کوٹھی میں پہنچے جہاں وہ غیر ملکی جوڑا موجود تھا۔ انہوں نے رقم دے کر فائلوں کی کاپیاں حاصل کیں اور پھر ان دونوں کو بے ہوش کر کے وہ نکل گئے''...... عمران نے اپنے تجربہ کی روشنی میں پورا منظرنامہ ترتیب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ راج گڑھ لیبارٹری خطرے میں ہے''...... سرداور نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ بتا رہے ہیں کہ اس لیبارٹری کا اصل خفیہ راستہ کسی فوجی چھاؤنی میں ہے۔ اسے کنٹرول کون کرتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''راستہ راج گڑھ چھاؤنی میں ہے لیکن اسے کنٹرول لیبارٹری کے اندر سے کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر گلزار اس لیبارٹری کے انچارج ہیں۔ بے حد اعلیٰ منتظم اور قابل سائنس دان ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک راستہ جنگل سے بھی ہے لیکن وہ کلوزڈ ہے''...... سرداور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''چھاؤنی میں داخل ہونے سے لے کر لیبارٹری کے اندر جانے کے لئے کیا اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔ کیا آپ کو تفصیل کا علم ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس فائل میں شاید تفصیل موجود ہو ورنہ ڈاکٹر گلزار سے معلومات حاصل کرنا ہوں گی''...... سرداور نے کہا۔

''ڈاکٹر گلزار کا کوئی خصوصی فون نمبر ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ہے۔ کیوں''...... سرداور نے کہا۔

''آپ وہ نمبر مجھے دے دیں اور انہیں میرے بارے میں بتا دیں۔ ہوسکتا ہے کہ مجھے ان کی یا انہیں میری ضرورت پڑ جائے''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن ایک بات میں بتا دیتا ہوں کہ اس لیبارٹری کی حفاظت ملٹری انٹیلی جنس کی ذمہ داری ہے اور چھاؤنی میں باقاعدہ سیکورٹی آفیسرز سیکشن موجود ہے جس کے سربراہ کرنل شہامند ہیں''...... سرداور نے کہا۔

''ان کا نمبر بھی بتا دیں اور چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کو کہہ دیں کہ وہ کرنل شہامند کو میرے بارے میں بتا دیں''...... عمران نے کہا تو سرداور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر انہوں نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک کاغذ نکالا اور ایک ڈائری نکال کر اسے دیکھ کر اس پر دونوں فون نمبرز لکھ کر انہوں نے عمران کو دے دیئے۔ عمران نے ایک نظر ان نمبروں کو دیکھا اور پھر کاغذ جیب میں رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''اب مجھے اجازت دیجئے۔ آپ کا بہت سا قیمتی وقت میں نے ضائع کر دیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سرداور بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''ویسے ایک بات ہے۔ تمہارے اس طرح آنے سے دل میں جو خدشات پیدا ہوئے تھے وہ واقعی درست ثابت ہوئے ہیں''۔ سرداور

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ میں سبز قدم ہوں''...... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

''ان دونوں سائنس دانوں کا کیا کرنا ہے''...... سرداور نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو رپورٹ کر دیں۔ وہ خود ہی ان سے معلومات حاصل کر لیں گے اور پھر جو قانونی کارروائی ہو وہ کریں''...... عمران نے کہا۔

''تم ان سے بات نہیں کرو گے''...... سرداور نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے آگے کی بات سوچنی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''اور ہاں۔ وہ تم مواصلاتی سیارے کے سیکشن کی الاٹمنٹ کے بارے میں بات کر رہے تھے''...... سرداور نے چونک کر کہا۔

''آپ نے درخواست کی جو شرط لگائی ہے وہ چیف کے لئے مشکل ہے۔کوئی اور طریقہ سوچیں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن یہ تو قانونی مجبوری ہے''...... سرداور نے کہا۔

''سرداور۔ جہاں ملک و قوم کے مفادات کا تحفظ ہو وہاں قانون میں بھی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ آپ نے سپیشل سٹور کا کیا فول پروف نظام بنا رکھا ہے لیکن اس کے باوجود مخالف ایجنٹ فائل کی کاپی لے اڑے ہیں اور اگر ٹائیگر اتفاقاً

وہاں سے نہ گزر رہا ہوتا تو کسی اور کو اس بارے میں معلوم ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اس طرح چیف کے دستخط اور اس کا ریکارڈ کسی بھی وقت ملک و قوم کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اب میں زبانی احکامات پر ہی سارا کام کر لوں گا''...... سرداور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ سروں میں سے واحد سر ہیں جنہیں میری بات سمجھ آ جاتی ہے ورنہ سر سلطان اور ڈیڈی سر عبدالرحمٰن کے سامنے لاکھ چیختا پیٹتا رہوں وہ میری سنتے ہی نہیں ہیں اس لئے آپ کا شکریہ۔ انشاء اللہ پھر بات ہو گی۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور پھر سرداور سے مصافحہ کر کے وہ مڑا اور کمرے سے باہر آ گیا۔

ٹیکسی بلیو مون کلب کی تین منزلہ شاندار عمارت کے سامنے جا کر رک گئی تو اس کی عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جارج اور ریٹا نیچے اترے۔ جارج نے کرائے کے ساتھ بڑی ٹپ دی تو ٹیکسی ڈرائیور نے مسرت بھرے انداز میں شکریہ ادا کیا اور پھر سلام کر کے وہ ٹیکسی لے کر آگے بڑھ گیا اور جارج اور ریٹا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ بلیو مون کلب پاکیشیائی دارالحکومت کا خاصا معروف کلب تھا اور کلب میں شہر کے امراء اور شرفاء آتے جاتے رہتے تھے اس لئے یہاں کا ماحول بے حد اچھا تھا۔ جارج اور ریٹا نے بھی آنے جانے والوں کو دیکھ کر ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ کلب شرفاء کے لئے مخصوص ہے اور یہاں جرائم پیشہ افراد کا عمل دخل نہیں ہے۔ وہ ہال میں داخل ہوئے تو وہاں کا ماحول بے حد شریفانہ تھا۔ ہال پر ایک نظر ڈالنے کے بعد وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے

جہاں دو لڑکیاں آنے والوں کو اٹنڈ کر رہی تھیں جبکہ ایک لڑکی مشین کے سامنے بیٹھی حساب کتاب میں مصروف تھی۔

''یس سر''...... کاؤنٹر پر موجود ایک لڑکی نے جارج اور ریٹا کے کاؤنٹر پر پہنچتے ہی ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جنرل مینجر کارس سے ملاقات کرنی ہے۔ میرا نام جارج ہے اور یہ میری ساتھی ہے ریٹا''...... جارج نے کہا۔

''کیا آپ کی ملاقات پہلے سے طے ہے''...... لڑکی نے رسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ فون پر ان سے بات ہو چکی ہے''...... جارج نے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

''کاؤنٹر سے روزی بول رہی ہوں سر۔ ایک غیر ملکی جوڑا تشریف لایا ہے۔ مسٹر جارج اور میڈم ریٹا۔ ان کی فون پر آپ سے ملاقات طے ہو چکی ہے''...... روزی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... لڑکی نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا اور پھر رسیور جارج کی طرف بڑھا دیا۔

''بات کر لیجئے''...... لڑکی نے کہا۔

''ہیلو۔ جارج بول رہا ہوں''...... جارج نے رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''مسٹر جارج۔ آپ مجھے ضروری حوالہ دیں۔ میں کارس بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''سپر بلیک''...... جارج نے کہا۔

''او کے۔ رسیور روزی کو دیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جارج نے رسیور لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔

''یس سر''......لڑکی نے رسیور لے کر کہا۔

''او کے سر''...... دوسری طرف سے بات سننے کے بعد روزی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کاؤنٹر کے قریب موجود ایک آدمی کو اشارے سے بلایا۔ اس آدمی نے ہوٹل کی یونیفارم پہن رکھی تھی۔

''انہیں چیف کے آفس تک چھوڑ آؤ''...... روزی نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس میڈم۔ آیئے سر''...... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ تیسری منزل پر موجود کارس کے آفس تک پہنچ گئے۔ وہاں مسلح افراد موجود تھے لیکن اس آدمی کی وجہ سے کسی نے ان سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی۔

''تشریف لے جایئے۔ چیف اندر موجود ہیں''...... اس آدمی نے ایک بند دروازے کے قریب رک کر کہا۔

''تھینک یو''...... جارج نے کہا اور دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور جارج اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ریٹا بھی اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک خاصا وسیع کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں

سجایا گیا تھا لیکن اس کی سجاوٹ میں شریفانہ رنگ نمایاں تھا۔ میز کے پیچھے ایک لمبے قد، چوڑے چہرے اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ موجود تھا اور اس نے ڈارک براؤن کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''تشریف رکھیں''...... رسمی فقرات کی ادائیگی اور مصافحے کے بعد اس آدمی نے کہا اور پھر انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے شراب لانے کا آرڈر دیا اور رسیور رکھ دیا اور پھر خود بھی دوبارہ میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ ٹرے میں تین گلاس جن میں شراب تھی، رکھے ہوئے تھے۔ لڑکی نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھ کر خالی ٹرے اٹھائے وہ واپس مڑی اور کمرے سے باہر چلی گئی تو کارس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

''اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ اب یہاں سے کوئی آواز باہر نہ جا سکے گی اور نہ ہی اب کسی قسم کی کوئی مداخلت ہو گی''۔ کارس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شراب کا گلاس اٹھا لیا۔

''آپ نے ہمیں جو کوٹھی دی ہے کیا وہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے''۔ جارج نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیوں کوئی خاص بات''...... کارس نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ ہم اپنی تسلی کے لئے پوچھ رہے ہیں''...... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ وہاں موجود آدمی ڈیگر میرا انتہائی بااعتماد آدمی ہے اور اس کوٹھی کے بارے میں میری اور ڈیگر کی ذات کے علاوہ اور کسی کو حتیٰ کہ میرے کلب کے کسی بھی آدمی کو معلوم نہیں ہے۔ یہ میرا خصوصی اڈا ہے اس لئے میں نے یہاں ہر قسم کے انتظامات کر رکھے ہیں۔ مختلف قسم کے لباس، میک اپ کا جدید سامان، اسلحہ، کاریں، ٹارچنگ روم حتیٰ کہ یہاں لاش کو جلانے والی مخصوص برقی بھٹی بھی موجود ہے''...... کارس نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ ہمیں بھی ایسی ہی رہائش گاہ کی ضرورت تھی''...... جارج نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

''ارے ہاں۔ ایک بات یاد آئی۔ کیا آپ میک اپ میں ہیں''...... کارس نے ایسے انداز میں چونک کر کہا جیسے اسے اچانک کوئی بات یاد آ گئی ہو اور کارس کی بات سن کر جارج بھی بے اختیار چونک پڑا اور جارج کے ساتھ ساتھ ریٹا جو خاموش بیٹھی شراب پی رہی تھی وہ بھی کارس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑی تھی۔

''ہاں۔ ہم میک اپ میں ہیں۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... جارج نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

''انڈر ورلڈ کا ایک خطرناک آدمی ٹائیگر آپ کے موجودہ حلیئے اور نام بتا کر مختلف کلبوں اور ہوٹلوں میں پوچھ گچھ کرتا پھر رہا ہے''۔ کارس نے کہا تو جارج اور ریٹا دونوں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''ہمارے بارے میں۔ ٹائیگر۔ یہ کون ہے۔ ہم تو ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتے''...... جارج نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس آدمی کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ علی عمران سے ہے''...... کارس نے کہا تو جارج اور ریٹا دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن انہیں کیسے ہمارے اس میک اپ کا علم ہو گیا اور کیسے ہمارے ناموں کا علم ہو گیا۔ یہ میک اپ تو ہم نے اس وقت کیا تھا جب وہ دونوں سائنس دان بے ہوش ہو چکے تھے جن کے بارے میں آپ کو میں نے فون پر بتایا تھا اس لئے ہوش میں آنے کے بعد وہ بھی ہمارے حلیئے نہ بتا سکتے تھے۔ البتہ نام انہیں معلوم تھے''...... جارج نے کہا۔

''کوٹھی نمبر کیا تھا اور کون سی کالونی تھی جہاں آپ نے ان دونوں سائنس دانوں سے ملاقات کی تھی''...... کارس نے پوچھا تو جارج نے تفصیل بتا دی۔

"میں ابھی معلوم کرتا ہوں کہ کیا ہوا ہے۔ اس کالونی میں میرا ایک آدمی رہتا ہے"...... کارس نے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سر"...... ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"چارلس۔ میرے آفس میں آؤ"...... کارس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اسی چارلس نے مجھے بتایا تھا کہ ٹائیگر یہاں ایک کلب میں بھی آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کرتا پھر رہا تھا"...... کارس نے کہا۔

"لیکن آپ اسے بلا رہے ہیں۔ اسے ہمارے ان حلیوں کا علم ہے تو وہ فوراً سمجھ جائے گا"...... جارج نے کہا۔

"فکر مت کریں۔ یہ میرا اسپیشل ایجنٹ ہے۔ انتہائی قابل بھروسہ آدمی ہے۔ میرے سارے کام اس کے ذریعے ہوتے ہیں"۔ کارس نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا لیکن جیسے ہی اس کی نظریں جارج اور ریٹا پر پڑیں وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"یس سر"...... پھر اس نے رخ موڑ کر کارس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر تم سے ملا تھا اور اس نے جارج اور ریٹا کے حلیئے بتا کر ان کے بارے میں معلومات کی تھیں"...... کارس نے کہا۔

"یس سر۔ ان صاحبان کے حلیئے اس نے تفصیل سے بتائے تھے"۔

چارلس نے جارج اور ریٹا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس نے بتایا تھا کہ وہ کیوں پوچھ گچھ کرتا پھر رہا ہے"۔ کارس نے پوچھا۔

"یس سر۔ وہ میرا دوست ہے اس لئے میں نے اس سے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ انہیں گلستان کالونی کی ایک کوٹھی سے کار میں سوار ہو کر جاتے دیکھا گیا ہے جبکہ اس کوٹھی میں دو سائنس دانوں کو گیس کی مدد سے بے ہوش کیا گیا ہے"...... چارلس نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔ لیکن سنو۔ تم نے انہیں یہاں نہیں دیکھا۔ کیا سمجھے"...... کارس نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں باس"...... چارلس نے جواب دیا اور سلام کر کے وہ واپس چلا گیا۔

"آپ نیا میک اپ کر لیں اور اپنے نام بھی تبدیل کر لیں۔ اس ٹائیگر کے پاس سوائے آپ کے حلیوں اور ناموں کے اور کوئی تفصیل نہیں ہے"...... کارس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم واپس جا کر سب سے پہلے یہی کام کریں گے"...... جارج نے کہا۔

"نہیں جناب۔ یہ کام آپ نے یہیں اور فوری کرنا ہے۔ ٹائیگر بے حد تیز آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے ٹیکسی ڈرائیوروں سے بھی پوچھ گچھ شروع کر رکھی ہو۔ اس لئے آپ کی یہاں آمد کے بارے

میں اسے معلوم ہو گیا تو وہ یہاں پہنچ سکتا ہے‘‘...... کارس نے کہا۔

’’یہاں میک اپ کا سامان وغیرہ ہے‘‘...... جارج نے پوچھا۔

’’یس سر۔ ہر طرح کا سامان ہے‘‘...... کارس نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر کسی کو ہدایات دیں اور رسیور رکھ دیا۔

’’آپ میک اپ کر لیں پھر اطمینان سے بات ہو گی‘‘۔ کارس نے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

’’مسٹر ریکس۔ آپ مہمانوں کو سپیشل روم میں لے جائیں اور ان کے میک اپ میں مدد کریں اور پھر انہیں آپ نے واپس یہاں لے آنا ہے‘‘...... کارس نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... ریکس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’یہ ریکس میک اپ ماسٹر ہے جناب۔ بے حد ماہر ہے اس معاملے میں‘‘...... کارس نے کہا تو جارج اور ریٹا دونوں اٹھے اور پھر ریکس کے پیچھے چلتے ہوئے دوسری منزل کے ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں واقعی میک اپ کا ہر قسم کا سامان موجود تھا۔

’’آپ جیسا بھی میک اپ کرنا چاہیں ہو سکتا ہے جناب‘‘۔ ریکس نے جارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’ہم نے یورپی میک اپ کرنا ہے۔ سپیشل میک اپ‘‘...... جارج نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ آپ یہاں تشریف رکھیں۔ میں پہلے میڈم کا

میک اپ کر لوں‘‘...... ریکس نے کہا تو جارج نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر واقعی وہ دونوں ریکس کی مہارت دیکھ کر حیران رہ گئے حالانکہ وہ دونوں اپنے آپ کو میک اپ کا ماہر سمجھتے تھے لیکن ریکس واقعی اس فن میں بے پناہ مہارت رکھتا تھا اور پھر میک اپ کے بعد دونوں جب واپس کارس کے کمرے میں داخل ہوئے تو کارس بے اختیار چونک پڑا۔

’’اوہ۔ اوہ۔ آپ تو مکمل طور پر بدل گئے ہیں۔ اگر آپ دونوں کے پیچھے میں مسٹر ریکس کو نہ دیکھتا تو شاید میں پہچان ہی نہ سکتا‘‘۔ کارس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تمہارا یہ آدمی واقعی میک اپ کے فن میں ماہر ہے‘‘۔ جارج نے کہا تو کارس نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ ریکس واپس چلا گیا تھا۔ جارج اور ریٹا دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

’’آپ نے اپنے نئے نام کیا رکھے ہیں‘‘...... کارس نے پوچھا۔

’’میرا نام رچرڈ ہے اور ریٹا کا نام ماریا ہے‘‘...... جارج نے کہا۔

’’گڈ نیمز۔ اب آپ بتائیں کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں‘‘۔ کارس نے کہا تو جارج نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تہہ شدہ دو کاغذ نکالے اور انہیں کارس کے سامنے رکھ دیا۔

’’یہ راج گڑھ میں ایک خفیہ لیبارٹری کے کاغذات ہیں۔ باقی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ یہ اس لیبارٹری کے خفیہ راستے کے بارے

میں تفصیل ہے۔ ہم نے اس لیبارٹری میں داخل ہونا ہے اور وہاں سے ایک فارمولا باہر لانا ہے اور پھر اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے اور تم نے اس سلسلے میں ہماری بھرپور مدد کرنی ہے''...... جارج نے کہا۔

''یس سر۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں انہیں پڑھ لوں''۔ کارس نے کہا اور کاغذات اٹھا کر پڑھنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذات واپس رکھ دیئے۔

''اس لیبارٹری کا مین راستہ راج گڑھ چھاؤنی سے جاتا ہے اور وہاں ملٹری انٹیلی جنس کا پورا سیکشن سیکورٹی پر مامور ہے اور راستے کو کنٹرول بھی اندر سے کیا جاتا ہے۔ یہ تو فول پروف انتظام ہے''۔ کارس نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

''ہمارا بھی یہی خیال ہے لیکن ہم نے بہرحال مشن مکمل کرنا ہے''...... جارج نے کہا۔

''آپ کے ذہن میں کوئی پلان ہو تو بتائیں''...... کارس نے کہا۔

''لازماً ایک راستہ جنگل میں ہے ورنہ وہ لوگ وہاں ایسے آلات نصب نہ کرتے جن سے وہ وہاں ہر وقت چیک کرتے رہتے ہیں اس لئے ہم نے چھاؤنی کے راستے نہیں بلکہ جنگل کے راستے سے اندر جانا ہے''...... جارج نے کہا۔

''لیکن آپ خود ہی تو کہہ رہے ہیں کہ وہاں چیکنگ ہوتی رہتی

ہے''...... کارس نے کہا۔

''یہ کام لیبارٹری کے اندر سے ہوتا ہے۔ اگر تم وہاں کے کسی آدمی کو ساتھ ملا لو تو جنگل میں نصب ان آلات کو کچھ وقفے کے لئے بند کیا جا سکتا ہے اور پھر وہاں کوئی ہمیں دیکھنے والا بھی کوئی نہ ہو گا اور ہم راستہ کھول کر لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے اور پھر فارمولا لے کر باہر آ جائیں گے۔ اس کے بعد ریموٹ کنٹرول سے لیبارٹری کو بھی اڑایا جا سکتا ہے''...... جارج نے کہا۔

''لیکن مسٹر رچرڈ۔ وہ راستہ کہاں ہے اور اسے کیسے کھولا جائے گا''...... کارس نے کہا۔

''یہ بات اس فائل میں بھی درج نہیں ہے جس فائل کے کاغذ میں نے آپ کو دکھائے ہیں لیکن یہ بھی وہی آدمی بتائے گا جو ہماری مدد کرے گا۔ آپ رقم کی فکر مت کریں البتہ صرف وہ آدمی بھروسے کا ہونا چاہئے''...... جارج نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں چند روز میں ایسا کوئی آدمی تلاش کر لوں گا لیکن آپ نے ان دنوں کوٹھی میں ہی رہنا ہے۔ باہر نہیں آنا کیونکہ یہ ٹائیگر بے حد خطرناک آدمی ہے''۔ کارس نے کہا۔

''آپ اور آپ کے آدمی مسٹر ریکس کے علاوہ اور کوئی ہمارے نئے میک اپ کے بارے میں نہیں جانتا۔ البتہ واپس کوٹھی پہنچ کر آپ کے آدمی ڈیگر کو یقین دلانا مشکل ہو جائے گا''...... جارج

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں اسے فون کر کے بتا دوں گا۔ آپ بے فکر رہیں اور آئیے۔ میں آپ کو عقبی طرف سے باہر بھجوا دوں تا کہ سیکریسی مکمل طور پر قائم رہے''...... کارس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جارج اور ریٹا بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر کارس انہیں عقبی دروازے کی طرف لے کر چل پڑا۔

سیاہ اور سنہرے رنگ کی جدید ترین ماڈل کی لیموزین کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف موجود تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور ہاتھوں میں سیاہ رنگ کے دستانے تھے جبکہ سر پر اس نے افریقہ میں استعمال ہونے والا مخصوص فیلٹ پہنا ہوا تھا جس پر سامنے کی طرف عقاب کا پر لگا ہوا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر جوانا بھی سیاہ رنگ کے سوٹ میں ملبوس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سر پر ایکریمین انداز کا براؤن رنگ کا فیلٹ موجود تھا جبکہ عقبی سیٹ پر عمران بھی نیوی بلیو سوٹ پہنے بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی عینک تھی اور وہ نشست سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ انہیں دارالحکومت سے نکلے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا اور اب کار تقریباً شکر گڑھ پہنچنے والی تھی۔ شکر گڑھ مین روڈ

پر ہی تھا اور عمران اس وقت شکر گڑھ کے نواب اختیار الدولہ کی حویلی میں بطور مہمان اپنے والد کی نمائندگی کرنے جا رہا تھا۔ نواب اختیار الدولہ جدی پشتی رئیس تھے۔ گو اب وسیع و عریض جاگیر سکڑ کر تھوڑی باقی رہ گئی تھی لیکن اب بھی شکر گڑھ کے علاقے میں ان کی کافی وسیع زرعی اراضی موجود تھی۔ اس کے علاوہ انہوں نے کئی سالوں سے پراپرٹی کا بزنس شروع کر رکھا تھا اور اس بزنس میں بھی ان کا ستارہ عروج پر تھا اس لئے ان کے ٹھاٹھ باٹھ آج بھی ویسے ہی تھے جیسے ان کے آباؤ اجداد کے تھے۔ نواب اختیار الدولہ اپنی حویلی میں ہر سال پاکیشیا کے اعلیٰ طبقے کے افراد، شرفاء اور مقتدر حلقوں کو باقاعدہ دعوت دیتے تھے اور اس دعوت میں شمولیت پر باقاعدہ فخر کیا جاتا تھا۔ نواب اختیار الدولہ کی عمران کے ڈیڈی سے نہ صرف دوستی تھی بلکہ دور کی رشتہ داری بھی تھی اس لئے سر عبدالرحمٰن ہر سال دعوت میں شریک ہوا کرتے تھے لیکن اتفاقاً اس بار انہیں ایک ضروری میٹنگ میں شرکت کے لئے غیر ملک جانا پڑ گیا تھا اس لئے وہ عمران کی اماں بی کو کہہ گئے تھے کہ وہ عمران کو اس دعوت میں شرکت کے لئے ضرور بھجوائے اور ساتھ ہی عمران کو کہہ دے کہ وہ وہاں کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے ان کی اور ان کے خاندان کی بے عزتی ہو۔ چنانچہ اماں بی نے اسے فون کر کے نہ صرف جانے کا حکم دیا بلکہ اس سے وعدہ بھی لیا کہ وہ وہاں ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا جس سے اس کے ڈیڈی یا خاندان کی

عزت پر حرف آئے ورنہ انہوں نے دھمکی دی تھی کہ وہ خود ساتھ جائیں گی لیکن عمران کو معلوم تھا کہ ان کے ساتھ جانے سے وہ پھنس جائے گا اس لئے اس نے وعدہ کر لیا تھا اور اب وہ رانا ہاؤس سے ایک خصوصی کار میں سوار شکر گڑھ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جوزف اس کا ڈرائیور، سیکرٹری اور باڈی گارڈ تھا جبکہ جوانا صرف باڈی گارڈ تھا اور عمران نے ان دونوں کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ اماں بی سے وعدہ کر کے آیا ہے اس لئے اگر وہ کوئی غلط بات کرنے لگے تو اسے شاہانہ انداز میں ٹوک دیا جائے۔

”ماسٹر۔ آپ وہاں جا کر کیا کریں گے“ ..... اب تک خاموش بیٹھے ہوئے جوانا نے پوچھا۔

”رمبا سمبا ناچوں گا“ ..... عمران نے آنکھیں بند کئے کئے جواب دیا۔

”رمبا سمبا۔ وہ کیا ہوتا ہے“ ..... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ تو شاید یہ الفاظ ہی پہلی بار سن رہا تھا۔

”ایک فوک ڈانس ہوتا ہے جیسے افریقہ میں موشو گو شو رقص ہوتا ہے“ ..... عمران نے اس بار آنکھیں کھول کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

”باس۔ باس پلیز۔ یہ الفاظ دوبارہ منہ سے نہ نکالنا۔ یہ بدشگونی ہے اور یہ الفاظ ایسے ہیں کہ آٹھ گھنٹوں سے سخت ترین دھوپ میں بھی بیٹھی شکاری چیل انڈے نہیں چھوڑتی لیکن یہ الفاظ سن کر وہ بھی

انڈے چھوڑ دیتی ہے''...... جوزف نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ماسٹر کہہ رہے ہیں کہ یہ افریقہ کا فوک ڈانس ہے اور تمہاری جان نکل رہی ہے۔ کیا اب تم ڈانسوں سے بھی ڈرنے لگے ہو''۔ جوانا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ رقص اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی قبیلہ کسی دوسرے قبیلے پر حملہ کر کے اس کے سینکڑوں مردوں اور عورتوں کو مار دیتا ہے تو پھر ان کی لاشوں پر فاتحین موشو گوشو رقص کرتے ہیں اور جہاں یہ رقص ہوتا ہے وہاں نجانے کتنے طویل عرصے تک کونجیں آسمان پر بین کرتی رہتی ہیں اور زمین پر کتے بھونکتے رہتے ہیں''...... جوزف نے اس رقص کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو ماسٹر۔ آپ نے اس دعوت میں رمبا سمبا کا نام کیوں لیا ہے۔ کیا وہاں قتل عام ہونے والا ہے''...... جوانا نے اب عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہمارا وہاں جانا ہی قتل عام کے لئے کافی ہے''...... عمران نے جواب دیا تو جوانا نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ عمران اب مزید بات نہیں کرنا چاہتا اور عمران نے بھی سر نشست کے ساتھ لگا کر ایک بار پھر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

''باس۔ کیا شکر گڑھ کو مڑنے والی سڑک پر کار موڑوں یا آگے جانا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''ارے۔ آگے تو شوگر فیکٹری ہے جہاں سے جا کر تازہ شکر

بنوانی پڑتی ہے جبکہ یہاں بنی بنائی مل جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''اوکے باس''...... جوزف نے اس انداز میں جواب دیا جیسے وہ عمران کا مطلب سمجھ گیا ہو جبکہ جوانا خاموش بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

''اب کافی عرصے سے چونکہ وہ جوزف کے ساتھ رہ رہا تھا اس لئے اب اسے جوزف اور عمران کے درمیان موجود تعلق پر حیرت نہ ہوتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ جوزف نے یہ بات خاص طور پر اس لئے پوچھی ہے کہ نواب اختیارالدولہ کی حویلی پہلے مڑنے والی سڑک پر ہے یا کہ شہر کے اندر کہیں ہے اور پھر تقریباً دس منٹ بعد جوزف نے تیز رفتاری سے کار کو بائیں ہاتھ پر جانے والی سڑک پر اس انداز میں موڑا کہ ٹائروں کی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا لیکن جوزف کے چہرے پر ہلکا سا تاثر بھی نہ تھا جیسے یہ اس کا روز کا معمول ہو۔

''کیا زمانہ آ گیا ہے۔ پہلے افریقہ کے شہزادے جوزف دی گریٹ کے کان شیروں، چیتوں اور گینڈوں کی چیخیں سنتے تھے مگر اب ٹائروں کی چیخیں سن کر ہی گزارہ کیا جاتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ٹائر چیخیں نہ ماریں تو یوں لگتا ہے جیسے کار اور اس میں سوار آدمی زندہ نہیں ہیں''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار عمران کے ساتھ ساتھ جوانا بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اور اس انداز میں بھی تو سوچو کہ کار اور اس میں سوار افراد چیخیں مارنے پر مجبور ہو گئے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جوانا ایک بار پھر ہنس پڑا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سڑک نے موڑ کاٹا اور اس کے ساتھ ہی ایک بہت بڑی حویلی آ گئی جس کا جہازی سائز کا گیٹ کھلا ہوا تھا اور اندر کھڑی نئے ماڈلز کی کئی کاریں نظر آ رہی تھیں جبکہ گیٹ پر ایک بڑا نیون سائن موجود تھا جس پر خوش آمدید کے الفاظ مسلسل جل بجھ رہے تھے۔

"یہی حویلی ہے باس"...... جوزف نے کار کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تو جوزف نے ایک بار پھر انتہائی تیزی سے کار کو حویلی کے اندر کی طرف گھما دیا اور ٹائروں کی چیخوں سے ماحول ایک بار پھر گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی جوزف کے بازو ایک بار پھر گھومے اور سامنے کھڑا ہوا ایک آدمی کار کے نیچے آنے سے بال بال بچ گیا۔ وہ شاید آنے والے مہمانوں کی کاروں کو وہاں ایڈجسٹ کرانے کے لئے کھڑا تھا۔ وہ چیختا ہوا اچھل کر نیچے جا گرا تھا جبکہ کار کے پہیئے اس کے جسم سے انچوں کے حساب سے قدرے قریب سے گزر گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی جوزف نے کار موڑ کر ایک خالی جگہ پر روک دی۔

"اب تمہارا نشانہ خطا ہونے لگ گیا ہے جوزف"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ کیا کروں۔ بڑے صاحب کا خیال آ گیا تھا ورنہ"۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھول کر وہ نیچے اترا اور دوسری طرف سے جوانا بھی نیچے اتر کر کھڑا ہو گیا۔ حویلی میں شور برپا تھا۔ لوگ دوڑتے ہوئے اندر سے باہر آ رہے تھے۔ وہ آدمی ابھی تک شاید موت کے خوف سے وہیں پڑا لرز رہا تھا۔ لوگ اس کے گرد اکٹھے تھے۔ اسی لمحے لوگ تیزی سے ایک طرف ہٹنے لگے اور اندر سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی جس نے قدیم دور کا شاہی لباس پہنا ہوا تھا، گلے میں کئی جھالریں پڑی ہوئی تھیں، سر کے بالوں کو سنہرے رنگ میں رنگا گیا تھا باہر آ گیا اور وہاں موجود لوگ تیزی سے رکوع میں جھکتے چلے گئے۔

"کیا ہوا ہے"...... اس آدمی نے بھاری اور پاٹ دار آواز میں کہا تو نیچے گرے ہوئے آدمی نے اٹھ کر دونوں ہاتھ جوڑے اور اپنے موت سے بچنے کی تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"کس نے کی ہے یہ گستاخی کہ نواب اختیارالدولہ کے ملازم کو ہلاک کر سکے"...... اس آدمی نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو اس آدمی نے مڑ کر عمران کی کار کی طرف اشارہ کر دیا اور نواب اختیارالدولہ غور سے کار کی طرف دیکھنے لگے۔ جوزف اور جوانا باہر نکلے کھڑے تھے جبکہ عمران اندر بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ کون ہیں"...... نواب اختیارالدولہ نے حیران ہو کر کہا۔

''مہمان ہیں جناب''..... ساتھ کھڑے ایک آدمی نے کہا۔

''اوہ۔ پھر یہ کیوں چیخ رہا ہے۔ ہمارے مہمانوں کو تو مکمل اختیار ہے کسی کو کچلنے کا۔ جاؤ دفع ہو جاؤ اور تم جا کر مہمانوں کا استقبال کرو''..... نواب اختیارالدولہ نے ساتھ کھڑے آدمی سے کہا اور پھر مڑ کر اندر کی طرف بڑھ گئے جبکہ وہ آدمی جس نے سیاہ رنگ کی شیروانی اور سر پر عجیب سے انداز کی پگڑی باندھی ہوئی تھی تیزی سے عمران کی کار کی طرف بڑھنے لگا۔

''دروازہ کھولو سیکرٹری''..... عمران نے باہر کھڑے جوزف سے کہا۔

''یس باس''..... جوزف نے جواب دیا اور پھر عقبی طرف کا دروازہ کھول دیا تو عمران باہر آ گیا اور وہ پگڑی والا آدمی اس کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

''میں نواب اختیارالدولہ کی طرف سے معزز مہمان کو خوش آمدید کہتا ہوں''..... اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ انداز اور لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''..... عمران نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

''حضور۔ میرا نام مختار ہے اور میں نواب صاحب کا مختیار بھی ہوں''..... اس آدمی نے کہا۔

''یہ جو صاحب باہر آئے تھے یہی نواب اختیارالدولہ تھے''۔

عمران نے کہا۔

''جی جناب''..... مختار نے جواب دیا۔

''ان کے بال سونے کے ہیں''..... عمران نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ یہ ان کی خاندانی روایت ہے کہ دعوت میں بال سنہری رنگ میں رنگتے ہیں۔ آپ اندر چلیں حضور''..... مختار نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ گیا جس طرح سرے سے عمران کا واقف ہی نہ ہو۔

''سیکرٹری۔ تم نے ہمارا تعارف کرانا ہے''..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔

''کون سا تعارف۔ نمبر ایک دو یا چار''..... جوزف نے اس طرح پوچھا جیسے عمران کے دس بارہ مختلف انداز کے تعارف ہوں جبکہ جوانا ساتھ ساتھ صرف مسکراتا ہوا چلا جا رہا تھا۔

''ڈیڈی والا تعارف''..... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو تعارف نمبر چار۔ اوکے''..... جوزف نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس دوران وہ ایک بڑے ہال میں جس میں سرخ رنگ کے قالین بچھائے گئے تھے دیواروں پر نواب اختیارالدولہ کے بزرگوں کی بڑی بڑی تصویریں، تلواریں، ڈھالیں اور شیروں کے سر ٹنگے ہوئے تھے۔ وہاں قدیم دور کے صوفے بھی رکھے گئے تھے جبکہ ایک طرف صوفے پر نواب اختیارالدولہ بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران اور اس کے باڈی گارڈز کے اندر داخل ہوتے ہی نواب

اختیارالدولہ بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہاں موجود افراد بھی چونک کر عمران اور اس کے دیو قامت باڈی گارڈز کو دیکھنے لگے۔

''آپ کی تعریف''...... نواب اختیارالدولہ نے بے اختیار آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عمران کے لئے تحسین کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید اسے جوزف اور جوانا جیسے افریقی اور ایکریمی دیو پسند آئے تھے۔

''سیکرٹری۔ ہمارا تعارف نواب صاحب سے کراؤ''...... عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

''جناب علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اپنے والد سر عبدالرحمٰن ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس بیورو کی یہاں نمائندگی کر رہے ہیں کیونکہ سر عبدالرحمٰن سرکاری دورے پر ملک سے باہر گئے ہیں اور جناب علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کو یہاں ان کی جگہ سمجھا جائے''...... جوزف نے ایک تجربہ کار سیکرٹری کی طرح عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اچھا تو آپ ہیں علی عمران۔ ہمارے بھتیجے۔ سر عبدالرحمٰن کے اکلوتے صاحبزادے۔ ہم آپ کو دلی طور پر خوش آمدید کہتے ہیں''۔ نواب اختیارالدولہ نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔ ان کے بازو کھلے ہوئے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ عمران سے بھرپور انداز میں معانقہ کرنا چاہتے ہیں۔

''یہ۔ یہ سارے شیر اصلی ہیں یا''...... عمران نے دیواروں پر

لگے ہوئے شیروں کے سروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو ان کے ہاتھ یکلخت نیچے گر گئے۔ ان کا کھلا ہوا چہرہ یکلخت بگڑ سا گیا تھا۔

''نوجوان۔ تم نواب اختیارالدولہ کی توہین کر رہے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ نواب اختیار الدولہ اور ان کے آباؤ اجداد دھوکے باز تھے۔ فراڈیئے تھے۔ وہ سب دنیا کے ماہر شکاری تھے۔ مایہ ناز شکاری اور میرے دادا تو پہلی گولی میں ہی شیر کو گرا دیا کرتے تھے۔ انہیں کبھی دوسری گولی چلانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی''...... نواب اختیارالدولہ نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید عمران کی بات نے ان کی خاندانی انا کو براہ راست مجروح کر دیا تھا۔

''یہ کون سی بڑی بات ہے۔ میرے دادا آنریبل سر جہاں داد خان غلیل سے شیر مار لیا کرتے تھے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو ہال میں موجود تمام افراد بے اختیار مسکرا دیئے لیکن عمران کے اس فقرے سے نواب اختیار الدولہ اس طرح اچھلے جیسے عمران نے انہیں کوڑا مار دیا ہو۔

''حضور آپ تشریف رکھیں۔ ہم شکار کے موضوع پر بعد میں بات کریں گے۔ آیئے میں آپ کی رہنمائی کروں''...... اچانک مختار نے آگے بڑھ کر عمران سے کہا اور پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ایک طرف موجود صوفے کی طرف چل پڑا اور عمران بھی

مسکراتا ہوا اس کے پیچھے مڑ گیا کیونکہ اس نے نواب اختیار الدولہ کے چہرے پر جو تاثرات دیکھے تھے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کے دماغ کی رگیں پھٹنے والی ہیں اور شاید ان کے مزاج شناس مختار نے بھی اسی لئے مداخلت کی تھی۔

''تشریف رکھیں جناب''...... مختار نے صوفے کے قریب رکوع کے بل جھک کر کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور تیزی سے واپس چلا گیا جبکہ نواب اختیار الدولہ واپس اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے تھے لیکن ان کے چہرے پر تکدر کے تاثرات ابھی تک نمایاں تھے۔

''میرا نام جہان اکبر خان ہے اور میں دارالحکومت میں کنسٹرکشن بزنس سے متعلق ہوں۔ آپ نے نواب صاحب کو ناراض کر دیا ہے۔ ویسے شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ وہ شکار کے معاملے میں بے حد پکی واقع ہوئے ہیں''...... ساتھ والے صوفے پر بیٹھے ایک آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ پکی کہہ رہے ہیں جبکہ میرا خیال ہے کہ نواب صاحب نے کبھی خواب میں بھی شکار نہیں کھیلا۔ یہاں جتنے بھی شیروں کے سر اور ان کی کھالیں نظر آ رہی ہیں یہ سب لگتا ہے پچھلی صدی کے شیر ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جہان اکبر خان بے اختیار ہنس پڑے۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ ہم پرسوں بھی شکار پر راج گڑھ کے نواحی

جنگل میں گئے تھے مگر وہاں شیر، چیتے تو نہیں ہیں البتہ ہرن کا شکار بھرپور مل جاتا ہے''...... جہان اکبر خان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''راج گڑھ کے نواح میں جنگل۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ راج گڑھ میں تو خود بہت گھنا جنگل ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں ہے لیکن وہاں خرگوش تک نہیں ملتے اور پھر وہاں بہت سی پابندیاں بھی ہیں اس لئے اب ادھر کوئی نہیں جاتا''...... جہان اکبر خان نے جواب دیا۔

''کیسی پابندیاں۔ کیا وہاں چیک پوسٹس بنی ہوئی ہیں''۔ عمران نے ایک خیال کے تحت کہا۔

''جی ہاں۔ جہاں سے جنگل شروع ہوتا ہے وہاں ایک چیک پوسٹ ہے۔ وہ اول تو جنگل میں جانے سے منع کرتے ہیں لیکن اگر کوئی اصرار کرے تو اسے بھی سختی سے منع کر دیا جاتا ہے کہ باگڑی درختوں کے اندر نہ جائے۔ اس کے باوجود اگر کوئی چلا جائے تو پھر اس کی لاش ہی باہر آتی ہے''...... جہان اکبر خان بھی عام شکاریوں کی طرح بہت باتونی واقع ہوا تھا۔

''کیا ہے ان باگڑی درختوں میں۔ کوئی خطرناک درندے چھپے ہوئے ہیں''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں۔ میں تو کبھی نہیں گیا البتہ کل میں نے وہاں سے گزرتے ہوئے ایک کار سے دو غیر ملکیوں کو اترتے ہوئے دیکھا

تھا۔ ایک مرد اور ایک عورت تھی وہ یورپین تھے اور وہ چیک پوسٹ کی طرف جا رہے تھے''..... جہان اکبر خان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''یہ کب کی بات ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے وہاں غیر ملکیوں کا داخلہ تو سختی سے بند ہے''..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ اس سے پہلے میں نے بھی کبھی وہاں غیر ملکیوں کو جاتے نہیں دیکھا لیکن کل دوپہر کے وقت جب ہم وہاں سے گزرے تو ایک یورپی جوڑا وہاں موجود تھا''..... جہان اکبر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے کھانے کا اعلان ہو گیا تو عمران سمیت سب اٹھ کر بڑے ہال کی طرف بڑھ گئے جہاں کھانے کا انتظام کیا گیا تھا لیکن عمران کی فراخ پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔

جارج اور ریٹا کمرے میں بیٹھے مختلف معاملات پر بات چیت میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ رچرڈ بول رہا ہوں''..... جارج نے اپنا نیا نام لیتے ہوئے کہا۔

''کارس بول رہا ہوں جناب''..... دوسری طرف سے کارس کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی اچھی خبر''..... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایک آدمی کے ساتھ رابطہ تو ہوا ہے اور وہ مخصوص اوقات میں چیکنگ روکنے پر بھی آمادہ ہو گیا ہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ جنگل کی طرف سے اندر جانے کا کوئی راستہ موجود نہیں ہے''..... جارج نے کہا۔

''اگر ایسا ہوتا تو پھر جنگل میں آلات نصب کرنے کا کیا فائدہ۔ کیوں وہاں چیکنگ کی جاتی ہے۔ آپ کا یہ آدمی غلط بیانی کر رہا ہے''...... جارج نے کہا۔

''آپ اس آدمی سے خود ملاقات کر لیں تو بہتر ہو گا''۔ کارس نے کہا۔

''لیکن جو آدمی اس طرح غلط بیانی کر رہا ہے کیا وہ قابل بھروسہ ثابت ہو گا''...... جارج نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ قابل بھروسہ ہے۔ اس بات کی فکر مت کریں لیکن اس کی وہاں پوسٹنگ ابھی چھ ماہ قبل ہوئی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اسے اس راستے کا واقعی علم نہ ہو''...... کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ملاقات کب ہو سکتی ہے اور کہاں''...... جارج نے کہا۔

''آپ میرے کلب میں آ جائیں لیکن مین گیٹ کی طرف سے نہیں بلکہ اس عقبی طرف سے جہاں سے میں نے آپ کو باہر بھجوایا تھا۔ وہاں آپ کی محفوظ طریقے سے ملاقات ہو سکے گی''...... کارس نے کہا۔

''کب''...... جارج نے پوچھا۔

''آپ آ جائیں۔ وہ آدمی بھی اس دوران آ جائے گا''۔ کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ہم آ رہے ہیں''...... جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آؤ ریٹا۔ اس آدمی سے ملاقات کر لیں''...... جارج نے اٹھتے ہوئے کہا تو ریٹا بھی اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ کلب کے ایک مخصوص کمرے میں موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور کارس ایک ادھیڑ عمر مقامی آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا تو جارج اور ریٹا دونوں بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''یہ صلاح الدین صاحب ہیں۔ لیبارٹری کے وائلڈ ونگ کے سیفٹی انچارج ہیں اور صلاح الدین صاحب یہ مسٹر رچرڈ اور یہ میڈم ماریا ہیں''...... کارس نے ان کا آپس میں تعارف کراتے ہوئے کہا اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے اور رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''آپ لیبارٹری میں کیوں داخل ہونا چاہتے ہیں''...... صلاح الدین نے بیٹھتے ہی کہا تو جارج اور ریٹا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

''ہمیں معلوم ہے کہ جس جگہ اب لیبارٹری ہے یہاں قدیم دور میں ایک تاریخی مندر موجود تھا جسے راج مندر کہا جاتا تھا۔ ہم دونوں راج مندر پر یونیورسٹی کی طرف سے ایک تھیسز لکھ رہے ہیں اور اس سلسلے میں ہم یہاں پاکیشیا میں آئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں مقامی حکومت کی طرف سے کوئی سائنسی لیبارٹری بنائی گئی ہے جو اس مندر کے زیر زمین تہہ خانوں میں بنائی گئی ہے اور اس کا

راستہ چھاؤنی کی طرف سے ہے اور غیر متعلقہ آدمی کا داخلہ سختی سے بند ہے جبکہ اس کا ایک اور راستہ جو قدیم دور میں تھا وہ جنگل کی طرف سے ہے اس لئے وہاں بھی ایسے آلات نصب کئے گئے ہیں جن سے وہاں داخل ہونے والے افراد کو چیک کیا جاتا ہے اور شاید اسی سیکشن کے انچارج آپ ہیں۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ہم خود اندر سے ان تہہ خانوں کو دیکھ کر ان کی تصاویر بنائیں۔ ہمیں لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور نہ ہی یہ ہمارا سبجیکٹ ہے لیکن ہم یہ تھیسز ضرور مکمل کرنا چاہتے ہیں‘‘...... جارج نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ یہاں پہنچنے پر پہلے کارس نے ان سے ملاقات کی تھی اور انہیں بتایا تھا کہ جب وہ اس آدمی کو ساتھ لے کر آئے تو اسے یہی بات بتائی جائے کیونکہ اس آدمی کو یہی بات کر کے تعاون پر آمادہ کیا گیا ہے۔

’’اگر آپ کو میں اندرونی نقشہ بنا کر دے دوں تو آپ کا کام مکمل نہیں ہوگا‘‘...... صلاح الدین نے کہا۔

’’نہیں جناب۔ ہم تھیسز میں کوئی غلط بیانی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس تھیسز کے بعد بورڈ ہم سے سوال جواب کرے گا‘‘۔ جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کیا آپ کے پاس ایسے کاغذات ہیں جن سے یہ بات ثابت ہو سکے کہ آپ واقعی تھیسز لکھ رہے ہیں اور آپ کا تھیسز راج مندر کے بارے میں ہے‘‘...... صلاح الدین نے کہا تو جارج نے اثبات

میں سر ہلاتے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکالا اور اسے کھول کر اس میں سے کاغذات نکال کر صلاح الدین کی طرف بڑھا دیئے۔ یہ کاغذات وہ پہلے ہی تیار کرا کر ساتھ لے آئے تھے تاکہ کسی بھی شک کی صورت میں وہ اپنا دفاع کر سکیں۔ ان کاغذات کی باقاعدہ تصدیق کی جا سکتی تھی۔ صلاح الدین کافی دیر تک کاغذات کو پڑھتا رہا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذ واپس جارج کی طرف بڑھا دیئے۔

’’اب میری پوری تسلی ہو گئی ہے۔ معاف کیجئے۔ یہ لیبارٹری انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور میں محبّ وطن آدمی ہوں۔ جناب کارس نے مجھے یہ سب بتایا تھا لیکن میں نے ضروری سمجھا کہ آپ سے ملاقات کر کے اپنا اطمینان کر لوں‘‘...... صلاح الدین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ایسا آپ کو کرنا بھی چاہئے تھا۔ ہمارا اس لیبارٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ہمیں کسی سائنسی پراجیکٹ سے کوئی دلچسپی ہے۔ ہماری دلچسپی صرف مندر، اس کے تہہ خانوں اور ان کی دیواروں پر بنی ہوئی قدیم دور کی تصاویر تک محدود ہے‘‘...... جارج نے کہا۔

’’آپ کی بات درست ہے۔ یہ واقعی کسی قدیم مندر کے تہہ خانہ جات ہیں کیونکہ وہاں دیواروں پر اور چھتوں پر عجیب و غریب سی تصاویر اور دیوتاؤں کی تصاویر اب بھی کہیں کہیں موجود ہیں لیکن

اصل مسئلہ آپ کے اندر جانے کا ہے۔ چھاؤنی کی طرف سے تو آپ کسی صورت اندر نہیں جا سکتے اور نہ میں کیمرہ لے کر اندر جا سکتا ہوں کہ میں تصاویر کھینچ کر آپ کو لا دیتا۔ وہاں تو انتہائی سخت حفاظتی سائنسی انتظامات ہیں اور جنگل کی طرف سے کوئی راستہ ہے ہی نہیں''...... صلاح الدین نے کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو پھر وہاں جنگل میں سائنسی چیکنگ کے جدید ترین آلات کیوں نصب کئے گئے ہیں''...... جارج نے کہا۔

''اس لئے کہ وہاں کوئی آدمی زمین میں سرنگ لگا کر اور طاقتور بم کی مدد سے لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب نہ ہو جائے''۔ صلاح الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جب وہاں مندر تھا تو ظاہر ہے اس کا راستہ اوپر سے ہی ہو گا۔ چھاؤنی والا راستہ تو لامحالہ اس وقت خفیہ راستہ ہی ہو گا''۔ جارج نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اس راستے کو بند کئے سینکڑوں سال ہو گئے ہوں گے۔ اب وہ کیسے کھل سکتا ہے اور کسی کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ راستہ کہاں اور کس طرف تھا''...... صلاح الدین نے کہا۔

''ایک کام ہو سکتا ہے''...... خاموش بیٹھے ہوئے کارس نے اچانک پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

''وہ کیا''...... جارج اور صلاح الدین دونوں نے چونکتے ہوئے کہا جبکہ ریٹا جو اب تک خاموش بیٹھی سب باتیں سن رہی تھی وہ بھی

چونک کر کارس کی طرف دیکھنے لگی۔

''آپ کوئی ٹائم دے دیں اور اس ٹائم میں چیکنگ بند کر دیں اور رچرڈ اور ماریا دونوں وہاں اچھی طرح گھوم پھر کر چیکنگ کر لیں۔ شاید وہ راستہ بھی تلاش کر لیں اور اسے کھولنے کا بھی کوئی طریقہ سوچ لیں''...... کارس نے صلاح الدین سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن اس کے لئے میں علیحدہ معاوضہ لوں گا''...... صلاح الدین نے کہا۔

''معاوضے کی فکر مت کریں۔ وہ مل جائے گا''...... کارس نے جواب دیا۔

''تو پھر ایسا ہے کہ میں یہاں سے سیدھا لیبارٹری جا رہا ہوں۔ مجھے چھاؤنی کے راستے جانا ہو گا جبکہ آپ کو جنگل میں جانا ہو گا اور ہاں۔ وہاں ایک چیک پوسٹ ہے جو شکاریوں کو جنگل میں جانے سے روکتی ہے اور خاص طور پر غیر ملکیوں کو۔ وہ چیک پوسٹ میرے ہی تحت ہے۔ اس کا انچارج گلزار خان نامی آدمی ہے۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں وہ آپ کو آگے جانے دے گا''...... صلاح الدین نے کہا تو جارج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''دس لاکھ ڈالر معاوضہ اس کا علیحدہ دے دیں اور اگر آپ لیبارٹری میں گئے تو اس کا معاوضہ پچاس لاکھ ڈالر علیحدہ ہو گا''۔ صلاح الدین نے کہا۔

''ایک بات تو بتائیں مسٹر صلاح الدین''...... اچانک ریٹا نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''جی پوچھیئے''...... صلاح الدین نے کہا۔

''فرض کیا ہمیں راستہ مل جاتا ہے اور ہم اسے کھول کر اندر چلے جاتے ہیں۔ آپ اس دوران مانیٹرنگ آلات بھی بند کر دیتے ہیں تو یہ بتائیں کہ اندر لیبارٹری میں آپ دوسرے لوگوں سے ہمارے بارے میں کیا کہیں گے''...... ریٹا نے کہا تو صلاح الدین بے اختیار مسکرا دیا۔

''لیبارٹری میں ایک گھنٹہ ایسا ہوتا ہے جب مجھ سمیت تمام لوگ دوپہر کے کھانے کے لئے سب سے نیچے والے تہہ خانے میں جو اب بنایا گیا ہے، موجود ہوتے ہیں اور پورا ایک گھنٹہ وہاں گزارا جاتا ہے کیونکہ کسی غیر کا لیبارٹری میں داخلے کا تو سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ آپ کو اس ایک گھنٹے کے اندر اندر لیبارٹری میں اپنی تمام کارروائی مکمل کر کے واپس جانا ہو گا''...... صلاح الدین نے کہا۔

''او کے۔ ویسے لیبارٹری میں صاف ہوا کی آمد، آلودہ ہوا کی نکاسی، صاف پانی کا حصول اور آلودہ پانی کے نکاس کا کیا انتظام ہے''...... ریٹا نے پوچھا۔

''یہ تمام پوائنٹس چھاؤنی کے اندر ہیں''...... صلاح الدین نے جواب دیا۔

''او کے کارس صاحب۔ صلاح الدین صاحب کو چیکنگ کا معاوضہ اور اندر جانے کا معاوضہ دونوں کے چیک دے دیں۔ ان سے ہمارا معاہدہ ہو گیا''...... جارج نے کہا۔

''یس سر''...... کارس نے کہا اور پھر جیب سے چیک بک نکال کر اس نے ایک چیک پر رقم لکھی اور نیچے اپنے مخصوص دستخط کر کے چیک کو بک سے علیحدہ کیا اور پھر چیک صلاح الدین کی طرف بڑھا دیا۔

''صلاح الدین صاحب۔ ایک بات کا خیال رکھیں کہ اگر آپ کو اتنی بھاری رقم دی جا سکتی ہے تو دھوکے کی صورت میں آپ کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے''...... کارس نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ آپ تو مجھے طویل عرصے سے جانتے ہیں۔ میری طرف سے کوئی دھوکہ نہیں ہو گا۔ آگے آپ کی قسمت''۔ صلاح الدین نے کہا تو کارس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ انچارج چیک پوسٹ گلزار خان کو فون کر رہے تھے''۔ جارج نے کہا تو صلاح الدین نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیں''...... جارج نے کہا تو صلاح الدین نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''راج گڑھ چیک پوسٹ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

"گلزار خان سے بات کرائیں میں صلاح الدین بول رہا ہوں۔ سیفٹی انچارج"...... صلاح الدین نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"ہیلو۔ گلزار خان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ ہی تھا۔

"صلاح الدین بول رہا ہوں"...... صلاح الدین نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک یورپی جوڑا چیک پوسٹ پر پہنچے گا۔ وہ میرے ملنے والے ہیں اور راج گڑھ جنگل کی سیر کرنا اور وہاں کی تصاویر بنانا چاہتے ہیں۔ تم نے انہیں نہیں روکنا بلکہ ان سے مکمل تعاون کرنا ہے"...... صلاح الدین نے کہا۔

"کس قسم کا تعاون سر"...... گلزار خان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"انہیں اس جنگل کے سرکاری نقشے کی ایک کاپی دے دینا اور ایک واکی ٹاکی بھی دے دینا تاکہ اگر انہیں ضرورت پڑے تو وہ تم سے رابطہ کر سکیں"...... صلاح الدین نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن سر وہ ریڈ سرکل میں تو نہیں جا سکیں گے۔ اس بارے میں انہیں بتایا جائے یا نہیں"...... گلزار خان نے کہا۔

"وہ میں نے انہیں بتا دیا ہے۔ تم فکر مت کرو"...... صلاح الدین

نے کہا۔

"یس سر۔ کیا پہچان ہے ان کی سر"...... گلزار خان نے پوچھا۔

"ان کا نام مسٹر رچرڈ اور میڈم ماریا ہوں گے اور وہ وہاں میرا نام لیں گے۔ یورپی نژاد ہیں۔ اور سنو۔ جتنا عرصہ وہ وہاں گھومنا پھرنا چاہیں تم نے کوئی پابندی نہیں لگانی"...... صلاح الدین نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... صلاح الدین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ چیک پوسٹ پر گلزار خان سے مل کر میرا نام لیں گے تو وہ آپ سے مکمل تعاون کرے گا"...... صلاح الدین نے فخریہ لہجے میں کہا تو جارج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ ہمیں وقت بتا دیں کہ آپ کب سے کب تک چیکنگ بند رکھیں گے"...... جارج نے کہا۔

"میں کل گیارہ بجے لیبارٹری پہنچوں گا۔ آج میں چھٹی پر ہوں۔ آج آپ یہاں سے کار پر روانہ ہوں تو کل دس گیارہ بجے راج گڑھ چیک پوسٹ پر پہنچیں گے اس لئے کل ایک سے دو بجے تک میں مانیٹرنگ بند رکھوں گا۔ اوکے"...... صلاح الدین نے کہا اور جارج کے سر ہلانے پر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر جارج اور ریٹا سے مصافحہ کر کے وہ کارس کے ساتھ کمرے سے باہر چلا گیا۔

"تم وہاں راستہ دیکھنے جا رہے ہو یا کوئی اور مسئلہ ہے"...... ریٹا

نے کہا۔

''مجھے راستے کا تو علم ہے۔ اصل بات اس بلاکنگ کو ختم کرنا ہے اور یہ بلاکنگ مشینری کے بغیر ختم نہیں ہو سکتی۔ میں وہاں اس بلاکنگ کو آف کرنے کی مشینری کو چیک کرنے جا رہا ہوں۔ اس کے بعد ہم جائیں گے اور مشینری کے ذریعے راستہ کھول کر اپنا مشن مکمل کریں گے''...... جارج نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی راج گڑھ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر اکیلا عمران موجود تھا۔ نواب اختیارالدولہ کی دعوت میں جہان اکبر خان نے اسے یہ بتا کر کہ اس نے ایک یورپی جوڑے کو چیک پوسٹ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا، چونکا دیا تھا کیونکہ ٹائیگر باوجود شدید کوشش کے ابھی تک اس جارج کو تلاش نہ کر سکا تھا جس نے سنٹرل نیشنل لائبریری سے مخطوطہ چوری کرایا تھا۔ گو جو حلیہ کراؤن نے اس جارج کا بتایا تھا اس کے مطابق وہ ایکریمین نژاد تھا لیکن جب دونوں سائنس دانوں رشید سلیمان اور ڈاکٹر کاشف کو بے ہوش کیا گیا تھا تو اس سے پہلے جو جوڑا ساتھ والی کوٹھی کے چوکیدار نے کار میں جاتے ہوئے دیکھا تھا وہ یورپی نژاد تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ موجودہ دور میں میک

اپ کر لینا کوئی مسئلہ نہیں اور کراؤن نے جب سے بتایا تھا کہ ان کا تعلق ایکریمیا کی ایجنسی کراوز سے ہے تو وہ سمجھ گیا تھا کہ انہوں نے میک اپ تبدیل کر لیا ہو گا لیکن ایک یورپی جوڑے کی راج گڑھ جنگل میں جانے کی بات سن کر وہ اس لئے بھی چونکا تھا کہ اس نے اس لیبارٹری کے تحفظ کے لئے نہ صرف وہاں ملٹری انٹیلی جنس کے سیکشن انچارج کرنل شہامند کو بھی الرٹ کرا دیا تھا اس کے ساتھ ساتھ چھاؤنی کے انچارج کرنل عزیز احمد کو بھی وزارت دفاع کی طرف سے خصوصی طور پر الرٹ کرا دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ صفدر، چوہان اور نعمانی کو بھی اس نے چھاؤنی میں بھجوا دیا تھا اس لئے وہ مطمئن تھا کہ چھاؤنی کے راستے لیبارٹری میں کوئی ایجنٹ داخل نہ ہو سکے گا لیکن جہان اکبر خان کی بات سن کر اسے خیال آیا تھا کہ لازماً جنگل میں سے لیبارٹری جانے کا کوئی نہ کوئی راستہ موجود ہو گا۔ گو وہاں باگڑی درختوں جسے ریڈ سرکل کہا جاتا تھا، میں آلات نصب تھے اور غیر ملکی تو ایک طرف کوئی مقامی آدمی بھی اس سرکل میں داخل نہ ہو سکتا تھا اور اسی بات کو چیک کرنے کے لئے وہ راج گڑھ جنگل میں جا رہا تھا۔ جوزف کو اس نے خصوصی طور پر اس لئے ساتھ لے لیا تھا کہ جنگل میں جوزف کی تمام حسیّں عام حالات کی نسبت سینکڑوں گنا زیادہ بڑھ جاتی تھیں۔

''ٹائیگر۔ تمہارے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تم تحت الثریٰ سے بھی اپنے ٹارگٹ کو ڈھونڈ نکالتے ہو لیکن جارج اور اس کی ساتھی

عورت کو تم تلاش نہیں کر سکے۔ کوئی خاص وجہ ہے''..... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جارج اور اس کی ساتھی عورت جس کا نام ریٹا بتایا گیا ہے بے حد ہوشیار اور چالاک ہیں۔ کراؤن نے انہیں جس کوٹھی میں رکھا ہے وہ بغیر کسی کو بتائے خاموشی سے وہاں سے نکل گئے اور انہوں نے کراؤن سے یکسر تمام رابطے ختم کر دیئے حالانکہ بظاہر اس کی کوئی وجہ بھی نہ تھی۔ اس کے بعد میں نے بڑی مشکل سے کھوج لگایا کہ ریڈ سٹار کلب کے جیگر سے ان کے رابطے ہیں لیکن پھر وہی ہوا جو کراؤن کے معاملے میں ہوا تھا۔ اچانک انہوں نے جیگر کی دی ہوئی رہائش گاہ چھوڑ دی اور اس سے بغیر کسی ظاہری وجہ کے تمام رابطے ختم کر دیئے''..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے ایکریمیا سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں یا نہیں''..... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ وہاں سے اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ایکریمیا نے حال ہی میں ایک نئی ایجنسی قائم کی ہے جس کا نام کراوز ہے اور جس کا چیف انتہائی خفیہ رہتا ہے اور جارج اور ریٹا اس ایجنسی کے سپر ایجنٹس ہیں اور وہ ان دنوں کسی مشن پر پاکیشیا گئے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے حلیئے اور قدوقامت کی تفصیل معلوم ہو سکی ہے اور بس''..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کی ہیں ان کے بارے میں''۔

عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ یہ دونوں اپنے اصل چہروں اور اصل ناموں کے ساتھ پاکیشیا پہنچے ہیں۔ اس کے بعد کراؤن سے ان کے رابطے ہوئے۔ پھر جیگر کے ساتھ اور اس کے بعد یہ کہاں ہیں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہرحال رابطے تو لازماً ان کے کسی نہ کسی گروپ کے ساتھ ہوں گے''......عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''باس۔ آپ کہہ رہے تھے کہ انہیں راج گڑھ کے جنگل میں دیکھا گیا ہے۔ کیا لیبارٹری کا کوئی راستہ جنگل میں سے بھی ہے''۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ٹائیگر نے پوچھا۔

''لازماً ہو گا۔ اسی لئے تو یہاں ایسے آلات نصب کیے گئے ہیں جن سے آنے والوں کی لیبارٹری کے اندر سے مانیٹرنگ کی جاتی ہے''......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسی صورت میں تو فوری طور پر ان کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔ کیا آپ کو بھی لیبارٹری کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے ایک دعوت کے دوران ایک شکاری نے بتایا کہ اس نے گزرتے ہوئے ایک یورپی جوڑے کو اندر جاتے دیکھا تھا اور یہ ایسی بات تھی جس نے مجھے چونکا دیا تھا کیونکہ وہاں حکومت کی طرف سے باقاعدہ چیک پوسٹ بنائی گئی ہے جو عام لوگوں کو

اندر جانے سے روکتی ہے اور اگر کوئی جانے کی ضد کرے تو اس کے مکمل کوائف وہاں درج کیے جاتے ہیں لیکن غیر ملکیوں کا داخلہ تو انتہائی سختی سے ممنوع ہے''.....عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن باس۔ اس طرح لوگوں کو اندر جانے سے کیسے روکا جا سکتا ہے۔ وسیع و عریض جنگل میں لوگ کہیں سے بھی اندر داخل ہو سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ ہر طرف بڑے بڑے بورڈ لگائے گئے ہیں اور ایسے آلات نصب ہیں جو داخل ہونے والوں کو روک دیتے ہیں اور صرف ایک راستہ ہے جس پر وہ چیک پوسٹ بنی ہوئی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن حکومت کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے جب وہاں کوئی راستہ ہی نہیں ہے''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیبارٹری کو باہر سے بھی تباہ کیا جا سکتا ہو گا اس لئے ایسے انتظامات کئے گئے ہوں گے حالانکہ اتنے ایریا میں لوگوں کو روکنے سے بہتر تھا کہ اس راستے کو یا اس جگہ کو بم پروف بنا دیا جاتا''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر دو گھنٹوں کے مزید سفر کے بعد وہ ایک چیک پوسٹ کے قریب پہنچ گئے اور ٹائیگر نے جیپ چیک پوسٹ کی طرف موڑ دی جو عام سڑک سے تھوڑا اندر جا کر بنائی گئی تھی۔ یہ دو کمرے تھے جس کے باہر سڑک تھی جو جنگل کی طرف جا رہی تھی۔ وہاں راڈ لگا کر راستہ بند کر دیا

گیا تھا۔ دونوں کمروں کے باہر مشین گنوں سے مسلح یونیفارم پہنے
ہوئے دو آدمی موجود تھے۔ ٹائیگر نے جیپ راڈ کے قریب لے جا
کر روک دی اور عمران جیپ کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

''تم یہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر قدم
بڑھاتا ہوا وہ کمروں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''انچارج کہاں بیٹھتا ہے''...... عمران نے ایک مسلح آدمی سے
مخاطب ہو کر کہا۔

''اس کمرے میں جناب''...... اس مسلح آدمی نے ایک کمرے
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا اور عمران
سر ہلاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا
تھا۔ عمران اندر داخل ہوا تو ایک کاؤنٹر کے پیچھے ایک لمبے قد اور
بھاری جسم کا آدمی یونیفارم پہنے بیٹھا ہوا تھا۔

''مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہا جاتا
ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو وہ
آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ جناب۔ چیف نے مجھے آپ کے بارے میں
اطلاع دے دی تھی۔ میرا نام گلزار خان ہے اور میں اس چیک
پوسٹ کا انچارج ہوں۔ ہم آپ کی ہر خدمت کرنے کے لئے تیار
ہیں''...... انچارج نے باقاعدہ سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔ یہ چیک
پوسٹ ملٹری انٹیلی جنس کے تحت تھی اور عمران نے یہاں آنے سے

پہلے ملٹری انٹیلی جنس کے چھاؤنی میں انچارج کرنل شہامند سے
بات کر لی تھی اور کرنل شہامند نے اسے بتا دیا تھا کہ ان کے
بارے میں چیک پوسٹ پر فون کے ذریعے باقاعدہ اطلاع دے دی
گئی ہے۔

''یہ بتائیں کہ دو تین روز پہلے ایک یورپی جوڑے کو جنگل میں
جاتے دیکھا گیا ہے جبکہ غیر ملکیوں کا داخلہ ممنوع ہے''...... عمران
نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی کاؤنٹر کی جانب کرسی
پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ ایک یورپی جوڑا آیا ضرور تھا۔ ان کے پاس ایکریمیا کی
نیشنل یونیورسٹی کے کاغذات تھے اور ان کا تعلق قدیم تاریخ کے
شعبے سے تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ یہاں قدیم دور میں ایک مندر تھا۔
وہ اس بارے میں جنگل میں جا کر معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں
جس پر میں نے انہیں بتایا کہ غیر ملکیوں کا داخلہ جنگل میں ممنوع
ہے۔ انہوں نے اصرار کیا اور کرنل صاحب سے بات کرنے کی
خواہش ظاہر کی تو میں نے بات کرا دی۔ کرنل صاحب نے بھی
انہیں سمجھایا لیکن ان کے مزید اصرار پر انہوں نے انہیں ریڈ سرکل
سے ہٹ کر صرف جنگل میں گھومنے پھرنے کی اجازت دے دی
اور وہ لوگ کئی گھنٹوں تک جنگل میں گھومنے کے بعد واپس چلے
گئے''...... گلزار خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا انہوں نے کرنل شہامند سے اجازت لی تھی''...... عمران

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... گلزار خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں سے بات ہو سکتی ہے کرنل صاحب سے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر''...... گلزار خان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بات کراؤ میری''...... عمران نے کہا تو گلزار خان نے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انچارج راج گڑھ چیک پوسٹ گلزار خان بول رہا ہوں۔ کرنل شہامند صاحب سے بات کرائیں''...... گلزار خان نے کہا۔

''سر۔ جناب علی عمران صاحب میرے پاس چیک پوسٹ پر موجود ہیں۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... گلزار خان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... اس نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور پھر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں چیک پوسٹ راج گڑھ سے''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جی جناب۔ کوئی پرابلم ہے۔ میں نے آپ کے بارے میں

فون پر اطلاع دے دی تھی''...... دوسری طرف سے بھاری آواز میں کہا گیا لیکن لہجہ قدرے مؤدبانہ تھا۔

''کرنل صاحب۔ انچارج صاحب بتا رہے ہیں کہ آپ نے ایک غیر ملکی جوڑے کو دو تین روز پہلے جنگل میں گھومنے پھرنے کی اجازت دی تھی۔ کیا یہ درست ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ گلزار خان نے مجھے بتایا تھا کہ وہ بے حد اصرار کر رہے ہیں اور ان کا تعلق ایکریمیا کی یونیورسٹی سے ہے اور گلزار خان نے ان کے کاغذات بھی چیک کئے تھے''...... کرنل شہامند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ نے ان کے کوائف تو درج کئے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''یس سر''...... گلزار خان نے ایک رجسٹر اٹھا کر اسے کھولتے ہوئے کہا اور پھر ایک صفحہ پلٹ کر اس نے رجسٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ دیکھئے۔ یہ اندراج ہے''...... گلزار خان نے کہا تو عمران نے رجسٹر پر دیکھا۔ وہاں رچرڈ اور ماریا کے نام درج تھے اور ان کا ایکریمیا کا پتہ درج تھا اور دستخط تھے۔

''ان کا مقامی ایڈریس نہیں لکھا گیا''...... عمران نے پوچھا۔

''انہوں نے بتایا تھا کہ وہ گرانڈ ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں

اور دو روز بعد واپس جا رہے ہیں''...... گلزار خان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سر۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ غیر ملکی جوڑا کون تھا جس کے لئے آپ ایسی انکوائری کر رہے ہیں''...... گلزار خان نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ ملک دشمن ایجنٹ تھے''...... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیا ہمیں بھی اندراجات کرنے ہوں گے جنگل میں جانے کے لئے''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ یہ قانونی ضابطہ ہے''...... گلزار خان نے بھی اٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اپنا، ٹائیگر اور جوزف کے نام لکھ کر اپنا پتہ لکھا اور پھر دستخط کر دیئے۔

''تھینک یو سر''...... گلزار خان نے کہا اور پھر اس نے کاؤنٹر کے نیچے موجود خانے سے ایک واکی ٹاکی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ واکی ٹاکی رکھیں۔ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں آپ ہمیں مطلع کر سکتے ہیں''...... گلزار خان نے کہا۔

''کیا آپ نے اس یورپی جوڑے کو بھی واکی ٹاکی دیا تھا''۔ عمران نے واکی ٹاکی لیتے ہوئے چونک کر کہا۔

''یس سر۔ لیکن انہوں نے کال نہیں کی تھی۔ انہیں اس کی

ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی لیکن چونکہ یہ قانوناً دیا جانا ضروری ہوتا ہے اس لئے میں نے انہیں بھی دے دیا تھا''...... گلزار خان نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے واکی ٹاکی جیب میں ڈالا اور پھر آفس سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے گلزار خان بھی باہر آ گیا۔

''راڈ ہٹا دو''...... گلزار خان نے مسلح افراد سے کہا تو ایک آدمی نے تیزی سے آگے بڑھ کر راڈ ہٹا دیا۔

آپ کے پاس اس جنگل کا نقشہ تو ہو گا''...... اچانک ایک خیال کے تحت عمران نے گلزار خان سے پوچھا۔

''یس سر۔ میں لے کر آتا ہوں''...... گلزار خان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس آفس میں چلا گیا جبکہ عمران جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر اور جوزف بھی جیپ سے نیچے اتر کر کھڑے تھے۔ چند لمحوں بعد گلزار خان ایک تہہ شدہ نقشہ لئے آفس سے نکل کر عمران کی طرف بڑھا اور اس نے نقشہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ اصل ہے یا کاپی''...... عمران نے نقشہ لیتے ہوئے پوچھا۔

''یہ کاپی ہے۔ یہاں ہم نے کاپیاں کرا کر رکھی ہوئی ہیں۔ جو لوگ جنگل میں جانے پر اصرار کرتے ہیں تو ہم انہیں نقشے کی کاپی دے دیتے ہیں''...... گلزار خان نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر گلزار خان کا شکریہ ادا کر کے عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''چلو جنگل کے اندر''...... عمران نے نقشہ کھولتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے جیپ سٹارٹ کر کے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ عمران نے نقشے کو کھول کر اسے اپنے گھٹنوں پر بچھا لیا اور پھر اس نے جیب سے بال پوائنٹ نکال کر اس جگہ پر نشان لگایا جہاں چیک پوسٹ ظاہر کی گئی تھی۔ اس کے بعد اس نے ریڈ سرکل تک جانے والے راستے کو مارک کیا اور پھر چند لمحے نقشے کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے بال پوائنٹ بند کر کے واپس جیب میں رکھا اور نقشہ تہہ کر کے اسے جیپ کے ڈیش بورڈ کے اوپر رکھ دیا۔ جیسے جیسے جیپ آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی جنگل گھنا ہوتا جا رہا تھا۔ سڑک بھی تنگ ہوتی جا رہی تھی اس لئے ٹائیگر نے جیپ کی رفتار آہستہ کر دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جیپ جب کافی گھنے جنگل میں داخل ہو گئی تو عمران نے ٹائیگر کو جیپ روکنے کے لئے کہا اور پھر جیپ کے رکتے ہی عمران جیپ سے اتر گیا تو ٹائیگر اور جوزف بھی جیپ سے نیچے اتر آئے۔ جیپ سے باہر آتے ہی جوزف کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے بچے اپنے کسی پسندیدہ جگہ پر پہنچ کر خوش ہو جاتے ہیں۔

''جوزف۔ کیا تم سونگھ سکتے ہو کہ وہ غیر ملکی یہاں کہاں کہاں گئے ہوں گے''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے باس''...... جوزف کے جواب دینے سے پہلے ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جوزف کے لئے ممکن ہے اور اسی لئے میں اسے ساتھ لایا ہوں۔ جنگل میں اس کی تمام حسیات اس قدر تیز ہو جاتی ہیں کہ شاید درندوں کی حسیات بھی اتنی تیز نہ ہوتی ہوں گی اور یہاں تو افراد بہت کم آتے ہیں اور یقیناً جارج اور رینا یہاں گھومتے رہے ہوں گے تو ان کی مخصوص بو جنگل میں موجود ہو گی جسے جوزف کی ناک سونگھ سکتی ہے۔ کیوں جوزف''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں یہاں بھی انسانوں کی ہلکی سی بو سونگھ رہا ہوں''۔ جوزف نے جواب دیا۔

''تو ٹھیک ہے۔ پھر ہماری رہنمائی کرو''...... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر کافی آگے جا کر وہ رک گیا۔

''باس۔ یہاں تو بو تیز ہو گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ یہاں کار سے نیچے اترے ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''باس۔ ہو سکتا ہے وہ جیپ پر آئے ہوں جیسے ہم آئے ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ وہ کار میں آئے ہیں۔ اس لئے پیچھے ان کی بو بے حد ہلکی تھی۔ یہاں بہت تیز ہے۔ اگر وہ جیپ میں آتے تو جیپ کے کھلے دروازوں کی وجہ سے ان کی بو اس قدر ہلکی نہ ہوتی''۔ جوزف نے جواب دیا اور اس بار ٹائیگر کو اثبات میں سر ہلانا پڑا۔ ویسے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اس کے

ذہن میں یہ بات ہی نہ تھی کہ جوزف جیسا آدمی اس قدر گہری بات بھی سوچ سکتا ہے اور پھر جوزف آگے آگے چلتا رہا اور عمران اور ٹائیگر اس کے پیچھے۔

''جس سمت میں تم چل رہے ہو اس کا مطلب ہے کہ انہیں جنگل سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ سیدھے باگڑی درختوں کے سرکل کی طرف جا رہے تھے جسے ریڈ سرکل کہا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے باگڑی کے بارے میں معلوم نہیں ہے باس لیکن یہ یورپی جوڑا ادھر ہی گیا ہے''...... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''باس۔ ریڈ سرکل میں تو چیکنگ کے جدید ترین آلات نصب ہیں۔ پھر تو وہ چیکنگ میں آ گئے ہوں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''چیکنگ میں بھی نہیں آئے۔ میں پہلے معلوم کر چکا ہوں۔ گزشتہ چھ ماہ سے کوئی آدمی ریڈ سرکل میں داخل نہیں ہوا۔ البتہ جانوروں کی اور بات ہے''...... عمران نے جواب دیا اور پھر چلتے چلتے اچانک جوزف رک گیا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''باس۔ یہاں ان کی بو گہری اور تیز ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کافی دیر تک یہاں رکے رہے ہیں۔ اور باس وہ باگڑی کے درخت کہاں ہیں''...... جوزف نے پوچھا۔

''وہ سامنے جو سرخ پھولوں والے اونچے درخت نظر آ رہے ہیں اور یہ باقاعدہ سرکل میں ہیں''...... عمران نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تو باس۔ یہ دونوں اس سرکل میں بھی گئے ہیں۔ مجھے وہاں سے ان کی بو آ رہی ہے''...... جوزف نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تم دیکھ نہیں رہے کہ یہاں ہر درخت اور ہر شاخ پر آلات موجود ہیں۔ وہ چاہے سلیمانی ٹوپیاں پہن کر جاتے تب بھی ان آلات سے پوشیدہ نہ رہ سکتے تھے اور میں یہ بات کنفرم کر چکا ہوں کہ وہ چیک نہیں ہوئے''۔ عمران نے کہا۔

''باس۔ وہ ایکریمین ایجنٹ ہیں۔ ہو سکتا ہے انہوں نے ان تمام آلات کو زیرو کرنے کا کوئی آلہ ساتھ رکھا ہوا ہو''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب ہمیں ریڈ سرکل کو بھی چیک کرنا پڑے گا''...... عمران نے کہا اور پھر جیب سے گلزار خان کا دیا ہوا واکی ٹاکی نکال کر اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''گلزار خان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد واکی ٹاکی سے گلزار خان کی آواز سنائی دی۔

''تم فون کر کے کرنل شہامند سے کہہ دو کہ ہم ریڈ سرکل کو چیک

کرنے کے لئے اس میں داخل ہو رہے ہیں۔ وہ پریشان نہ ہوں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے واکی ٹاکی آف کر کے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔

''چلو آگے بڑھو اور مجھے بتاؤ کہ یہ لوگ ریڈ سرکل میں کہاں کہاں گئے ہیں''...... عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ریڈ سرکل میں داخل ہو گئے اور جوزف ادھر ادھر گھومنے کے بعد اچانک ایک کھنڈر نما جگہ کے قریب رک گیا۔ یہ ایک کنویں نما جگہ تھی لیکن گہرا کنواں نہ تھا بلکہ کنویں کی طرح زمین پر احاطہ سا بنا ہوا تھا لیکن یہ احاطہ اور اس کی اینٹیں بھی قدیم دور کی تھیں۔ اچانک عمران اس احاطے کے کونے میں کھدی ہوئی جگہ کو دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر احاطے کی چھوٹی سی دیوار کو کراس کر کے وہ اندر داخل ہوا اور اس کونے میں کھدی ہوئی جگہ پر پہنچ کر رک گیا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر اور جوزف بھی احاطے کے اندر آ گئے۔ عمران اس کھدی ہوئی جگہ کے قریب اکڑوں بیٹھ گیا اور اس نے ہاتھ کھدی ہوئی جگہ پر رکھ کر اسے حرکت دی اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیا ہے یہاں باس''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''اس احاطے کا فرش گلڈ سٹون سے بنایا گیا ہے جس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے کسی طرح اکھاڑا جا سکتا ہے اور اس کی میعاد بھی ہزاروں سال تک ہو سکتی ہے اور اس میں سرنگ بھی نہیں لگائی جا سکتی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ قدیم دور کا پتھر ہے''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ یہ جدید ترین دور کی ایجاد ہے۔ یہ ریڈ بلاکس سے بھی زیادہ سخت اور پائیدار چیز ہے اور ابھی حال ہی میں ایجاد کیا گیا ہے۔ تقریباً بیس سال قبل''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر اسے یہاں کیوں استعمال کیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ یہاں مندر کے تہہ خانوں میں جانے کا راستہ تھا جسے پہلے ریڈ بلاکس سے بند کیا گیا ہو گا لیکن پھر مزید حفاظت کے لئے اس پر گلڈ سٹون بھی لگا دیا گیا ہو گا اور جارج اور ریٹا اس راستے کی تلاش میں یہاں آئے اور پھر انہوں نے اس احاطے میں کھدائی کر کے چیک کیا''...... عمران نے جواب دیا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ ادھر سے وہ کسی صورت اندر نہیں جا سکتے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ یہی بات ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''پھر تو وہ لازماً چھاؤنی والا راستہ ہی اختیار کریں گے''۔ ٹائیگر

نے کہا۔

''وہاں سے بھی ان کا لیبارٹری میں داخل ہونا ناممکن ہے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''وہ اندر کے کسی آدمی کو خرید سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''خرید تو سکتے ہیں لیکن وہ آدمی ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ نہ وہ انہیں اندر لے جا سکتا ہے اور نہ ہی وہ خود کوئی فارمولا وغیرہ باہر لا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اہم دستاویزات یا کوئی بھی ہتھیار اندر لے جا سکتا ہے۔ وہاں کمپیوٹر کی حکمرانی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ لوگ ناکام واپس چلے جائیں گے''۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ایجنٹوں کو پہلا سبق ہی یہی پڑھایا جاتا ہے کہ وہ ناکام واپس لوٹنے کا تصور ہی ذہن میں نہ لائیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر یہ کیا کریں گے۔ کس طرح اپنا مشن مکمل کریں گے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''یہی تو اب سوچنا ہے۔ آؤ واپس چلیں''...... عمران نے کہا اور پھر مڑ کر وہ تینوں احاطے سے باہر آئے اور واپس اس طرف بڑھنے لگے جہاں ان کی جیپ موجود تھی۔

جارج اور ریٹا کے چہرے مسرت کی شدت سے گلاب کے پھول کی طرح کھلے پڑ رہے تھے کیونکہ انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ اب ان کے مشن کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہ گئی۔ وہ کار میں سوار راج گڑھ گئے تھے جہاں چیک پوسٹ پر انچارج گلزار خان نے ان کا خوش دلی سے استقبال کیا تھا اور پھر انہیں ضروری ہدایات دے کر وہ انہیں خود اندرونی راستے پر چھوڑ گیا تھا۔ جارج نے کار ریڈ سرکل کے قریب لے جا کر روکی۔ صلاح الدین نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک گھنٹہ مانیٹرنگ بند رکھے گا اس لئے وہ اطمینان سے ریڈ سرکل میں داخل ہو گئے اور پھر ادھر ادھر گھومنے کے بعد انہیں وہ احاطہ نظر آ گیا جس کے گرد منڈیر سی بنی ہوئی تھی۔ جارج نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس احاطے میں داخل ہو کر اس نے ایک کونے پر مٹی کو کھودا تو نیچے سیاہ رنگ

کی سخت چٹان نظر آئی تو وہ چونک پڑا۔

''گلڈ سٹون۔ کمال ہے اس پسماندہ ملک کو بھی گلڈ سٹون کا علم ہے۔ حیرت ہے''...... جارج نے اونچی آواز میں کہا۔

''کیا ہوا ہے جارج۔ کوئی خاص بات''...... ریٹا نے کہا تو جارج نے اسے بتایا کہ اس راستے کو گلڈ سٹون سے بلاک کیا گیا ہے اور یقیناً اس کے نیچے ریڈ بلاکس ہوں گے۔

''پھر اب کیا ہو گا۔ کیا ہم اسے کھول سکیں گے''...... ریٹا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن گلڈ سٹون اور ریڈ بلاکس دونوں کے لئے مشینری ایکریمیا سے منگوانی ہو گی۔ خالی ریڈ بلاکس کو توڑنے والی مشینری تو میں نے منگوا لی تھی لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ لوگ گلڈ سٹون بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ بہرحال ایک ہفتہ لگے گا۔ اس کو توڑنے والی مشینری یہاں آ جائے گی''...... جارج نے کہا اور پھر وہ دونوں کار میں بیٹھ کر راج گڑھ سے واپس دارالحکومت پہنچ گئے اور جارج نے کارس کو مشینری کے بارے میں تفصیل لکھوا دی تھی اور اس بات کو دو روز گزر چکے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ ایک ہفتے کے اندر مشینری پہنچ جائے گی اور پھر ان کے مشن کو کامیاب ہونے سے کوئی نہ روک سکے گا۔

''یہ تو بڑا آسان مشن رہا۔ میں تو سمجھی تھی کہ اس مشن میں کافی مشکلات پیش آئیں گی''...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اصل میں کسی کو ہماری کارروائی کا علم ہی نہیں ہو سکا اور اس میں ہماری احتیاطی تدابیر بھی کام آئی ہیں۔ مثلاً اچانک کراؤن سے لاتعلقی اختیار کر لینا پھر اسی طرح جیلر سے لاتعلقی۔ اس طرح ٹائیگر ہمیں ٹریس ہی نہ کر سکا اور سب سے اہم بات یہ کہ لیبارٹری کے بارے میں ان کو کہیں سے اطلاع ملی ہے یا نہیں۔ اگر ملی بھی ہو گی تو وہ یہی سمجھیں گے کہ ہم چھاؤنی کے راستے لیبارٹری میں داخل ہوں گے اور اسے تباہ کریں گے اس لئے انہوں نے اگر کوئی حفاظتی انتظامات کئے بھی ہوں گے تو چھاؤنی میں ہی کریں گے جبکہ جنگل کے راستے اندر داخل ہو کر اور کام کر کے ہم واپس ایکریمیا بھی پہنچ جائیں گے''...... جارج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور ریٹا بے اختیار فاتحانہ انداز میں ہنس پڑی۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''رچرڈ بول رہا ہوں''...... جارج نے کہا۔

''کارس بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے کارس کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... جارج نے کہا۔

''یس سر۔ بہت اہم واقعات سامنے آئے ہیں۔ صلاح الدین آپ سے فوری ملنا چاہتے ہیں۔ وہ میرے پاس موجود ہیں''۔ کارس نے کہا۔

"آ جائیں"...... جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیسے واقعات"...... ریتا نے کہا کیونکہ لاؤڈر کا بٹن مستقل پریسڈ ہونے کی وجہ سے کارس کی بات اس نے بھی سن لی تھی۔

"کوئی بات ہوئی ہو گی۔ ویسے یہ پاکیشیائی وہمی بھی بہت ہوتے ہیں"...... جارج نے جواب دیا لیکن اس کا پھول کی طرح کھلا ہوا چہرہ اب لٹک سا گیا تھا اور پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا اور پھر تقریباً پون گھنٹے بعد صلاح الدین اور کارس دونوں کمرے میں موجود تھے۔

"کیا ہوا ہے۔ کیسے واقعات ہوئے ہیں"...... جارج نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطرناک ایجنٹ عمران کو تو جانتے ہیں جس کا شاگرد ٹائیگر آپ کو تلاش کرتا پھر رہا تھا اور میں نے آپ کو بتایا تھا"...... کارس نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے"...... جارج نے چونک کر کہا۔ ریتا کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"عمران آپ کے پیچھے راج گڑھ جنگل میں گیا اور اسے معلوم تھا کہ دو روز پہلے ایک یورپی جوڑا جنگل میں گیا ہے"...... اس بار صلاح الدین نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے"...... جارج نے

ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے صلاح الدین کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

"اس نے گلزار خان انچارج چیک پوسٹ سے طویل جرح کی۔ پھر کرنل شہامند سے فون پر بات کی اور پھر جب یہ آدمی ریڈ سرکل میں گیا تو اس نے گلزار خان کے ذریعے مجھے اطلاع بھجوائی کہ میں مانیٹرنگ بند کر دوں لیکن میں نے مانیٹرنگ بند نہیں کی اس لئے اس کے ثبوت میرے پاس ہیں کہ وہ لوگ ریڈ سرکل میں کیا کرتے رہے ہیں۔ یہ دیکھیں"...... صلاح الدین نے کہا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس نے جارج کی طرف بڑھا دیا۔ جارج نے لفافہ کھولا اور اس میں سے دس بارہ تصویریں نکال لیں۔

"یہ دیکھیں۔ یہ عمران ہے۔ یہ اس کا شاگرد ٹائیگر اور یہ افریقی حبشی ہے عمران کا باڈی گارڈ"...... کارس نے تصویر پر انگلی رکھتے ہوئے کہا اور ریتا بھی آگے جھک کر دیکھنے لگی اور پھر تھوڑی دیر بعد جارج اور ریتا دونوں نے تسلیم کر لیا کہ عمران اور اس کے ساتھی نہ صرف ریڈ سرکل میں گئے ہیں بلکہ انہوں نے اس جگہ کو بھی چیک کر لیا ہے جہاں جارج نے مشینری سے گلڈسٹون کو چیک کیا تھا۔

"اس کا کیا نتیجہ نکلے گا"...... جارج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نتیجہ یہ جناب کہ آپ اس راستے سے لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ اب باقاعدہ چیکنگ کریں گے اور دوسری

بات یہ کہ جس کار میں آپ گئے تھے اس کار کو بھی اب ڈمپ کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ آپ کو ایک بار پھر میک اپ کرنا ہو گا''...... کارس نے بڑے کھلے لہجے میں کہا تو جارج اور ریٹا دونوں کے چہروں پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ شاید سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ کارس، صلاح الدین کے سامنے اس طرح کھل کر بات کر دے گا لیکن صلاح الدین کی وجہ سے وہ کچھ نہ کہہ سکے۔

''آپ یہ معاملات ہم پر چھوڑ دیں''...... جارج نے غصیلے لہجے میں کہا تو کارس اٹھا اور اس نے صلاح الدین کو ساتھ آنے کا کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کے پھاٹک سے باہر جانے اور پھر پھاٹک بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

''یہ آدمی احمق ہے۔ اب ہم اور کسی کا آسرا لیں گے''...... ریٹا نے کہا۔

''اب ہمیں واقعی اسے بھی چھوڑنا ہو گا لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اب مشن کیسے مکمل کیا جائے''...... جارج نے کہا۔

''دونوں راستے بند ہو گئے۔ اب تیسرا راستہ کہاں سے تلاش کیا جائے''...... ریٹا نے کہا۔

''لیکن انہیں معلوم کیسے ہوا کہ ہم اس دوسرے راستے سے حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ آج تک ہمارا ان سے ٹکراؤ نہیں ہوا پھر یہ ہمارے پیچھے چل رہے ہیں۔ پہلے وہ ٹائیگر ہمیں تلاش کرتا رہا اب یہ ہمارے پیچھے ریڈ سرکل تک پہنچ گئے ہیں''...... جارج نے کہا

اور یہ دونوں اسی طرح باتیں کر رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ رچرڈ بول رہا ہوں''...... جارج نے کہا۔

''کارس بول رہا ہوں جناب۔ میں نے اس وقت آپ کے چہروں کے تاثرات دیکھ لئے تھے جب صلاح الدین کے سامنے میں نے کھل کر بات کر دی تھی لیکن جناب یہ صلاح الدین اور گلزار خان دونوں چونکہ ہمارے لئے خطرناک ہو گئے تھے اس لئے میں نے ان دونوں کے خاتمے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اب تک ان دونوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے''...... کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ کیسے''...... جارج نے پوچھا۔ چونکہ فون میں لاؤڈر کا بٹن مستقل پریسڈ کر دیا گیا تھا اس لئے کارس کی آواز ریٹا تک بھی پہنچ رہی تھی۔

''گلزار خان کو تو انتہائی زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہے اور صلاح الدین اپنی کار میں واپس جا رہا تھا کہ اچانک بریک فیل ہو گئے اور وہ روڈ ایکسیڈنٹ میں موقع پر ہی ہلاک ہو گیا''...... کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ گڈ۔ تم واقعی سمجھ دار آدمی ہو۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ صلاح الدین کے تم سے ملنے کی رپورٹ ان تک پہنچ جائے''...... جارج نے کہا۔

''نہیں جناب۔ وہ ہمیشہ عقبی راستے سے آتا تھا اور عقبی راستے سے ہی واپس جاتا تھا۔ البتہ آپ کے لئے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ اگر آپ سننا پسند کریں تو میں بتا دوں''...... کارس نے کہا۔

''ہاں۔ضرور بتاؤ''...... جارج نے کہا۔

''جناب۔ اگر آپ تھوڑی سی زیادہ رقم خرچ کریں تو آپ کو چھاؤنی کے راستے اندر بھجوایا جا سکتا ہے''...... کارس نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے۔تم نے خود ہی معلوم کر کے بتایا تھا کہ تمام معاملات کمپیوٹرائزڈ ہیں۔ کوئی کاغذ تک اندر نہیں جا سکتا۔ ہم کیسے بم لے کر جائیں گے''...... جارج نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''جناب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں معلوم کر کے بتاؤں کہ یہ کام کیسے ہو سکتا ہے''...... کارس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ضرور معلوم کرو۔ ہم نے بہرحال مشن مکمل کرنا ہے چاہے اس پر ہماری کتنی ہی رقم کیوں نہ خرچ ہو جائے''۔ جارج نے کہا۔

''اوکے۔ میں پھر آپ کو فون کروں گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی جارج نے رسیور رکھ دیا۔

''اس مشن میں حالات ہر لمحہ بدل رہے ہیں۔ میں تو اسے آسان مشن قرار دے رہی تھی لیکن اب لگتا ہے کہ یہ سب سے مشکل مشن ہو گا''...... ریٹا نے کہا۔

''سمجھ نہیں آتی کہ یہ عمران اور ٹائیگر کیوں ہمارے پیچھے لگ گئے ہیں۔ ان کو مخبری کون کر رہا ہے''...... جارج نے کہا۔

''مخبری کس نے کرنی ہے۔ ہم نے لائبریری سے وہ مخطوطہ چوری کرایا۔ یقیناً اس اہم مخطوطے کی چوری کی رپورٹ اعلیٰ حکام کو کی گئی ہو گی اور یہ معاملہ انٹیلی جنس بیورو میں پہنچ گیا لیکن ہم کراؤن سے پہلے ہی لاتعلق ہو چکے تھے۔ پھر سائنس دانوں کی بے ہوشی کا معاملہ سامنے آ گیا۔ ہم نے تو اس لئے انہیں ہلاک نہیں کیا تھا کہ حکومت حرکت میں نہ آ جائے۔ لیکن شاید وہاں ان کی بے ہوشی کی وجہ سے پولیس پہنچ گئی اور وہاں پولیس کی انکوائری پر معلوم ہوا کہ کسی ہمسائے نے ہمیں دیکھ لیا تھا۔ اس طرح ہمارے نئے حلیئے سامنے آ گئے اور ٹائیگر ہمیں ہر جگہ ٹریس کرنے لگ گیا۔ ایک بار پھر یہ بات ہمارے حق میں گئی کہ ہم جیگر سے بھی لاتعلق ہو چکے تھے۔ اس کے بعد ہم نے کارس کے ذریعے مشن کو آگے بڑھایا اور صلاح الدین اور گلزار خان کے ذریعے ہم اس جنگل اور ریڈ سرکل میں پہنچ گئے لیکن یا تو ہمیں دیکھ لیا گیا یا پھر اس گلزار خان نے مخبری کی۔ نتیجہ یہ کہ عمران اور اس کا شاگرد ٹائیگر وہاں پہنچ گئے اور کارس نے گلزار خان اور صلاح الدین کو ہلاک کر کے ہمیں فوری طور پر تو محفوظ کر لیا لیکن ہمارے دونوں راستے بند ہو گئے۔ اب ہم نہ چھاؤنی کی طرف سے جا سکتے ہیں اور نہ ہی جنگل کی طرف سے اور بظاہر تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے''...... ریٹا نے سابقہ

تمام حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے بہترین انداز میں تجزیہ کیا ہے ریٹا۔ لیکن ہم نے بہرحال آگے بڑھنا ہے اس لئے ہم سابقہ حالات پر غور کرنے کی بجائے آگے کا سوچیں۔ کارس کی تجویز ہے کہ ہم اندر کے آدمی کو اپنے ساتھ ملائیں لیکن میں اس تجویز کے خلاف ہوں۔ اب اس عمران نے یقیناً وہاں سیکرٹ سروس کے آدمی بھی پہنچا دیئے ہوں گے اور جنگل میں بھی اب معاملات کو سختی سے چیک کیا جا رہا ہو گا''...... جارج نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ اب ہم ایک بار پھر خاموشی سے کارس سے بھی لاتعلق ہو جائیں''...... ریٹا نے کہا۔

''ہاں۔ ہمارا تحفظ اسی میں ہے لیکن ہمارے پاس چوتھے کسی آدمی کی ٹپ نہیں ہے۔ البتہ ایک آدمی کے بارے میں میرے ذہن میں آ رہا ہے۔ اس کا نام ڈوئٹ ہے۔ وہ ہسپانوی نژاد ہے۔ ایکریمیا میں میری اس سے آٹھ سال پہلے ملاقاتیں ہوئی تھیں اور اس نے مجھے اپنے بارے میں بتایا تھا اور پھر میں نے اپنے طور پر بھی اس کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ اس آدمی کے فوج میں بہت گہرے تعلقات ہیں کیونکہ یہ اعلیٰ ترین فوجی حکام کو ان کی مرضی کی تمام سہولیات مہیا کرتا ہے اور اس کے پاس ایک چھوٹا سا لیکن منظم افراد کا گروپ بھی ہے اور وہ اسمگلنگ کے ہر شعبے میں خاصا کامیاب ہے اور اب تو اسے مزید آٹھ سال گزر

چکے ہیں اور اب تو یقیناً اس کی تنظیم مزید مضبوط ہو چکی ہو گی''۔ جارج نے کہا۔

''جہاں ملٹری انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس کام کر رہی ہو وہاں ڈوئٹ کے تعلقات کیا کر سکیں گے۔ نہیں جارج۔ ہمیں مشن کی تکمیل کے لئے اب بالکل کوئی نیا اور منفرد راستہ اپنانا ہو گا''۔ ریٹا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جارج اس کی بات کا کوئی جواب دیتا سامنے موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ رچرڈ بول رہا ہوں''...... جارج نے کہا۔

''کارس بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے کارس کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... جارج نے کہا۔

''جناب۔ میں نے اپنے طور پر بے حد کوشش کی ہے لیکن کوئی ترکیب کامیاب نہیں ہو سکی۔ چھاؤنی میں اس وقت ریڈ الرٹ ہے اور جنگل میں بھی ملٹری انٹیلی جنس کا ایک گروپ باقاعدہ ریڈ سرکل کے قریب کیمپ لگائے موجود ہے اور تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے''۔ کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر اب کیا کیا جائے''...... جارج نے کہا۔

''میرا تو خیال ہے کہ آپ فی الحال واپس ایکریمیا چلے جائیں۔ دو تین ماہ بعد لامحالہ حالات معمول پر آ جائیں گے تو آپ خاموشی

سے واپس آ کر اپنا مشن مکمل کر سکتے ہیں''...... کارس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہاری تجویز اچھی ہے''...... جارج نے ریٹا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور ریٹا بھی بے اختیار مسکرا دی۔

''اگر آپ کہیں تو میں فوری طور پر چارٹرڈ طیارے سے آپ کو کافرستان بھجوا سکتا ہوں۔ وہاں سے آپ اطمینان سے ایکریمیا پہنچ سکتے ہیں''...... کارس نے کہا۔

''اوکے۔ پھر ہم کب ایئر پورٹ پہنچ جائیں''...... جارج نے کہا۔

''کوٹھی پر موجود میرے آدمی ڈیگر سے کہیں کہ وہ آپ کو ایئر پورٹ پہنچا دے گا۔ میں خود وہاں موجود ہوں گا تاکہ آپ کو بحفاظت یہاں سے روانہ کیا جائے اور صرف ایک گھنٹہ کے ہوائی سفر کے بعد آپ کافرستان پہنچ کر مکمل طور پر محفوظ ہو جائیں گے۔ البتہ چارٹرڈ فلائٹ کے اخراجات اور اب تک میرے ہونے والے اخراجات ملا کر آپ کو پچاس لاکھ ڈالر کا چیک مجھے دینا ہو گا''۔ کارس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم تیار ہیں''...... جارج نے کہا۔

''اوکے۔ پھر آپ پہنچ جائیں ایئرپورٹ۔ اب وہیں آپ سے ملاقات ہو گی''...... کارس نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو جارج نے بھی اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''چلو۔ ہمیں فوری طور پر کافرستان پہنچنا ہو گا۔ پھر ہم وہاں

سے نئے ناموں اور نئے میک اپ میں یہاں واپس آئیں گے کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ صلاح الدین کی موت کی وجہ سے کہیں یہ عمران اور ٹائیگر، کارس تک نہ پہنچ جائیں۔ اس طرح جب انہیں معلوم ہو گا کہ ہم کافرستان کے راستے واپس ایکریمیا چلے گئے ہیں اور دو تین ماہ بعد واپس آ جائیں گے تو وہ مطمئن ہو جائیں گے جبکہ ہم واپس آ کر اپنا مشن مکمل کر لیں گے''...... جارج نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے کار اس رہائشی پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی جہاں ایک فلیٹ میں جولیا رہائش پذیر تھی اور اس وقت جولیا کے فلیٹ میں سیکرٹ سروس کے تمام اراکین موجود تھے۔ عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ جولیا کا فون آ گیا اور اس نے اسے فوری طور پر اپنے فلیٹ پر اس انداز میں بلایا جیسے کوئی حاکم کسی ماتحت کو اپنے آفس میں طلب کر رہا ہو اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا جولیا نے رسیور رکھ دیا تھا۔ عمران بھی چونکہ فارغ تھا اس لئے وہ بھی اپنے فلیٹ سے نکلا اور اس وقت وہ اس رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں پہنچ گیا تھا جہاں جولیا کا فلیٹ تھا لیکن جب اس نے پارکنگ میں صفدر کی کار کھڑی دیکھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ صفدر اور نعمانی کو تو وہ راج گڑھ چھاؤنی میں بھجوا چکا تھا لیکن صفدر تو یہاں موجود تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ بلیک زیرو نے اسے

واپس کال کر لیا ہے جبکہ اسے اس بارے میں معلوم ہی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے کار کے ڈیش بورڈ میں موجود ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ پرنس کالنگ۔ اوور''..... عمران نے اپنا نام لینے کی بجائے پرنس کا نام لیا کیونکہ پارکنگ پبلک جگہ تھی اور اس کی بات سنی جا سکتی تھی۔

''یس۔ بلیک اٹنڈنگ یو۔ اوور''..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے بھی اپنا نام نہ لیا تھا۔

''کیا تم نے راج گڑھ چھاؤنی سے صفدر اور نعمانی کو واپس بلا لیا ہے۔ اوور''..... عمران نے پوچھا۔

''میں نے واپس نہیں بلایا البتہ صفدر کی کال آئی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ چند گھنٹے دارالحکومت میں گزارنا چاہتا ہے اور جولیا کی اپنے فلیٹ میں دی جانے والی ہفتہ وار دعوت میں شرکت کرنا چاہتا ہے جس پر میں نے اس لئے اجازت دے دی کہ نعمانی وہاں موجود ہے اور فوری طور پر کوئی خطرہ سامنے نہ تھا۔ اوور''..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں بھی اس وقت جولیا کے رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں موجود ہوں۔ جولیا نے مجھے فون کر کے کال کیا تھا لیکن یہاں پارکنگ میں صفدر کی کار دیکھ کر میں چونک پڑا تھا اور اسی لئے میں نے تمہیں کال کی تھی کہ صورت حال معلوم کر سکوں۔ او کے۔ اوور

اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ڈیش بورڈ میں رکھ دیا اور نیچے اتر کر اس نے کار لاک کر دی اور پھر لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل پر موجود جولیا کے فلیٹ کے بند دروازے پر کھڑا تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''تم بتاؤ کہ در دل پر کون دستک دے سکتا ہے''...... عمران نے اپنے خاص انداز میں کہا تو دوسری طرف سے جواب دینے کی بجائے ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی اور ڈور فون بند کر دیا گیا۔ عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر صفدر موجود تھا۔

''کمال ہے۔ یہ فلیٹ ہے یا جنس بدلنے کا کوئی کلینک۔ آواز نسوانی تھی نمودار مرد ہوا ہے''...... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کی جنس بدلنے سے بہت سوں کا بھلا ہو جائے گا اس لئے آپ اندر آ جائیے''...... صفدر نے کہا۔

''اچھا۔ کس کا بھلا ہو گا''...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''سلیمان، جوزف، جوانا اور خاص طور پر تنویر کا''...... صفدر نے دروازہ بند کر کے واپس مڑتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا

کر ہنس پڑا۔

''یہ کس بات پر اتنی زور سے ہنسا جا رہا ہے عمران صاحب''۔ ڈرائینگ روم میں موجود صالحہ نے کہا۔

''صفدر مجھے مردوں والا لطیفہ سنا رہا تھا''...... عمران نے کہا تو ڈرائینگ روم میں موجود سب افراد کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

''مردوں والا لطیفہ۔ کیا مطلب۔ کیا لطیفے بھی جنس کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''خواتین ایک دوسرے کو جو مخصوص لطیفے سناتی ہیں انہیں نسوانی لطیفے کہا جاتا ہے اور مرد جو لطیفے اپنے بے تکلف دوستوں کو سناتے ہیں وہ مردوں والے لطیفے کہلاتے ہیں''...... عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے خواہ مخواہ تجسس پیدا کر دیا ہے عمران صاحب۔ چلیں یہاں جو مرد موجود ہیں انہیں وہ لطیفہ سنا دیں''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مس صالحہ۔ عمران صاحب مذاق کر رہے ہیں اور تم بھی سنجیدہ ہو گئی ہو''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جولیا ٹرالی دھکیلتی ہوئی کچن سے باہر آئی تو صالحہ اٹھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھ گئی۔

''یہ آج کوئی خاص معاملہ درپیش ہے کہ سب کے چہروں پر

سنجیدگی نظر آ رہی ہے''..... عمران نے سب ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ چیف نے اب ہمیں نظرانداز کرنا شروع کر دیا ہے''.....صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''وہ کیسے''.....عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں بتاتی ہوں تمہیں۔ صفدر اور نعمانی کو چیف نے راج گڑھ چھاؤنی میں بھجوا دیا ہے کہ وہاں غیر ملکی ایجنٹوں کے حملے کا خطرہ ہے۔ وہاں ملٹری انٹیلی جنس کا ایک پورا سیکشن بھی کام کر رہا ہے۔ صفدر نے وہاں جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق راج گڑھ کے جنگل میں سے لیبارٹری کا دوسرا راستہ جاتا ہے جہاں تم ٹائیگر اور جوزف گھومتے رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف نے اصل مشن تو تمہارے ذمے لگا دیا ہے اور صفدر اور نعمانی کو صرف پردہ داری کے لئے وہاں بٹھا دیا ہے اور باقی کسی کو اس بارے میں معلوم ہی نہیں ہے جبکہ سب کو یقین ہے کہ تمہیں اس بارے میں سب کچھ معلوم ہے''..... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات درست ہے کہ مجھے سب کچھ معلوم ہے لیکن اگر تمہارے ذہن میں یہ بات ہے کہ اس کیس پر چیف نے مجھے لگایا ہے تو تمہاری یہ رائے غلط ہے۔ میں نے اس لیبارٹری کے بارے میں تمہارے چیف کو اطلاع دی تھی اور میں نے اس سے درخواست کی تھی کہ وہ سیکرٹ سروس کے دو ارکان وہاں تعینات کر

دیں۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ صفدر اور نعمانی کو وہاں بھیج دیا گیا ہے لیکن صفدر اس وقت یہاں نظر آ رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف نے انہیں بلا لیا ہے''..... عمران نے کہا۔

''میں مس جولیا کی اس ہفتہ وار دعوت میں شرکت کرنے کے لئے چیف سے باقاعدہ اجازت لے کر آیا ہوں''..... صفدر نے اپنے طور پر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''تم کسی بھی مشن کے بارے میں ہم سے رابطہ نہیں کرتے۔ تم ہمیں بتاتے تک نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا تم سیکرٹ سروس کے ممبران سے نفرت کرتے ہو''..... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو''..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں تو تنویر سے بھی نفرت نہیں کرتا جو میرا رقیب روسیاہ۔ اوہ سوری۔ رقیب روسفید ہے۔ اس کے بعد تم خود سوچو کہ تم سے اور ان سب افراد سے میں کیسے نفرت کر سکتا ہوں۔ اصل بات میں نے تمہیں پہلے بھی ہزاروں بار بتائی ہوئی ہے کہ تمہیں بھاری تنخواہیں، الاؤنسز ملتے ہیں اور تمہارے پاس ان رقوم کو خرچ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لئے تم اطمینان سے دعوتیں کھاتے رہتے ہو اور چیف کی کال کا انتظار کرتے رہتے ہو کہ کب کوئی کیس شروع ہو اور چیف تمہیں کام پر لگا دے جبکہ میرا حساب الٹا ہے اس لئے مجھے کیس کو ٹریس کرنے کے لئے مسلسل خوار ہونا پڑتا ہے

اور ہوتا رہتا ہوں۔ اب بھی یہی پوزیشن ہے۔ میں کیس ٹریس کرتا پھر رہا ہوں اور تم یہاں اطمینان سے بیٹھے دعوتیں بھی کھا رہے ہو اور مجھ پر الزامات بھی لگا رہے ہو۔ اسے کہتے ہیں اونٹ نہ رویا بلکہ اونٹ پر لدے ہوئے بورے رو پڑے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''عمران صاحب۔ کم از کم ہمیں ساتھ ساتھ بتاتے تو رہا کریں۔ ہم آپ کے ساتھ مل کر کام تو کر سکتے ہیں اور آپ ٹائیگر کو حرکت میں لے آتے ہیں اور ہمیں نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ٹائیگر اصل میں انڈر ورلڈ سے متعلق ہے اور کسی بھی کیس کی ابتداء میں معاملات کا زیادہ تر تعلق انڈر ورلڈ سے ہی ہوتا ہے اس لئے ٹائیگر اس معاملے میں زیادہ اچھا مددگار ثابت ہو سکتا ہے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''اچھا۔ اس کیس کے بارے میں کچھ تو بتائیں''...... اس بار صدیقی نے کہا تو عمران نے لائبریری سے مخطوطے کی چوری سے لے کر راج گڑھ جنگل میں جانے تک کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیا۔

''لیکن وہ جوڑا جارج اور ریٹا۔ وہ کہاں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ واقعی بے حد محتاط لوگ ہیں۔ میں نے ایسے محتاط لوگ پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ لائبریری سے کتاب اڑانے میں ان کا رابطہ ایک

کلب کے جنرل مینجر کراؤن سے تھا۔ پھر کراؤن کو پکڑا گیا تو اس کے گرفت میں آنے سے پہلے انہوں نے اس کی دی ہوئی رہائش گاہ بھی چھوڑ دی۔ اس کے بعد جب سائنس دانوں کی بے ہوشی کا مسئلہ سامنے آیا تو ہم نے معلوم کر لیا کہ ان کا رابطہ ریڈ سٹار کلب کے جیگر سے تھا لیکن پھر جیگر سے بھی انہوں نے بغیر کسی وجہ کے لاتعلقی اختیار کر لی۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ راج گڑھ جنگل کی چیک پوسٹ پر موجود انچارج گلزار خان سانپ کے کاٹنے سے ہلاک ہو گیا حالانکہ دلچسپ بات یہ ہے کہ راج گڑھ جنگل میں زہریلے سانپ پائے ہی نہیں جاتے۔ اس طرح جو آدمی لیبارٹری میں بیٹھ کر جنگل کی مانیٹرنگ کرتا ہے اس کا نام صلاح الدین ہے۔ یہ صلاح الدین کار ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بریک اچانک فیل ہو گئے لیکن ماہرین نے ایکسیڈنٹ شدہ کار کی چیکنگ کے بعد رپورٹ دی ہے کہ بریک اتفاقاً فیل نہیں ہوئے بلکہ ان کا فیول ضائع کر دیا گیا تھا اس لئے جیسے ہی بریکس کو فیول نہ ملا تو وہ کام کرنا چھوڑ گئے اور ٹائیگر نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ صلاح الدین کا رابطہ دارالحکومت کے ایک کلب کے مالک کارس سے تھا اور ایکسیڈنٹ سے پہلے بھی وہ کارس سے ملنے آیا تھا''۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ گلزار خان اور صلاح الدین کو اس کارس نے ہلاک کیا ہے۔ کیوں''...... صفدر نے کہا۔

"تا کہ جارج اور ریٹا اوپن نہ ہو سکیں"..... عمران نے جواب دیا۔

"اصل کام تو پھر ان دونوں کو تلاش کرنا ہے"..... صفدر نے کہا۔

"یہ دونوں چارٹرڈ طیارے سے کافرستان جا چکے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ طیارہ کارس نے بک کرایا اور ایئر پورٹ پر بھی وہ انہیں سی آف کرنے کے لئے موجود تھا"..... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ دونوں فرار ہو گئے ہیں"..... اس بار صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا ذاتی خیال ہے کہ ان دونوں کو وقتی طور پر سکرین سے آف کیا گیا ہے تا کہ ہم مطمئن ہو جائیں اور وہ کام کر سکیں"۔ عمران نے کہا۔

"کافرستان سے کیا وہ ایکریمیا چلے گئے ہیں"..... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ کافرستان پہنچ کر وہ غائب ہو گئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں انہوں نے میک اپ تبدیل کر لئے ہوں گے اور نئے کاغذات تیار کرا لئے ہوں گے لیکن ایسا کیوں کرنا پڑا۔ اگر انہوں نے کافرستان سے ایکریمیا جانا ہوتا تو انہیں میک اپ تبدیل کرنے یا کاغذات بنوانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ ضرورت انہیں نئے روپ میں پاکیشیا آنے کے لئے تھی"..... عمران تے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کا تجزیہ درست ہے۔ لیکن وہ واپس آ کر کیا کریں گے۔ لیبارٹری کے دو راستے ہیں۔ ایک چھاؤنی کے اندر۔ وہاں فوج بھی کام کر رہی ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس کا سیکشن بھی اور سیکرٹ سروس کے دو ارکان بھی وہاں موجود ہیں۔ پھر لیبارٹری کا راستہ اندر سے کھولا اور بند کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں ہر چیز کمپیوٹرائزڈ ہے۔ ایک بال بھی بغیر چیکنگ کے اندر نہیں لے جایا جا سکتا اس لئے یہ راستہ تو مکمل طور پر محفوظ ہے۔ دوسرا راستہ جنگل کا ہے۔ اس راستے کو بقول آپ کے گلڈ سٹون اور ریڈ بلاکس سے بند کیا گیا ہے اور اس سارے ایریا کی کیمروں سے مانیٹرنگ کی جا رہی ہے۔ وہاں اب ملٹری انٹیلی جنس کا کیمپ لگا دیا گیا ہے اس لئے اب یہ راستہ بھی محفوظ ہو گیا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ وہ دونوں پاکیشیا واپس آ کر مشن کیسے مکمل کریں گے"..... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اسی بات میں تو اصل راز پنہاں ہے۔ چلو تم سب بتاؤ کہ تم نے اگر یہ مشن مکمل کرنا ہو اور حالات یہی بنا دیئے جائیں تو تم کیا کرو گے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں میزائلوں سے پورے ریڈ سرکل کو ہی اڑا دیتا اور لیبارٹری کے اندر بھی میزائل فائر کر دیتا۔ طاقت کے سامنے کوئی کمپیوٹر نہیں ٹھہر سکتا"..... سب سے پہلے تنویر نے بات کرتے ہوئے کہا تو سب مسکرا دیئے۔

''میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اگر ہماری جگہ آپ ہوتے تو آپ یقیناً تیسرا راستہ تلاش کرتے''..... صفدر نے کہا۔

''تیسرا راستہ کہاں سے آ گیا''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے یہ نہیں کہا کہ تیسرا راستہ موجود ہے۔ میں نے کہا ہے کہ تیسرا راستہ تلاش کیا جاتا اور یہ راستہ ضروری نہیں کہ باقاعدہ زمینی راستہ ہو۔ ہوا کے حصول یا نکاسی کے پوائنٹ۔ لیبارٹری کے آلودہ پانی کی نکاسی۔ کوئی بھی اس قسم کا اور راستہ ہو سکتا ہے''۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ سب پوائنٹس چھاؤنی میں دیئے گئے ہیں اور کسی طرف موجود نہیں ہیں''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں ایک بات کروں''..... اچانک چوہان نے کہا تو عمران سمیت سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''ہاں۔ ہاں۔ ضرور کرو''..... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں نے وہ جنگل بھی دیکھا ہوا ہے اور چھاؤنی بھی۔ البتہ لیبارٹری کے اندر میں نہیں گیا لیکن اس چھاؤنی کی جو پچویشن ہے اس کا عقبی طرف سے بھی باقاعدہ راستہ موجود ہے جو کالاش پہاڑی علاقے سے نکلتا ہے۔ اگر مجرم کالاش پہاڑی علاقے کے راستے کے ذریعے چھاؤنی کے اندر پہنچ جائیں اور پھر وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں تو ان کا کام ہو سکتا

ہے''..... چوہان نے کہا۔

''میں نے وہ راستہ چیف سے کہلوا کر بند کرا دیا ہے۔ اب اس راستے سے چھاؤنی میں داخل نہیں ہوا جا سکتا''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب تو تم خود ہی اپنی جادوگری کی پوٹلی سے کوئی شعبدہ نکال سکتے ہو''..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''اسی لئے تو میں تم لوگوں سے اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک تمام راستے کھل نہ جائیں''..... عمران نے جواب دیا۔

''آپ چاہتے ہیں کہ تمام راستے آپ خود ہی کھولیں۔ ان کے کھولنے میں آپ ہمیں شامل کیوں نہیں کرتے''..... صفدر نے کہا۔

''ابھی تک تو میری اس جوڑے سے ون ٹو ون ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ راج گڑھ لیبارٹری ان کا ٹارگٹ ہے اس لئے تمام توجہ اس ٹارگٹ پر ہے''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس جوڑے کو ہم شہر میں تلاش کریں''..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا لائحہ عمل اختیار کرو گے ان کی تلاش کے لئے''..... عمران نے پوچھا۔

''یہ بات تو طے ہے عمران صاحب کہ بغیر کسی مقامی گروپ کی

مدد کے یہ جوڑا ٹارگٹ کو ہٹ نہیں کر سکتا اور اس جوڑے کا تعلق ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی سے ہے اس لئے دارالحکومت میں ایسے گروپس کو ٹریس کیا جائے جن کا تعلق ایکریمیا سے ہو''۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تو بہت وسیع کام ہے اور اس میں تو مہینوں لگ سکتے ہیں جبکہ ایجنٹس اتنی دیر انتظار نہیں کر سکتے۔ دوسری بات یہ کہ یہ کام ٹائیگر زیادہ اچھے انداز میں اور جلدی کر سکتا ہے اور وہ کر بھی رہا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اصل میں تم خود نہیں چاہتے کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کام کریں تاکہ تم چیف پر ثابت کر سکو کہ صرف تم اور تمہارا شاگرد کام کر سکتے ہیں''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے کب تمہیں منع کیا ہے اور میرا تم پر کیا زور چل سکتا ہے۔ میں تو ویسے بھی سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہوں۔ جہاں تک تفصیل کا تعلق ہے وہ میں نے بتا دی ہے۔ اب اگر تمہارا چیف تمہاری ڈیوٹی لگائے تو بے شک کام کرو۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں بات کرتی ہوں چیف سے''...... جولیا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کس لئے فون کیا ہے''...... ایکسٹو نے اپنے مخصوص سرد لہجے میں کہا۔

''چیف۔ عمران اور سیکرٹ سروس کے تمام ساتھی اس وقت میرے فلیٹ میں موجود ہیں۔ عمران نے ہمیں راج گڑھ لیبارٹری کے خلاف ایکریمین ایجنسی کراؤز کے ایجنٹوں کے مشن کے بارے میں تفصیل بتا دی ہے اور ہم اس مشن پر کام کرنا چاہتے ہیں لیکن عمران نے ہماری یہ تجویز مسترد کر دی ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ ہمیں اپنے طور پر اس مشن پر کام کرنے کی اجازت دے دیں''...... جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''تم اور تمہارے ساتھی اس مشن پر اپنے طور پر کام کر سکتے ہیں لیکن تم نے نہ ہی لیبارٹری کے سسٹم کو ڈسٹرب کرنا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا اقدام کرنا ہے کہ دشمنوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جائے''...... ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہم ان ایجنٹوں کو تلاش کرنے کا کام تو کر سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''لیکن اس شرط پر کہ ان ایجنٹس کو تمہارے بارے میں علم نہ ہو سکے''...... ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ اتنی

بات تو وہ بھی سمجھتی تھی کہ چیف نے انکار کرنے کی بجائے ان کے ہاتھ باندھ دیئے ہیں۔ وہ لیبارٹری پر کام نہیں کر سکتے اور کھل کر ایجنٹوں کو بھی ٹریس نہیں کر سکتے۔ اس کا بظاہر تو یہی مطلب تھا کہ وہ خاموش رہیں۔

''اب مجھ سے تو کوئی گلہ نہیں رہا۔ میں نے تو تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہمیں سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دینا چاہئے۔ اب ہم اس قابل نہیں رہے کہ کسی مشن پر کام کر سکیں''...... جولیا نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''یہ ساری گڑبڑ عمران کی ہے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سچ کہتے ہیں کہ پانی نشیب کی طرف ہی بڑھتا ہے۔ چیف پر تمہارا بس چلتا نہیں اور غصہ مجھ غریب پر نکال رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''چیف کی بات درست ہے۔ ہمیں خود اس کا احساس کرنا چاہئے کہ پورے دارالحکومت میں جب ہم کلبوں اور ہوٹلوں میں ان ایجنٹوں کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے تو ظاہر ہے ہمارے بارے میں لوگ مشکوک ہو کر ہماری اصلیت ٹریس کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح ہماری اصلیت سامنے آ سکتی ہے اور جہاں تک لیبارٹری کا تعلق ہے لیبارٹری کا ایک حفاظتی نظام قائم کیا گیا ہے۔ اس میں مداخلت سے واقعی ایجنٹوں کو اپنا کام سرانجام دینے

کا موقع بھی مل سکتا ہے''...... صفدر نے اپنے طور پر تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو کہہ رہی ہوں کہ جب کوئی کام ہی نہیں کر سکتے تو ہمیں ان سیٹس سے چمٹے رہنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ ہمیں مستعفی ہو جانا چاہئے''...... جولیا نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چیف نے ہمیں اپنے طور پر کام کرنے کی اجازت دے دی ہے لیکن تم سب اس عمران کے پیچھے کام کرنا چاہتے ہو اور یہ جان بوجھ کر تمہاری کارکردگی کو زیرو پر رکھنا چاہتا ہے اس لئے اس کی عدم موجودگی میں اپنا لائحہ عمل طے کرو اور کام شروع کر دو۔ پھر دیکھو کیسے کامیابی نہیں ہوتی''...... تنویر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تو پھر مجھے اجازت دو اور تم اپنا لائحہ عمل طے کرو''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو اور ہمیں بتاؤ کہ ہم اس مشن پر کیسے کام کر سکتے ہیں۔ بیٹھو''...... جولیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے استاد اپنے شاگرد سے ڈانٹ کر بات کرتے ہیں۔

''اگر تنویر درخواست کرے تو پھر میں کچھ نہ کچھ کر سکتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''کس بات کی درخواست''...... تنویر نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس بات کی کہ بچوں کو سمجھایا جائے کہ وہ کس طرح کام کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو تمہاری نظر میں ہم بچے ہیں۔ کیوں''...... تنویر نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چلو بچے نہ کہو اگر تمہیں بچوں پر اعتراض ہے حالانکہ بچے تو فرشتوں کی مانند ہوتے ہی معصوم ہیں۔ تم اپنے آپ کو سٹوڈنٹس سمجھ لو اور سٹوڈنٹ یعنی طالب علم تو ساری عمر طالب علم ہی رہتا ہے''۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''سوری۔ مجھے تم سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے''...... تنویر نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔

''تنویر کی جگہ میں درخواست کرتی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''اور میں بھی تنویر کی جگہ آپ سے درخواست کرتی ہوں''۔ صالحہ نے بھی فوراً ہی جولیا کی پیروی کرتے ہوئے کہا۔

''اور میں بھی تنویر کی جگہ آپ سے درخواست کرتا ہوں''۔ صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے۔ تم شاید صالحہ کی طرف سے انتظار کر رہے تھے۔ فوراً پیروی کی ہے تم نے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''عمران صاحب پلیز۔ ہمیں گائیڈ کریں۔ ہم اب مزید فارغ نہیں رہ سکتے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اچھا چلو بتا دیتا ہوں۔ تو پھر کانوں کے پردے صاف کر کے میری بات سنو۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو سب اشتیاق بھرے انداز میں اسے دیکھنے لگے۔

''بتائیں عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''کل کے اخبار میں اشتہار شائع کرا دو کہ ایکریمیا کی کراوز ایجنسی کے ایجنٹس راج گڑھ لیبارٹری تباہ کرانے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔ کامیابی کی ضمانت دی جاتی ہے اور''۔ عمران بات کرتے کرتے رک گیا کیونکہ جولیا سمیت سب کے چہرے بگڑنے لگ گئے تھے۔ ظاہر ہے وہ سب سمجھ گئے تھے کہ عمران ان کا مذاق اڑا رہا ہے۔

''اور نیچے کوئی فرضی پتہ دے کر اس جگہ کی نگرانی شروع کر دینا۔ پھر وہ جیسے ہی خدمات حاصل کرنے آئیں انہیں پکڑ کر چیف کے حوالے کر دینا اور مشن مکمل''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ناقابل علاج ہو۔ تم زندگی بھر نہیں سدھر سکتے۔ تم سے تو بات کرنا ہی عذاب ہے۔ ہم خود کر لیں گے کام۔ تم جا سکتے ہو''۔ جولیا نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ بجائے خوش ہونے کے کہ میں نے اتنا اچھا مشورہ مفت میں دے دیا ہے تم الٹا مجھ پر ناراض ہو رہی ہو۔ حیرت ہے۔ بھلائی کا زمانہ ہی نہیں رہا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کے سامنے فی الوقت کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے یہ ہمیں بھی کچھ نہیں بتا پا رہے۔ کراؤز ایجنسی ضرورت سے زیادہ تیز اور محتاط ہے۔ اب دیکھیں وہ کافرستان جا کر غائب ہو چکے ہیں۔ لازماً وہ نئے کاغذات، نئے ناموں اور نئے میک اپ میں واپس آئیں گے یا آ چکے ہوں گے اور دارالحکومت میں لاکھوں کی تعداد میں غیر ملکی موجود ہوں گے اور ہم بغیر کسی خاص کلیو کے انہیں ٹریس بھی نہیں کر سکتے۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم چھاؤنی اور جنگل کی نگرانی کریں۔ جیسے ہی یہ ایجنٹس کوئی اقدام کریں گے تو یہ ٹریس بھی کئے جا سکیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب کے بگڑے ہوئے چہرے اس کی بات سن کر نارمل ہونا شروع ہو گئے کیونکہ انہیں بھی سمجھ آ رہی تھی کہ عمران کے سامنے بھی کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے وہ آئیں بائیں شائیں کر رہا ہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہیں پاکیشیا کے خلاف مشن مکمل کرنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چیف یقیناً اس پر کام کر رہا ہو گا اور جیسے ہی یہ لوگ ٹریس ہوں گے ان پر پوری قوت سے ہاتھ ڈال دیا جائے گا"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور سب فون کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ میں سلیمان بول رہا ہوں۔ عمران صاحب آپ کے ہاں ہوں تو ان سے بات کرا دیں"...... دوسری طرف سے سلیمان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"سلیمان کی کال ہے تمہارے لئے"...... جولیا نے کہا اور خود ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"صاحب۔ ٹائیگر نے فون کیا ہے کہ وہ آپ سے فوری طور پر بات کرنا چاہتا ہے لیکن ٹرانسمیٹر سے کال لنک نہیں ہو رہی۔ وہ اس وقت اپنے ہوٹل میں موجود ہے"...... دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ پہلے ہی پریسڈ تھا اس لئے دوبارہ اسے پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ کیا ایمرجنسی ہے تمہاری"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے کافرستان کی انڈر ورلڈ سے اطلاعات حاصل کی ہیں اور ان اطلاعات کے مطابق ہمارے مطلوبہ افراد نے وہاں کے معروف گروپ مہانند گروپ کی حمایت کی ہے اور مہانند گروپ کی پاکیشیا میں سیٹھ قاسم گروپ نمائندگی کرتا ہے۔ سیٹھ قاسم گروپ دارالحکومت کے بدنام کلب سیٹھ کلب سے متعلق ہے۔ اس کا چیف سیٹھ قاسم ہے جو اس کلب کا چیئرمین بھی ہے اور جنرل مینجر بھی۔ سیٹھ قاسم کو یقیناً ان ایکریمین ایجنٹوں کے بارے میں معلوم ہو گا"...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو سیٹھ قاسم سے بات کرنے کے لئے کیا تمہارے ساتھ فوجی دستہ بھیجا جائے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"صرف آپ کی اجازت کی ضرورت ہے باس"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کہیں کرنل فریدی کا ساتھی سیٹھ قاسم تو نہیں ہے۔ میرا خالہ جاد"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"نہیں باس۔ وہ تو کافرستان میں ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس سیٹھ قاسم سے بات کرنے کے لئے تمہیں کہاں جانا ہو گا"...... عمران نے پوچھا۔

"باس۔ وہ کلب میں بیٹھتا ہے لیکن اس تک پہنچنے کے لئے خاصی جدوجہد کرنا ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم سیٹھ کلب کے باہر پہنچ جاؤ۔ وہاں جولیا اور صالحہ بھی پہنچ رہی ہیں۔ وہ خود ہی سیٹھ قاسم سے معلومات حاصل کر لیں گی۔ تم نے ان کو اسسٹ کرنا ہے"...... عمران نے جولیا اور صالحہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ان دونوں کے چہرے کھل اٹھے۔

"باس"...... ٹائیگر نے شاید کچھ کہنا چاہا لیکن پھر رک گیا۔

"میں تم سے زیادہ اس سیٹھ قاسم کو جانتا ہوں۔ جب یہ صرف قاسم ملاح کہلاتا تھا اور اس نے بندرگاہ پر ایک چھوٹا سا ہوٹل بنایا ہوا تھا۔ تم سے زیادہ آسانی سے جولیا اور صالحہ اسے کور کر لیں گی"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں سیٹھ کلب دس منٹ میں پہنچ جاؤں گا"۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"سنو جولیا اور صالحہ۔ میں نے تم دونوں کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ تم دونوں ہر قسم کی سچویشن کو آسانی سے کور کر سکتی ہو۔ سیٹھ قاسم سے ملاقات ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ وہ انتہائی وہمی اور شکی آدمی ہے۔ اس لئے ٹائیگر کو اس تک پہنچنے کے لئے خاصی طویل جدوجہد کرنا پڑ جاتی اور اس کے باوجود یہ بات طے نہ تھی کہ وہ اس سے مل بھی سکتا ہے یا نہیں لیکن تم نے اپنے آپ کو سوئس ظاہر کرنا ہے اور صالحہ بھی تمہاری ساتھی ہو گی۔ سیٹھ قاسم فوراً تم

سے ملاقات کے لئے تیار ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ مس جولیا اور صالحہ کی بجائے میں اور تنویر وہاں چلے جائیں''...... صفدر نے قدرے جھجکتے ہوئے انداز میں کہا۔

''تم جو کچھ سوچ رہے ہو معاملات ویسے نہیں ہیں۔ ہمارے مخالف ایجنٹ انتہائی محتاط لوگ ہیں۔ سیٹھ کلب میں معمولی سی گڑبڑ بھی ہوئی تو وہ سیٹھ قاسم گروپ سے فوراً لاتعلق ہو جائیں گے اور ہم ایک بار پھر پہلے کی طرح مکمل اندھیرے میں داخل ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا اور اس بار سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ عمران کی بات بخوبی سمجھ گئے ہوں۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت کے شمال مغرب کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی آدمی تھا جبکہ عقبی سیٹ پر جارج اور ریٹا گریٹ لینڈ کے باشندوں کا مخصوص میک اپ کئے ہوئے موجود تھے۔ دونوں نے جینز کی پینٹس اور جینز کی جیکٹس پہنی ہوئی تھیں۔ ریٹا کی آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی گاگل تھی۔

''تمہیں راؤ ہاشم کے گھر کا علم ہے مسٹر ڈرائیور''...... جارج نے گریٹ لینڈ کی زبان اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ بہت اچھی طرح۔ میں کئی بار ان کے ہاں جا چکا ہوں۔ سیٹھ صاحب کے خصوصی مہمانوں کو لے کر''...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو جارج نے اطمینان بھرے

انداز میں سر ہلا دیا۔

''کتنا فاصلہ رہ گیا ہے''...... ریٹا نے پوچھا۔

''میڈم۔ ہم اس وقت کارشان سے چالیس کلومیٹر دور ہیں۔ یہاں سے دس کلومیٹر کے بعد دوسری سڑک جو مغرب کی طرف جاتی ہے پر مڑیں گے اور پھر تیس کلومیٹر کے سفر کے بعد کارشان آ جائے گا''...... ڈرائیور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک خاصے بڑے اور کافی وسیع حدود میں پھیلے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اور پھر تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ایک قلعہ نما مکان کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ ڈرائیور نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے لکڑی کے بنے ہوئے بڑے سے پھاٹک نما دروازے پر لٹکتی کنڈی کو زور زور سے بجایا تو اس بڑے پھاٹک کی ایک چھوٹی کھڑکی کھل گئی اور ایک شخص یونیفارم پہنے اور کاندھوں پر مشین گن لٹکائے باہر آ گیا۔ وہ بڑے غور سے کار اور اس میں بیٹھے ہوئے جارج اور ریٹا کو دیکھ رہا تھا۔

''سیٹھ قاسم کے مہمان ہیں''...... ڈرائیور نے کہا تو آنے والے کے جسم نے سیٹھ قاسم کا نام سن کر بے اختیار ایک جھٹکا سا کھایا۔

''اوہ اچھا۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں''...... اس دربان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کھڑکی کے اندر چلا گیا جبکہ ڈرائیور واپس آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور

ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ حویلی اندر سے کافی وسیع و عریض تھی۔ ایک طرف بڑا سا پورچ تھا جس میں دو بڑی اور جدید ماڈل کی گاڑیاں موجود تھیں۔ پورچ میں کار رکتے ہی جارج اور ریٹا دونوں کار سے نیچے اترے تو اسی لمحے سامنے برآمدے میں سوٹ پہنے بھاری جسم کا ایک آدمی نظر آیا۔ وہ برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر تیزی سے جارج اور ریٹا کی طرف بڑھا جو بڑے اشتیاق آمیز انداز میں اس قدیم دور کی بنی ہوئی حویلی کو دیکھ رہی تھی۔

''میرا نام امان ہے اور میں راؤ صاحب کا مینجر ہوں۔ میں آپ کو اس حویلی میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ تشریف لے آئیں''۔ آنے والے نے سر جھکا کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو جارج اور ریٹا دونوں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جسے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ وہاں دیواروں پر بڑی بڑی مونچھوں والے آدمی کی قد آدم تصویریں موجود تھیں اور پھر چند لمحوں بعد دروازے کا پردہ ہٹا اور بڑی بڑی سفید مونچھوں اور دبلے پتلے لیکن تیر کی طرح سیدھے جسم کا مالک اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر موجود بال بھی برف کی طرح سفید تھے۔ مونچھوں اور بھنوؤں کے بال بھی سفید تھے لیکن اس کا چہرہ اس قدر صحت مند تھا کہ جیسے وہ نوجوان ہو۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی جارج اور ریٹا دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''میں راؤ ہاشم ہوں''...... آنے والے نے بھاری سے لہجے میں

کہا۔

”میرا نام روبرز ہے اور یہ میری ساتھی ہے ڈوگی“..... جارج نے اپنا اور ریٹا کا نیا نام بتاتے ہوئے کہا اور راؤ ہاشم نے جارج اور ریٹا دونوں کے ساتھ بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔ البتہ اس کی نظریں اس طرح ریٹا پر جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔

”بیٹھو“..... راؤ ہاشم نے ایک جھٹکا کھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ان دونوں کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔ جارج اور ریٹا بھی سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے وہ مینجر اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں شراب کی ایک بوتل اور تین گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے سائیڈ پر موجود میز پر ٹرے رکھی اور پھر بوتل کھول کر اس نے تینوں گلاس آدھے بھرے اور پھر بوتل کا ڈھکن بند کر کے اس نے ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھا اور پھر ٹرے اور بوتل اٹھائے خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

”سنو“..... راؤ ہاشم نے کہا تو مینجر اس طرح جھٹکا کھا کر مڑا جیسے کسی نے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

”یس سر“..... مینجر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہم نے گفتگو کرنی ہے جو باہر کسی کو سنائی نہیں دینی چاہئے“۔ راؤ ہاشم نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

”یس سر“..... مینجر نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر وہ آگے بڑھا

اور پھر دروازے کے قریب رک کر اس نے دروازے کی سائیڈ پر دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر موجود ایک بٹن پریس کیا اور پھر دروازے سے باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کر دیا جبکہ اس دوران راؤ ہاشم نے گلاس اٹھا کر شراب کا ایک گھونٹ لیا اور پھر گلاس واپس رکھ دیا۔

”ہاں۔ اب بتایئے راج گڑھ میں آپ کو کیا کام ہے“..... راؤ ہاشم نے جارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

”راج گڑھ کے جنگل میں جہاں قدیم دور میں ایک مندر تھا اس کے نیچے تہہ خانوں میں ان دنوں حکومت پاکیشیا نے ایک لیبارٹری قائم کر رکھی ہے جس کا راستہ راج گڑھ فوجی چھاؤنی میں ہے جبکہ دوسرا راستہ اوپر جنگل میں تھا لیکن اب وہاں بھی ملٹری انٹیلی جنس نے باقاعدہ کیمپ لگا رکھا ہے۔ ہم نے اس لیبارٹری میں موجود فارمولے کی کاپی حاصل کرنی ہے“..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس فارمولے کی“..... راؤ ہاشم نے پوچھا۔

”میزائل اپ ڈیٹ اس کا کوڈ نام ہے“..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ خود لیبارٹری میں جانا چاہتے ہیں یا صرف فارمولے کی کاپی آپ کو چاہئے“..... راؤ ہاشم نے کہا۔

”جو بھی آسانی سے ہو سکے“..... جارج نے کہا۔

''دونوں ہی باتیں ہمارے لئے ممکن ہیں''..... راؤ ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر ہم لیبارٹری میں جا کر خود وہاں سے فارمولا واپس لانا زیادہ پسند کریں گے''..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایک کروڑ ڈالر رقم خرچ ہو گی جو آپ کو پیشگی دینا ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ مس ڈوگی بھی ایک روز یہاں میری حویلی میں میری خاص مہمان کے طور پر رہے گی''..... راؤ ہاشم نے ریٹا کی طرف شوق بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے منظور ہے لیکن ڈوگی واپسی پر آپ کے ساتھ رہے گی۔ البتہ رقم ہم آپ کو سیٹھ قاسم کی ضمانت پر پیشگی دے سکتے ہیں لیکن پہلے آپ کو ہمیں بتانا ہو گا کہ آپ ہمیں کس راستے سے لیبارٹری میں لے جائیں گے اور وہاں کے حفاظتی انتظامات کا کیا ہو گا''۔ جارج نے کہا۔

''سیٹھ قاسم کو معلوم ہے کہ راج گڑھ سے ملحقہ علاقہ جسے چتوڑ گڑھ کہا جاتا ہے وہ ہماری ملکیت ہے۔ چتوڑ گڑھ میں بھی ایک مندر تھا جو کہ اب ختم ہو چکا ہے لیکن اس کے تہہ خانوں سے ایک سرنگ راج گڑھ کے مندر کے تہہ خانوں میں جا کر نکلتی ہے اور سیٹھ قاسم نے جب مجھے فون کر کے اس معاملے میں آپ کی مدد کرنے کے لئے کہا تو میں نے اپنے خاص آدمی کاشو کو اس سرنگ کی چیکنگ کے لئے بھجوایا۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ سرنگ گو ٹوٹی

ہوئی ہے لیکن بہرحال وہ اس راج گڑھ والے مندر کے نیچے ایک چھوٹے سے تہہ خانے میں جا نکلتی ہے۔ اس تہہ خانے میں کوئی مشینی خطرہ موجود نہیں ہے بلکہ اس میں کاٹھ کباڑ رکھا گیا ہے جہاں سے آسانی سے لیبارٹری میں داخل ہوا جا سکتا ہے لیکن لیبارٹری میں یہ فارمولا کہاں ہے اور اندر موجود سائنس دانوں کا کیا ہو گا یہ کام سیٹھ قاسم کا ہے۔ اگر آپ وہاں جائیں تو میرا آدمی کاشو آپ کے ساتھ جائے گا اور اگر سیٹھ قاسم کے آدمی جائیں گے تو پھر بھی کاشو ساتھ جائے گا۔ اب آپ جیسے کہیں''..... راؤ ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن لازماً یہ راستہ حکومت نے بند کر دیا ہو گا۔ وہ کیسے کھلا رہ سکا ہے''..... جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ راستہ نہیں ہے۔ قدیم دور کی سرنگ ہے جس کا علم ہمارے آدمیوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے لیکن چونکہ پہلے اس سرنگ سے ہمارا کوئی مفاد وابستہ نہیں تھا اس لئے ہم نے اس کی کبھی پرواہ نہیں کی اب جب سیٹھ قاسم نے ہمیں بتایا کہ ہم اگر راج گڑھ لیبارٹری تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ پیدا کر سکتے ہیں تو ہمیں منہ مانگا معاوضہ ملے گا تو ہم نے اپنے خاص آدمی کاشو سے بات کی۔ کاشو کو ہم پہاڑوں کا کیڑا کہتے ہیں۔ اسے پہاڑوں کے اندر بنے ہوئے کریکس، سرنگیں اور راستوں کو سر کرنے کا بے حد شوق ہے۔ اس نے ہمیں اس سرنگ کے بارے میں بتایا تو ہم نے اسے فوری طور

پر اسے چیک کرنے کا حکم دیا۔ اس کی چیکنگ کے بعد اس نے آپ کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے ہمیں رپورٹ دی ہے''..... راؤ ہاشم نے کہا لیکن جارج کے حلق سے یہ بات نیچے نہ اتر رہی تھی کہ اس قدر انتظامات کے بعد اس سرنگ کو نظرانداز کر دیا گیا ہو گا۔ اس کے ذہن میں بار بار یہی خیال آ رہا تھا کہ مشرقی لوگ دوسروں کو دھوکہ دے کر دولت ہتھیانے کی سازشیں کرتے رہتے ہیں اس لئے اس کے خیال کے مطابق راؤ ہاشم ان سے ایک کروڑ ڈالر وصول کر کے انہیں دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

''راؤ صاحب۔ کیا ہماری ملاقات اس کاشو سے ہو سکتی ہے''۔ جارج نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اسے چتوڑ گڑھ سے یہاں پہنچنے میں تقریباً ایک دن لگ جائے گا کیونکہ اس نے بسوں میں سفر کرنا ہے۔ البتہ اگر آپ وہاں جائیں تو وہاں وہ موجود ہے''..... راؤ ہاشم نے کہا۔

''ہم کل دوبارہ حاضر ہو جائیں گے''..... جارج نے کہا۔

''آپ کو واپس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ یہاں میرے مہمان رہیں۔ آپ کی اور مس ڈوگی کی ہر طرح کی خدمت کی جائے گی''..... راؤ ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''راؤ صاحب۔ چونکہ آپ نے ہماری توقع سے کافی زیادہ بڑی رقم کا مطالبہ کیا ہے اس لئے ہم نے کل ایکریمیا فون کر کے اس رقم کے گارینٹڈ چیک کا انتظام بھی کرنا ہے اور جہاں تک ڈوگی کا

تعلق ہے میں نے پہلے بھی آپ کی آفر اس شرط پر منظور کی تھی کہ کام ہو جانے کے بعد ڈوگی ایک رات آپ کی خصوصی مہمان رہے گی''..... جارج نے کہا۔

''یہ ہمارے لئے معمولی رقم ہے۔ اگر مس ڈوگی کہے تو ہم نہ صرف یہ رقم چھوڑ سکتے ہیں بلکہ اتنی ہی رقم مس ڈوگی کے ہمیشہ کے لئے یہاں رہنے کی صورت میں آپ کو دینے کے لئے تیار ہیں''..... راؤ ہاشم نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

''آپ واقعی ایسے ہی ہیں جیسے سیٹھ قاسم نے ہمیں بتایا تھا۔ ڈوگی واپسی پر یقیناً یہاں رہے گی اور یہ معاوضہ بھی آپ کا حق ہے اس لئے آپ کو ضرور ملے گا۔ البتہ ایک درخواست ہے کہ آپ اس بارے میں کسی کو اشارہ تک نہیں کریں گے کیونکہ سرکاری ایجنٹ ہمارے اس کام کے خلاف حرکت میں ہیں۔ وہ آپ تک بھی پہنچ سکتے ہیں''..... جارج نے کہا۔

''ہمیں سرکاری افراد کی کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ ہمارا بھائی راؤ لیاقت ملک کے صدر کے پرسنل سیکرٹری ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم یہاں کے وڈیرے جاگیرداروں میں سے ہیں۔ جس علاقے میں آپ موجود ہیں یہاں ہزاروں ایکڑ زمینیں ہمارے خاندان کی ملکیت ہیں۔ اسی طرح پہاڑی علاقوں میں بھی ہماری وسیع زمینیں ہیں۔ پورا چتوڑ گڑھ ہماری ملکیت ہے''..... راؤ ہاشم نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ سیٹھ قاسم نے ہمیں پہلے ہی بتا دیا تھا"...... جارج نے کہا۔

"او کے۔ پھر کل آپ سے ملاقات ہو گی۔ کاشو کو میں ابھی کال کر لیتا ہوں۔ کل وہ یہاں موجود ہو گا"...... راؤ ہاشم نے اٹھتے ہوئے کہا تو جارج اور ریٹا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ راؤ ہاشم ان سے مصافحہ کرنے کے بعد پلٹا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کے ساتھ دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر ایک بٹن پریس کیا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

"آؤ ریٹا"..... جارج نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا لیکن دروازے سے باہر نکلتے ہی مینجر تیزی سے چلتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک بار پھر کار میں سوار واپس دارالحکومت کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت سے مشرق کی طرف مضافات میں جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جولیا اور سائیڈ سیٹ پر صالحہ بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں نے جینز کی پینٹس اور اوپر بلیک لیدر کی لیڈیز جیکٹس پہنی ہوئی تھیں جبکہ پیروں میں بند جوگر تھے۔

"عمران صاحب نے ساری ٹیم میں سے خصوصی طور پر ہمیں بھیجا ہے۔ اس کی اصل وجہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی"۔ صالحہ نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"ان غنڈوں، بدمعاشوں اور جرائم پیشہ افراد کی ذہنیت کے مطابق مردوں کی نسبت عورتیں آسان شکار ثابت ہوتی ہیں اس لئے وہ ان سے ملنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جبکہ ہو بھی تم جیسی

خوبصورت لڑکی''۔۔۔ جولیا نے کہا تو صالحہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''بے چارے مرد جو تمہیں دیکھ کر یہی سمجھیں گے کہ تم یونیورسٹی سے سیدھی کلب آ رہی ہو۔ اب انہیں کیا معلوم کہ کس قیامت سے ان کا پالا پڑ رہا ہے۔ سارے جسم کی ہڈیاں تڑوا کر باقی عمر پڑے ہائے ہائے کرتے رہیں گے''۔۔۔ صالحہ نے کہا تو جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم نے بدلہ چکانے میں ایک لمحہ بھی دیر نہیں لگائی۔ بہرحال تمہیں اب معلوم ہو گیا ہے کہ عمران نے ہمیں اس سیٹھ قاسم کے پاس کیوں بھیجا ہے''۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بدلہ نہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ بہرحال تمہاری بات کا مطلب ہے کہ عمران صاحب نے ہمیں چارہ بنا کر بھیجا ہے''۔۔۔ صالحہ نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ تم غلط سمجھ رہی ہو۔ ہم نے اس سے ان غیر ملکی ایجنٹوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔ ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ ہم مردوں کی نسبت آسانی سے اس تک رسائی حاصل کر لیں گی''۔۔۔ جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ ویسے ایک بات بتاؤ جولیا۔ عمران صاحب تم پر اس قدر اعتماد کرتے ہیں کہ آنکھیں بند کر کے تمہیں بڑے سے بڑے میدان کارزار میں جھونک دیتے

ہیں اور پھر انہیں مکمل یقین ہوتا ہے کہ تم اس میدان سے کامیاب لوٹو گی۔ اس قدر اعتماد کے باوجود جب شادی کی بات ہوتی ہے تو سوائے مذاق کے اور کچھ ان کے منہ سے نہیں نکلتا۔ اس کی کیا وجہ ہے''۔۔۔ صالحہ نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''تمہیں ابھی عمران کی فطرت اور مزاج کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔ ویسے تمہیں ایک بات بتاؤں کہ عمران کے بار بار کہنے کی وجہ سے صفدر کے دل میں تمہارے لئے نرم گوشہ پیدا ہو گیا ہے اور تمہارے دل میں صفدر کے لئے۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں''۔۔۔ جولیا نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ صفدر کے لئے واقعی میرے دل میں نرم گوشہ خود بخود پیدا ہو گیا ہے۔ میرے نہ چاہنے کے باوجود اور یہ سارا سلسلہ عمران صاحب کے بار بار کہنے کی وجہ سے ہوا ہے لیکن پھر وہی بات کہ دوسروں کو تو وہ اس حد تک لے جا سکتے ہیں لیکن خود کسی حد تک بھی نہیں جاتے''۔۔۔ صالحہ نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

''صفدر مرد ہے اور تم عورت۔ اب بتاؤ کیا صفدر نے تمہیں اس نظر سے دیکھا ہے جس نظر سے مرد عورتوں کو دیکھتے ہیں''۔۔۔ جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں جولیا۔ صفدر کی نظروں میں کبھی میں نے ہوس نہیں دیکھی۔ بلکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ

اسے مجھ سے کم مخاطب ہونا پڑے اور جس قدر ہو سکے وہ میری طرف کم دیکھے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ اس کی خاص وجہ ہے۔ چیف نے اپنی ٹیم کی تربیت اس انداز میں کی ہے کہ انہیں اچھے اخلاقی اصولوں کے انتہائی سخت سانچے میں ڈھال دیا ہے۔ ہم دونوں عورتیں ہیں لیکن عورت ہونے کے باوجود ہمیں اپنے ساتھی مردوں کے لئے ایسے جذبات کبھی محسوس نہیں ہوئے جیسے جوان عورتوں کے جوان مردوں کے لئے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ ہمارا اپنا خود ساختہ کنٹرول نہیں ہے بلکہ ہماری سوچ ہی اس انداز میں ڈھال دی گئی ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا یہ مطلب بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں عام نارمل لائف سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اب وہ انجوائے منٹس جو عام لوگ محسوس کرتے ہیں وہ ہمیں محسوس ہی نہیں ہوتیں''...... صالحہ نے کہا تو جولیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو صالحہ۔ کیا تمہیں اپنی زندگی یا اپنے ساتھیوں کی زندگی میں کبھی مصنوعی پن کا احساس ہوا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ مصنوعی پن کا تو واقعی کبھی احساس نہیں ہوا''...... صالحہ نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ زندگی مصنوعی نہیں ہے۔ قدرتی اور

اصل ہے۔ البتہ جو لوگ غیر اخلاقی ماحول میں زندگی بسر کرتے ہیں، غیر اخلاقی انداز میں سوچتے ہیں ان کی زندگی مصنوعی ہوتی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''حیرت ہے جولیا۔ میں بعض اوقات سوچتی ہوں کہ کیا کوئی فرد اپنے آپ کو اس قدر تبدیل کر سکتا ہے۔ تم جس ماحول میں پیدا ہوئی، جس ماحول میں تم نے پرورش پائی، تعلیم حاصل کی وہ قطعاً مختلف ماحول تھا۔ اس کے بعد تم یہاں آئی اور پھر یہیں رہ گئی۔ یہاں کا ماحول قطعاً مختلف ہے۔ تم نے اپنے آپ کو یہاں کس طرح ایڈجسٹ کیا۔ کیا تمہیں اپنا وطن، اپنے رشتہ داروں کی یاد نہیں آتی۔ خاص طور پر اس وقت جب رات کو تم اکیلی ہوتی ہو''۔ صالحہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم سوال اس انداز میں کرتی ہو جیسے سوالات کی بوچھاڑ کر رہی ہو۔ اب میں اس ماحول میں زیادہ اپنے آپ کو ایڈجسٹ پاتی ہوں۔ سوئٹزر لینڈ کا ماحول تو اب میرے ذہن میں اجنبی ماحول کے طور پر نظر آتا ہے۔ میں کئی بار بڑے شوق سے واپس بھی گئی ہوں لیکن وہاں قدم قدم پر میں نے اپنے آپ کو اجنبی محسوس کیا ہے اور جیسے مچھلی کو پانی میں جا کر ہی سکون ملتا ہے اس طرح مجھے بھی پاکیشیا پہنچ کر ہی سکون ملتا ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے۔ ایسے معاملات میں واقعی انسانی عقل بے کار ہو

جاتی ہے''...... صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے کار کا رخ دائیں ہاتھ پر جانے والی سڑک پر موڑ دیا۔ سڑک کے کنارے ایک بہت بڑا بورڈ نصب تھا جس پر سیٹھ کلب کی نہ صرف تصویر دی گئی تھی بلکہ نام بھی لکھا ہوا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک چار منزلہ وسیع و عریض عمارت تک پہنچ گئے۔ عمارت کا کمپاؤنڈ خاصا وسیع و عریض تھا اور خاصی تعداد میں کاریں اندر جا کر پارکنگ کی طرف مڑ رہی تھیں۔

''ٹائیگر کہاں ہوگا''...... صالحہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہیں کہیں موجود ہوگا''...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل کر کے ایک طرف بنی ہوئی وسیع و عریض پارکنگ کی طرف موڑ دی جس میں اچھی خاصی تعداد میں کاریں موجود تھیں۔ جولیا نے کار کو ایک خالی جگہ پر روکا اور پھر وہ دونوں کار سے نیچے اتریں۔ جولیا نے کار کو لاک کیا اور اسی لمحے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر پارکنگ کارڈ جولیا کے ہاتھ میں دے دیا۔ جولیا نے کارڈ لے کر اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

''مس جولیا۔ میں حاضر ہوں''...... اچانک ایک طرف سے ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔ جولیا اور صالحہ اس کی آواز سن کر مڑیں تو وہ ان کے عقب میں میک اپ میں موجود تھا۔ اس نے کشمشی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس پر گہرے سرخ رنگ کی ٹائی جس پر پیلے رنگ کے پھول بنے ہوئے تھے، پہنی

ہوئی تھی۔

''کیا پوزیشن ہے معاملے کی''...... جولیا نے ایک خالی سائیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ صالحہ بھی خاموشی سے ان کے ساتھ چل رہی تھی۔

''سیٹھ قاسم اپنے مخصوص آفس میں موجود ہے لیکن وہ کسی سے ملتا نہیں ہے۔ تمام کام اس کے مینجرز کرتے ہیں۔ ملاقاتیں بھی ان سے ہوا کرتی ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ اپنے آفس میں موجود ہے''۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

''اس کا ایک اسسٹنٹ مینجر میرا دوست ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے اور یہ بات تو سارا دارالحکومت جانتا ہے کہ سیٹھ قاسم سوائے چند مخصوص لوگوں کے اور کسی سے نہیں ملتا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن ہم نے تو نہ صرف اس سے ملنا ہے بلکہ اس سے پوچھ گچھ بھی کرنی ہے۔ تم بتاؤ کیا کرنا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔ باس نے آپ کو بھیجا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو کیوں بھیجا ہے لیکن سیٹھ قاسم تک آپ کی آمد کی اطلاع ہی نہیں پہنچنے دی جائے گی اور یہی اصل مسئلہ ہے کہ اس کے خصوصی آفس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ کہاں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس صورت میں تم اکیلے ہوتے تو کیا کرتے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تو اس کے مینجروں سے بات کرتا اور پھر ان کی مدد سے اس تک رسائی حاصل کرتا لیکن اس میں وقت کافی لگ سکتا تھا۔ فوری طور پر یہ کام نہیں ہو سکتا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے۔ آؤ ہمارے ساتھ اور دیکھو کہ ہم کس طرح سیٹھ قاسم تک پہنچتی ہیں''...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ صالحہ بھی اس کے ساتھ تھی۔ ٹائیگر نے شاید کچھ کہنا چاہا لیکن پھر اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ مین گیٹ پر موجود دربان نے سر جھکا کر ان کا استقبال کیا اور دروازہ کھول دیا۔ اندر وسیع و عریض ہال تقریباً ایک چوتھائی بھرا ہوا تھا۔ باقی خالی تھا البتہ سیاہ رنگ کے لباس میں ملبوس دس بارہ مشین گنوں سے مسلح افراد وہاں موجود تھے۔ وہ مختلف کونوں میں کھڑے خاموشی سے آنے جانے والوں اور وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو اس انداز میں دیکھ رہے تھے جیسے ایک ایک آدمی کی نظروں ہی نظروں میں سکریننگ کر رہے ہوں۔ جولیا اور صالحہ ہال میں داخل ہو کر چند لمحوں کے لئے رک گئیں اور انہوں نے ایک طائرانہ نظر ہال پر ڈالی اور پھر ایک طرف بنے ہوئے وسیع و عریض کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئیں جہاں پانچ لڑکیاں کام کر رہی تھیں جبکہ کاؤنٹر کے کونے میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی جس نے سیاہ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا پیر پھیلائے

بڑے چوکنا انداز میں کھڑا تھا۔ اس کا سر گنجا اور چھوٹی آنکھوں میں تیز سرخی اور چہرے پر پتھریلی سنجیدگی نمایاں تھی اور اس کی نظریں جولیا، صالحہ اور ان کے پیچھے چلتے ہوئے ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

''یس مس''...... ایک لڑکی نے جولیا اور صالحہ کے کاؤنٹر کے قریب پہنچنے پر ان سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ وہ آدمی اس طرح ہونٹ بھینچے کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا لیکن وہ خاموش رہا تھا۔

''سیٹھ قاسم سے کہو کہ بلیو برڈز ملنا چاہتی ہیں''...... جولیا نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا اور جولیا کا فقرہ سن کر خاموش کھڑے اس آدمی کے چہرے پر تمسخرانہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

''سوری مس۔ سیٹھ صاحب کسی سے نہیں ملتے اور نہ ہی ملاقات کا وقت دیتے ہیں۔ آپ ان کے کسی مینجر سے مل لیں''...... لڑکی نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''اس کا وہ مینجر کون ہے جس کا رابطہ اس سے ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مارٹن مس صاحبہ''...... لڑکی نے جواب دیا۔

''اس مارٹن کا آفس کہاں ہے''...... جولیا نے کہا تو لڑکی نے فون کا رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس آدمی نے آگے بڑھ کر اس لڑکی کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

''سنو۔ خاموشی سے واپس چلی جاؤ۔ کوئی کسی سے نہیں ملتا۔

جاؤ۔ ورنہ“...... اس آدمی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم کون ہو“...... جولیا نے چونک کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام جیری ہے اور تمہیں انتہائی شرافت سے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ واپس چلی جاؤ ورنہ تمہاری لاشیں بھی غائب کر دی جائیں گی۔ نہ سیٹھ قاسم تم سے ملے گا اور نہ ہی مارٹن کیونکہ تم میری نظروں میں مشکوک ہو۔ جاؤ“...... جیری نے سائیڈ ہولسٹر میں موجود ریوالور کے دستے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر اس کو گولی مار دی جائے تو تمہیں تو کوئی اعتراض نہ ہو گا“...... جولیا نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا جو اس سے بات کر رہی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی یا جیری کچھ بولتا جولیا کا ہاتھ انتہائی تیزی سے جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمحے ہال فائرنگ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی جیری کے حلق سے نکلنے والی چیخ اور پھر اس کے پشت کے بل پچھلی دیوار سے ٹکرا کر ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح کاؤنٹر کے اندر گرنے کی آواز سنائی دی تو ہال میں یکلخت گھمبیر خاموشی طاری ہو گئی۔

”اب کرو فون“...... جولیا نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں اس لڑکی سے کہا جو بت بنی کھڑی تھی اور یہی حال کاؤنٹر کے پیچھے موجود باقی لڑکیوں کا تھا اور جولیا کے بولتے ہی جیسے خاموشی طوفان

کی طرح پھٹ پڑی۔ ہر طرف شور سا بھر گیا اور ساتھ ہی ایک طرف سے دو سیاہ پوش کاؤنٹر کی طرف آنے لگے۔

”کرو فون مارٹن کو“...... جولیا نے یکلخت چیخ کر کہا تو لڑکی نے تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

”رک جاؤ۔ خبردار اگر آگے بڑھے تو“...... یکلخت صالحہ نے چیخ کر آنے والے سیاہ پوشوں سے کہا تو وہ یکلخت رک گئے۔

”تمہارے اس جیری نے بلیو برڈز کی توہین کی تھی جبکہ تم دیکھنا ابھی تمہارا مینجر مارٹن ننگے پیر دوڑتا ہوا ہمارے استقبال کے لئے یہاں آئے گا“...... صالحہ نے چیختے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم کون ہو“...... ان میں سے ایک سیاہ پوش نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بلیو برڈز“...... صالحہ نے جواب دیا تو وہ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئے جبکہ لڑکی نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے میمی بول رہی ہوں۔ دو عورتیں اور ایک مرد یہاں کاؤنٹر پر آئے ہیں۔ ان میں سے ایک عورت غیر ملکی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بلیو برڈز ہیں اور سیٹھ صاحب سے ملنا چاہتے ہیں۔ جب میں نے انہیں بتایا کہ سیٹھ صاحب کسی سے نہیں ملتے تو انہوں نے آپ سے ملنے کی بات کی۔ میں آپ سے بات کرنے کے لئے رسیور اٹھا ہی رہی تھی کہ جیری نے مجھے روک دیا اور انہیں واپس جانے کا کہا جس پر اس غیر ملکی لڑکی نے اس جیری کا سینہ

گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے۔ اس کی لاش کاؤنٹر کے اندر پڑی ہوئی ہے۔ اب آپ جیسے کہیں''...... لڑکی نے رک رک کر اور سہمے ہوئے لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''جیری کو مارنے کے باوجود وہ ابھی تک زندہ ہیں''...... دوسری طرف سے چیخ کر کہا گیا۔

''یس۔ یس سر''...... لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں خود آ رہا ہوں''...... مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لڑکی نے رسیور رکھ دیا۔

''چیف مارٹن خود آ رہے ہیں''...... لڑکی نے کہا تو صالحہ نے فاتحانہ نظروں سے ان دونوں سیاہ پوشوں کی طرف دیکھا اور وہ ہونٹ بھینچے واپس مڑ گئے اور دوبارہ اسی جگہ پر کھڑے ہو گئے جہاں پہلے کھڑے تھے۔ ہال پر سکوت طاری تھا۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ نیچے آ کر رکی۔ اس کا دروازہ کھلا اور ایک گینڈے کی طرح پلا ہوا آدمی باہر آیا۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور اس کے چوڑے چہرے پر چھوٹی چھوٹی لیکن اکڑی ہوئی مونچھیں نمایاں نظر آ رہی تھیں۔

''کہاں ہے جیری''...... آنے والے نے جولیا، صالحہ اور اس کے پیچھے کھڑے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ادھر کاؤنٹر کے اندر اس کی لاش پڑی ہے''...... لڑکی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے اسے ہلاک کیا ہے۔ تم نے۔ حیرت ہے۔ اور ہاں۔ یہ بلیو برڈز کون ہیں''...... مارٹن نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے ساری باتیں یہیں ہال میں کھڑے کرنی ہیں۔ کیا اکیلے آفس میں بات کرتے ہوئے ڈرتے ہو''...... جولیا نے یکلخت کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا تو مارٹن کے چہرے پر یکلخت غصے کی لہر سی پھیل گئی۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ وہیں آفس میں ہی تم سے بات ہو گی۔ اور سنو۔ جیری کی لاش اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈلوا دو''۔ مارٹن نے کہا،اور واپس لفٹ کی طرف مڑ گیا۔

''آپ دوسری لفٹ سے جائیں گے۔ یہ لفٹ صرف چیف کے لئے مخصوص ہے''...... لڑکی نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی اس لفٹ کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا جس میں وہ مارٹن گیا تھا۔

''ہمارے ساتھ کوئی آدمی بھیجو جو ہمیں وہاں تک پہنچا دے''۔ جولیا نے مڑ کر ایسے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا جیسے اب تک ان کے درمیان کوئی غلط بات ہی نہ ہوئی ہو۔

''گوگی۔ ان کے ساتھ جاؤ''...... لڑکی نے ایک طرف خاموش کھڑے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس مس۔ آیئے مس''...... اس نوجوان نے چونک کر کاؤنٹر گرل کو جواب دیا اور پھر جولیا سے مخاطب ہو گیا۔ دوسری لفٹ کے ذریعے وہ تیسری منزل پر پہنچے۔ وہاں چار مسلح سیاہ پوش موجود تھے

لیکن گوگی کے ساتھ ہونے کی وجہ سے انہوں نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو کچھ نہ کہا اور گوگی انہیں راہداری کے تقریباً درمیان میں موجود دروازے کے قریب لے جا کر خود رک گیا۔

''تشریف لے جائیں''...... گوگی نے کہا تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور جولیا اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے صالحہ اور آخر میں ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا وسیع کمرہ تھا جسے بہترین انداز اور اعلیٰ فرنیچر سے سجایا گیا تھا لیکن کمرہ خالی تھا۔ وہ مارٹن وہاں موجود نہ تھا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا اور صالحہ صوفوں پر بیٹھتیں سائیڈ دیوار میں موجود ایک دروازہ کھلا اور مارٹن اندر داخل ہوا۔

''بیٹھو''...... مارٹن نے میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھتے ہوئے بڑے خشک اور کھردرے لہجے میں کہا تو جولیا، صالحہ اور ٹائیگر تینوں سائیڈ صوفوں پر بیٹھنے کی بجائے میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''تم نے اس طرح کھلے عام جیری کو ہلاک کر کے ناقابل معافی جرم کیا ہے۔ تمہیں وہیں ہال میں ہی گولیوں سے بھون دیا جاتا لیکن میں تمہیں اس لئے یہاں لے آیا ہوں کہ میں معلوم کر سکوں کہ تم نے بلیو برڈز کا نام کہاں سے سن لیا ہے اور کیوں یہ نام لے کر یہاں آئی ہو''...... مارٹن نے کہا۔

''اس کے ڈانڈے کافرستان سے ملتے ہیں۔ کافی ہے یا کچھ

اور بھی وضاحت کروں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو مارٹن کے جسم نے اس طرح ہلکا سا جھٹکا کھایا جیسے اچانک اسے بجلی کا جھٹکا لگا ہو۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم بہت کچھ جانتی ہو۔ بہرحال بولو۔ کیا چاہتی ہو''...... مارٹن نے کہا۔ اس کا لہجہ اب پہلے کی نسبت خاصا نرم ہو گیا تھا۔

''سیٹھ قاسم کے ساتھ تمہارا رابطہ ہے اور ہم نے اس سے ملنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''سوری۔ سیٹھ کسی سے نہیں ملتا حتیٰ کہ پاکیشیا کے صدر سے بھی نہیں۔ جو بات ہے مجھے بتاؤ۔ وہ سیٹھ قاسم تک پہنچ جائے گی''۔ مارٹن نے کہا۔

''فون پر ہماری بات کرا دو''...... جولیا نے کہا۔

''سوری۔ اس کے سپیشل آفس میں فون نہیں ہے''...... مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر پیغام کیسے پہنچے گا''...... جولیا نے چہرے پر حیرت کے تاثرات پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''وہ جب خفیہ آفس میں ہوتا ہے تو پھر وہاں کے فون پر بات کرتا ہے''...... مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ پھر پیغام دینا ہی بے کار ہے کیونکہ بلیو برڈز جس الزام سے اسے بچانا چاہتے ہیں وہ الزام اس تک پیغام پہنچنے

سے پہلے ہی اس کے سر پر پہنچ چکا ہوگا''...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو۔ بیٹھو۔ تم کس الزام کی بات کر رہی ہو۔ تمہاری باتیں اور تمہارا رویہ کچھ عجیب سا ہے۔ سچ بتاؤ کہ کون ہو تم''...... مارٹن کے لہجے میں حیرت تھی۔

''مجھے کہا گیا ہے کہ سیٹھ قاسم سے کہہ دوں کہ وہ ایکریمین کراؤز ایجنسی کے ایجنٹوں کی مدد بند کر دے ورنہ ملٹری انٹیلی جنس اس تک کسی بھی لمحے پہنچ سکتی ہے''...... جولیا نے کہا تو مارٹن کا منہ یکلخت کھلے کا کھلا رہ گیا۔

''یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کیا۔ کیا مطلب''...... مارٹن نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جاؤ اور جا کر یہ پیغام سیٹھ تک پہنچا دو۔ شاید وہ اور تم سب بچ جاؤ اور ہمیں آ کر بتاؤ کہ پیغام پہنچ گیا ہے یا نہیں تاکہ ہم ہیڈکوارٹر کو رپورٹ دے سکیں''...... جولیا نے کہا تو مارٹن ہونٹ بھینچے چند لمحے ساکت بیٹھا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ذہنی طور پر کسی فیصلے پر نہ پہنچ رہا ہو۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہاری ملاقات سیٹھ سے کرا دیتا ہوں۔ پھر سیٹھ جانے اور تم''...... مارٹن نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ تم نے عقل مندانہ فیصلہ کیا ہے۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔

میں ہیڈکوارٹر کو جو رپورٹ دوں گی اس میں خصوصی طور پر تمہاری تعریف کروں گی''...... جولیا نے بھی اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''اپنا اسلحہ یہیں چھوڑ دو ورنہ راستہ نہیں کھلے گا''...... مارٹن نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... جولیا نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی پیروی کرتے ہوئے صالحہ اور ٹائیگر نے بھی جیبوں سے مشین پسٹلز نکال کر میز پر رکھ دیئے۔

''مزید تو کوئی اسلحہ نہیں ہے''...... مارٹن نے کہا۔

''نہیں''...... جولیا نے جواب دیا۔

''آؤ''...... مارٹن نے کہا اور اس سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔ جولیا، صالحہ اور ٹائیگر تینوں اس کے پیچھے اس دروازے سے دوسری طرف موجود کمرے میں پہنچے تو وہ انہیں لئے ہوئے اس کمرے کے عقبی طرف موجود ایک دروازے میں لے گیا۔ دروازے کے دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں ایک لوہے کا دروازہ تھا جو بند تھا۔ مارٹن نے قریب جا کر اس پر اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر زور سے دبایا اور پھر ہاتھ ہٹا کر اس نے بایاں ہاتھ اسی جگہ پر رکھ کر دبایا تو دروازے کے اوپر موجود ایک کیمرہ نما آلے میں سے سرخ رنگ کی تیز روشنی نکل کر مارٹن، جولیا اور اس کے ساتھیوں پر ایک لمحے کے

لئے پڑی اور پھر بجھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک بند گیلری سی تھی جس کے اندر سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ سب مارٹن کی رہنمائی میں سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے ایک بند دروازے کے سامنے جا کر رک گئے۔ دروازے کے ساتھ ایک ہک سے فون پیس لٹکا ہوا تھا۔ مارٹن نے وہ فون پیس ہک سے نکالا اور اس پر موجود بٹن پریس کر دیئے۔

''مارٹن بول رہا ہوں سپر باس''...... مارٹن نے کہا مگر اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ سپر ماسٹر۔ تینوں دروازے کے باہر موجود ہیں اور آپ سے ملاقات میں انتہائی اہم پیغام دینا چاہتے ہیں''...... مارٹن نے دوسری طرف سے بات سن کر مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ چونکہ فون پیس میں لاؤڈر نہ تھا اس لئے دوسری طرف کی آواز اس کے علاوہ جولیا اور اس کے ساتھی نہ سن سکتے تھے۔

''اوکے سپر باس''...... مارٹن نے ایک بار پھر دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور پھر فون پیس کو ہک میں لٹکا کر وہ پیچھے ہٹا۔

''میں جا رہا ہوں۔ ابھی دروازہ کھل جائے گا۔ اندر سپر باس سیٹھ قاسم موجود ہیں''...... مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ نظر آنا بند ہو گیا۔ اسی لمحے ہلکی سی کٹک کی آواز کے ساتھ ہی سامنے موجود دروازہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک مستطیل شکل کا کمرہ تھا جس کے آخر

میں آفس ٹیبل تھی جس پر ایک دبلا پتلا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ گھوڑے کی طرح لمبوترا تھا۔ آنکھیں چھوٹی لیکن چمکدار تھیں۔ اس نے براؤن رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کی نظریں جولیا اور اس کے پیچھے آنے والی صالحہ اور ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

''بیٹھو''...... اس دبلے پتلے آدمی نے اپنی باریک لیکن چھری کی دھار کی طرح تیز آواز میں کہا۔

''تم ہو سیٹھ قاسم''...... جولیا نے سیٹی کی طرح منہ گول کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی حقارت تھی۔

''ہاں۔ میں ہوں''...... اس آدمی نے کہا۔

''میں سمجھی تھی کہ تم بھی کافرستان کے سیٹھ قاسم کی طرح بہت موٹے ہو گے کیونکہ اب ذہن میں سیٹھ قاسم کا نام آتے ہی اس کا موٹاپا نظر آنے لگ جاتا ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

''تم کرنل فریدی والے سیٹھ قاسم کی بات کر رہی ہو''...... سیٹھ قاسم نے کہا۔

''تم جانتے ہو کرنل فریدی کو''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم دونوں عورتوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... سیٹھ قاسم نے کہا تو جولیا اس طرح ہنس پڑی جیسے سیٹھ قاسم نے کوئی مضحکہ خیز بات کر دی ہو۔

''ہمارا تعلق بلیو برڈز سے ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔

''دیکھو۔ تمہارے ساتھ جو آدمی بیٹھا ہے یہ ٹائیگر ہے۔ جب تم مارٹن کے کمرے میں داخل ہوئے تھے تو میں نے یہاں تمہارے چہرے دیکھے تھے۔ کمرے میں موجود مخصوص ریز کی وجہ سے یہاں تمہارے چہرے بغیر میک اپ کے نظر آ رہے تھے اور ٹائیگر کو میں بہت اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ چونکہ یہ لڑکی واقعی غیر ملکی تھی اس لئے میں نے مارٹن کو پیغام دے دیا کہ تمہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے۔ ٹائیگر کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کا شاگرد ہے لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم دونوں کون ہو۔ جہاں تک بلیو برڈز کا تعلق ہے تو میں نے بلیو برڈز کے چیف وشنو سکار سے بات کر لی ہے۔ اس نے تمہیں نہیں بھیجا۔ اس کے بعد یہاں آ کر تم نے جب کرنل فریدی اور اس کے ساتھی موٹے سیٹھ قاسم کی بات کی تو میں سمجھ گیا کہ تم دونوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی ہو سکتا ہے اور اسی وجہ سے تم اب تک زندہ بھی ہو۔ سنو۔ میں کسی سرکاری ایجنسی سے لڑنا نہیں چاہتا اس لئے تم کھل کر بات کرو کہ تم کیا چاہتی ہو''۔ دبلے پتلے سیٹھ قاسم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم نے مارٹن کے کمرے میں ہونے والی باتیں سن لی ہیں یا نہیں''...... جولیا نے کہا۔

''سن لی ہیں''...... سیٹھ قاسم نے جواب دیا۔

''تو پھر تم نے یہ بھی سنا ہو گا کہ میں نے مارٹن سے کہا تھا کہ تم ایکریمین ایجنسی کراؤز کے ایجنٹوں کی مدد نہ کرے ورنہ ملٹری انٹیلی جنس تمہیں کسی بھی وقت گھیر سکتی ہے''...... جولیا نے جواب دیا۔

''ہاں۔ سنا ہے میں نے۔ لیکن''...... سیٹھ قاسم بات کرتے کرتے رک گیا۔

''ہمارا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ سیکرٹ سروس سے نہیں۔ ٹائیگر ہمارا گائیڈ ہے اور ہمارے چیف کرنل شہامند نے عمران کو فون کر کے اسے ہمارے ساتھ بھیجا ہے''...... جولیا نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن ملٹری انٹیلی جنس غیر ملکیوں کو کیسے رکھ سکتی ہے''...... سیٹھ قاسم نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو کیا سیکرٹ سروس غیر ملکیوں کو رکھ سکتی ہے۔ میں سپیشل میک اپ میں ہوں''...... جولیا نے کہا تو سیٹھ قاسم نے اس انداز میں ایک طویل سانس لیا جیسے کسی خاص نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے مان لیا۔ اب بتاؤ کہ کیوں تم یہاں آئے ہو''...... سیٹھ قاسم نے کہا۔

''اور کتنی بار بتاؤں کہ تم ایکریمین ایجنسی کراؤز کے ایجنٹوں جو کہ ایک مرد اور ایک عورت پر مشتمل ہیں، کے حق میں یہاں پاکیشیا میں کافرستان کے مہانند گروپ کے کہنے پر کام کر رہے ہو جبکہ

تمہیں معلوم ہے کہ وہ پاکیشیا کی ایک اہم سرکاری لیبارٹری کے خلاف کام کر رہے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''یہ سب غلط ہے۔ مہانند گروپ سے ہمارا تعلق ضرور ہے لیکن ہم ایسے کسی پراجیکٹ پر کام نہیں کر سکتے جس کا تعلق حکومت یا ملک سے ہو۔ ہم تو اسمگلنگ جس میں اسلحہ، منشیات اور اس ٹائپ کے دوسرے کاروبار ہیں، میں ملوث ہو سکتے ہیں لیکن ملک اور قوم کے مفاد کے خلاف ہم کبھی کام نہیں کرتے''...... سیٹھ قاسم نے کہا۔

''اس قدر حوالوں کے باوجود تمہیں یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ہم صرف اندازوں کی بناء پر تمہارے پاس نہیں آئے۔ ہمارے پاس مصدقہ اطلاعات ہیں اور ہم نے کوئی بات تم سے اس لئے نہیں چھپائی کہ اگر تم حکومت سے تعاون کرو تو ملٹری انٹیلی جنس کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ تم کیا کرتے ہو اور کیا نہیں کرتے۔ اس کے باوجود تم ایسی باتیں کر رہے ہو''...... جولیا کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

''میں نے بھی جواب دے دیا ہے کہ ہم ایسے کسی معاملے میں ملوث نہیں ہیں اور جو کچھ میں نے کہا ہے وہی درست ہے''۔ سیٹھ قاسم نے بھی بڑے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم ایک غیر ملکی جوڑے کی خاطر اپنا سارا سیٹ اپ، اپنی زندگی اور اپنے سب آدمیوں کی زندگیاں ختم کرانے پر تلے ہوئے ہو۔ کیوں''...... جولیا نے کہا لیکن اس بار سیٹھ قاسم نے جواب

دینے کی بجائے میز پر رکھے ہوئے اپنے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دیا تو یکلخت میز کے ان کناروں سے جس طرف جولیا اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے نارنجی رنگ کی تیز روشنی نکلی اور اس کے ساتھ ہی جولیا اور اس کے ساتھیوں کے ذہنوں پر جیسے یکلخت گھپ اندھیرا سا چھا گیا لیکن یہ اندھیرا صرف چند لمحوں کے لئے تھا۔ چند لمحوں بعد جب ان کے ذہن میں دوبارہ روشنی نمودار ہوئی تو جولیا اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ اس آفس نما کمرے کی بجائے ایک تہہ خانے نما کمرے میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان کے جسم مکمل طور پر بے حس و حرکت تھے۔ کمرہ خالی تھا۔ وہاں نہ کوئی آدمی تھا اور نہ ہی کوئی اسلحہ یا فرنیچر۔

''یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں''...... جولیا کے منہ سے اٹک اٹک کر نکلا۔

''کسی تہہ خانے میں ہیں''...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو جولیا نے گردن موڑی تو وہ مڑ تو گئی لیکن حرکت بے حد آہستہ تھی جیسے سلوموشن فلم چلتی جا رہی ہو۔

''اس احمق نے ایسا کیوں کیا ہے''...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم نے گفتگو کو بے حد طویل کر دیا تھا اور سارے پتے کھول کر سامنے رکھ دیئے تھے۔ یہ اس کا نتیجہ ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''یہ بات نہیں۔ اگر میں ایسا نہ کرتی تو ہماری لاشیں کسی برقی

بھٹی میں راکھ کی جا چکی ہوتیں یا کسی گٹر میں بہہ رہی ہوتیں۔ لیکن
اب وہ ہمیں زندہ سلامت واپس بھجوانے کا پابند ہے کیونکہ اسے
معلوم ہے کہ ہم ہیڈکوارٹر کے حکم پر اس کے پاس آئے ہیں اور اگر
ہم زندہ سلامت واپس نہ گئے تو پھر اس کا سب کچھ تباہ ہو سکتا
ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا نے بڑے اچھے انداز میں اس خطرناک اور گرگ
باراں دیدہ ٹائپ مجرم کو کور کیا ہے۔ جہاں تک اس اقدام کا تعلق
ہے میرا خیال ہے کہ اس نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ ایک تو وہ
ملٹری انٹیلی جنس سے معلومات حاصل کر سکے کہ کیا واقعی ہمارا تعلق
ملٹری انٹیلی جنس سے ہے یا نہیں۔ ایسے لوگوں کے آدمی وہاں موجود
ہوتے ہیں اور اگر اسے وہاں سے ہمارے بارے میں تصدیق نہ
ہوئی تو یہ ہمیں ہلاک کرنے کا حکم دے دے گا اور اگر تصدیق ہوگئی
تو یہ اس غیر ملکی جوڑے کو واپس کافرستان مہانند گروپ کے پاس
پہنچا کر پھر ہمیں زندہ سلامت شہر کے کسی پارک میں پہنچا دے گا
اور غیر ملکیوں کی امداد سے صاف انکار کر دے گا اور وہ غیر ملکی جوڑا
پاکیشیا میں موجود نہیں ہو گا اس لئے ہم اس پر کوئی الزام بھی ثابت
نہیں کر سکیں گے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے
کہا۔

''اوہ۔ تم نے درست تجزیہ کیا ہے۔ تم بالکل عمران کی طرح
سوچتے ہو۔ گڈ۔ لیکن اب ظاہر ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس سے ہماری

تصدیق نہ ہو سکے گی۔ پھر''...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ اپنی
تعریف سن کر بے اختیار کھل اٹھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی
جواب دیتا اچانک دھماکے سے اس تہہ خانے کا سامنے کا دروازہ کھلا
اور تین آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان تینوں نے سیاہ لباس پہنے
ہوئے تھے اور ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ ان
میں سے ایک نے ایک پلاسٹک کی کرسی اٹھائی ہوئی تھی جو اس نے
جولیا اور اس کے ساتھیوں کی کرسیوں سے کافی فاصلے پر رکھ دی اور
خود پیچھے ہٹ کر دروازے کے ساتھ دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔
چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وہی دبلا پتلا سیٹھ قاسم اندر
داخل ہوا۔ اس کے لمبوترے چہرے پر کریہہ مسکراہٹ نمایاں تھی اور
چہرے پر طنزیہ تاثرات سجے ہوئے تھے۔ وہ قدم بڑھاتا ہوا اس
کرسی پر جو اس کے لئے ہی رکھی گئی تھی، بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی
ان تینوں مسلح افراد نے مشین گنیں کاندھوں سے اتار کر ہاتھوں میں
پکڑ لیں اور آگے بڑھ کر سیٹھ قاسم کے پیچھے آ کر کھڑے ہو گئے۔
ان میں سے ایک کرسی کے عین پیچھے ایک سیٹھ قاسم کے دائیں
طرف اور ایک بائیں طرف کھڑا تھا اور ان کا انداز ایسا تھا جیسے
ابھی چند لمحوں بعد وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کھولنے
والے ہوں۔

''تمہیں حیرت تو ہو گی کہ تم کو میں نے کرسیوں پر رسی سے یا
کسی زنجیر سے باندھا کیوں نہیں۔ تو تمہیں یہ بتا دوں کہ جن ریز

کے ذریعے تمہیں بے ہوش اور بے حس کیا گیا تھا تو ان ریز کی فائرنگ کے بعد ہوش تو چوبیس گھنٹوں کے بعد آتا ہے لیکن جسم کی صحیح حرکت چار روز بعد جا کر نارمل ہوتی ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہیں چوبیس گھنٹوں کے بعد ہوش آیا ہے اور تم جتنی مرضی آئے کوشش کر لو لیکن تم اٹھ کر کھڑے نہیں ہو سکتے''...... سیٹھ قاسم نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے ہمیں بے ہوش کر کے اس وقفے میں اپنے مقاصد پورے کر لئے ہیں یا نہیں''...... جولیا نے پہلے کی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''کون سے مقاصد''...... سیٹھ قاسم نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی کہ تم ان غیر ملکی ایجنٹوں کے ثبوت مٹانے کے لئے وقتی طور پر انہیں ملک سے باہر بھجوا دو اور سنو۔ اگر تم نے ایسا کیا بھی ہے تو یہ بات ذہن میں بٹھا لو کہ ہم نے بہرحال ان کا سراغ لگا لینا ہے لیکن ساتھ ساتھ تمہاری نگرانی بھی ہوتی رہے گی''...... جولیا نے جواب دیا۔

''میں ایسا ضرور کرتا اگر تمہارے بارے میں تصدیق ہو جاتی کہ تمہارا تعلق واقعی ملٹری انٹیلی جنس سے ہے جبکہ ملٹری انٹیلی جنس سے میں نے کنفرم کر لیا ہے کہ تمہارا کوئی تعلق اس سے نہیں ہے۔ اس کے بعد اب تک میں نے تمہیں اس لئے زندہ رکھا ہے کہ شاید

سیکرٹ سروس تمہارے پیچھے آئے لیکن ان چوبیس گھنٹوں میں کسی نے تمہارے بارے میں یہاں پوچھ گچھ نہیں کی اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے سپیشل میک اپ واشر سے تمہارا میک اپ بھی چیک کرایا ہے۔ تم میک اپ میں نہیں ہو بلکہ تم واقعی سوئس نژاد ہو اس لئے تمہاری ساری باتیں غلط ثابت ہوئی ہیں۔ اب تم خود بتاؤ گی کہ تم کون ہو اور تمہارا کس ایجنسی سے تعلق ہے کیونکہ سوئس حکومت کو تو اس لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی سوئس حکومت میزائلوں کی دوڑ میں شامل ہے''...... سیٹھ قاسم نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جو کچھ میں نے بتایا ہے وہ درست ہے۔ تمہارا آدمی جس نے تمہیں یہ بات بتائی ہے کہ ہمارا کوئی تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے نہیں ہے، ہمارے بارے میں علم نہیں رکھتا ہو گا کیونکہ ایجنسی میں ایک گروپ تو نہیں ہوتا۔ لاتعداد گروپس ہوتے ہیں اور ان کی کارروائیاں بھی ایک دوسرے سے خفیہ ہوتی ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''جو کچھ بھی ہے بہرحال اب تمہاری موت یقینی ہے۔ جو ہو گا ہم خود نمٹ لیں گے''...... سیٹھ قاسم نے اچانک کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''سنو۔ انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دینا''...... سیٹھ قاسم نے ایک سیاہ پوش سے کہا اور خود مڑ کر تیزی

سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے دو مشین گن
بردار واپس چلے گئے۔ اب اس تہہ خانے میں صرف ایک مشین گن
بردار رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

''تم نے اگر کوئی دعائیں مانگنی ہو تو مانگ لو''...... اس آدمی نے
ایسے لہجے میں کہا جیسے دعاؤں کی مہلت دے کر اس نے ان پر
بہت بڑا احسان کر دیا ہو۔

''دعائیں تو ہم مانگ لیں گے لیکن ہمیں مرنے سے پہلے دو
گھونٹ پانی پلوا دو''...... جولیا نے کہا۔

''سوری۔ میں تمہیں ہلاک کرنے سے پہلے یہاں سے باہر نہیں
جا سکتا اور اب وقت ختم ہوا۔ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... اس
آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین
گن کو کاندھے سے لگا لیا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... اس بار ٹائیگر نے پوچھا۔

''میرا نام جیکب ہے۔ جیکب۔ دوسری دنیا میں بھی اس نام
سے خوف کھاتے رہنا''...... اس آدمی نے کہا۔

''کیا تم میں اتنی بھی انسانیت نہیں ہے کہ کسی انسان کو مارنے
سے پہلے دو گھونٹ پانی ہی پلا دو۔ ہم حرکت نہیں کر سکتے۔ اس کے
باوجود تم ہم سے ڈر رہے ہو''...... اس بار صالحہ نے کہا۔

''میں تم جیسے کیڑے مکوڑوں سے ڈروں گا۔ یہ کیا کہہ رہی ہو۔
اگر سیٹھ قاسم کا حکم نہ ہوتا تو میں تم دونوں کو مارنے کی بجائے اپنے

پاس رکھ لیتا۔ بہرحال میں تمہیں پانی پلا دیتا ہوں''...... جیکب نے
کہا اور مشین گن کاندھے سے لٹکا کر وہ مڑا اور دروازے کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ دروازہ
اس کے عقب میں بند ہو گیا۔

''پانی پینے سے ہمارے جسم میں حرکت آ جائے گی۔ اس کے
بعد اس آدمی کو زندہ رکھ کر اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے''...... جولیا
نے تیز تیز لہجے میں کہا تو صالحہ اور ٹائیگر دونوں نے اثبات میں سر
ہلا دیئے اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جیکب
اندر داخل ہوا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں پانی کی ایک ایک بڑی
بوتل موجود تھی۔

''میں نے سوچا کہ جب پانی پی کر مرنا ہی ہے تو اچھی طرح پی
لو''...... جیکب نے اس انداز میں مسکراتے ہوئے کہا جیسے وہ سب
پکنک منانے کے لئے یہاں جمع ہوں۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں
نے کوئی جواب نہ دیا۔ جیکب نے پہلے جولیا جو سائیڈ پر بیٹھی ہوئی
تھی اور اس کے بعد صالحہ اور آخر میں ٹائیگر کے قریب آ کر اس
نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل نیچے رکھی اور پہلے ہاتھ میں
موجود بوتل کا ڈھکن ہٹا کر اس نے بوتل کا دہانہ جولیا کے منہ سے
لگا دیا۔ جولیا نے غٹاغٹ پانی پینا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد جولیا
نے منہ ہٹایا تو جیکب نے بھی بوتل ہٹا لی۔

''اوہ۔ بہت پیاسی تھی تم''...... جیکب نے آدھی بوتل کو دیکھتے

ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ اس نے اس بار بوتل کا دہانہ صالحہ کے منہ سے لگا دیا اور باقی آدھی بوتل صالحہ پی گئی۔

''تم بھی پیاسی تھی''...... جیکب نے خالی بوتل کو ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر اس نے جولیا کے ساتھ زمین پر پڑی دوسری بوتل اٹھائی اور اسے لے کر وہ ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا۔

''اب تمہیں پوری بوتل پینا پڑے گی''...... جیکب نے کہا اور بوتل کا ڈھکن ہٹا کر اس کا دہانہ ٹائیگر کے منہ سے لگا دیا۔ ٹائیگر نے بھی آدھی بوتل پی کر منہ ہٹا لیا کیونکہ بوتل سائز میں خاصی بڑی تھی اور پوری بوتل بیک وقت نہ پی جا سکتی تھی۔

''میں نے کہا تھا کہ پوری بوتل پینا پڑے گی۔ نہیں پیتے تو یہ لو''...... جیکب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بوتل اس کے سر پر کر کے الٹا دی اور بوتل میں موجود باقی سارا پانی اس کے سر پر انڈیل دیا۔

''ہا۔ ہا۔ اب برقی بھٹی میں تم کچھ دیر بعد جلو گے۔ یہ فائدہ ہو گیا تمہیں''...... جیکب نے خالی بوتل ایک طرف پھینک کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل سامنے فرش پر جا گرا۔ ٹائیگر نے اچانک اس کے سینے پر پوری قوت سے ہاتھ مار دیا تھا۔ نیچے گرتے ہی جیکب نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی جبکہ ٹائیگر نے اچھل کر پوری قوت سے

دونوں پیر اس کے سینے پر مارے اور ایک بار پھر اچھل کر ایک طرف جا کھڑا ہوا۔ جیکب کا جسم چند لمحوں کے لئے سمٹا اور پھیلا اور پھر ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے اس کے کاندھے سے ابھی بھی لٹکی ہوئی مشین گن اتاری اور جولیا اور صالحہ کی طرف مڑ گیا۔ وہ دونوں اب اٹھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

''آپ ابھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ اسے سنبھال لینا۔ میں باہر کی چیکنگ کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم کیسے اچانک اس قدر فٹ ہو گئے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے سر پر جیسے ہی پانی پڑا میں یکلخت فٹ ہو گیا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ ہم اسے سنبھال لیں گی''...... جولیا نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ جولیا اور صالحہ دونوں اب تھوڑی سی حرکت کرنے کے قابل ہو گئی تھیں۔ جولیا نے بے اختیار اچھلنا شروع کر دیا اور اسے اچھلتا دیکھ کر صالحہ نے بھی اس کی پیروی شروع کر دی اور اس طرح اچھلنے سے ان کے جسموں میں حرکت بہرحال شروع ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بھی ٹائیگر کی طرح فٹ ہو گئیں۔

''ہمیں باہر ٹائیگر کے ساتھ جانا چاہئے۔ وہ اکیلا کہیں پھنس نہ جائے''...... صالحہ نے کہا۔

''پہلی بات یہ کہ ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ ٹائیگر عمران کا شاگرد ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میرے احترام میں خود آگے بڑھ کر کام نہیں کر رہا ورنہ عمران بھی اس کی کارکردگی پر خود حیران رہ جاتا ہے اس لئے اس کی فکر مت کرو''..... جولیا نے کہا اور پھر واقعی صالحہ اس وقت بے اختیار اچھل پڑی جب دروازہ کھلا اور ٹائیگر دبلے پتلے سیٹھ قاسم کو بے ہوشی کے عالم میں کاندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

''یہ سیٹھ قاسم ہے۔ یہ کہاں سے ہاتھ لگ گیا تمہارے''۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

''یہ عمارت اس کی رہائش گاہ ہے۔ یہاں سے ایک راستہ سیٹھ کلب کے نیچے تہہ خانوں میں جاتا ہے۔ یہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا اور فون پر کسی سے باتیں کر رہا تھا کہ میں نے اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مار کر اسے بے ہوش کر دیا اور پھر اسے اٹھا کر یہاں لے آیا۔ وہاں اس کے دو گارڈز تھے جنہیں میں نے گردنیں توڑ کر ہلاک کر دیا ہے''..... ٹائیگر نے سیٹھ قاسم کو ایک کرسی پر ڈالتے ہوئے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کو باندھنے کے لئے رسی چاہئے۔ وہ کہاں سے ڈھونڈیں''۔ جولیا نے کہا۔

میں اپنی بیلٹ سے اس کے ہاتھ باندھ دیتا ہوں''..... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے اپنی بیلٹ اتاری اور سیٹھ قاسم کے دونوں

ہاتھ اس کے عقب میں کر کے اس نے بیلٹ سے انہیں اچھی طرح باندھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔

''آؤ صالحہ ہم یہاں سے اسلحہ بھی لے لیں اور یہاں کا راؤنڈ بھی لگا لیں۔ ٹائیگر جانتا ہے کہ اس سے کیا اور کیسے پوچھ گچھ کرنی ہے''..... جولیا نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گئی۔ صالحہ بھی سر ہلاتی ہوئی اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ ٹائیگر مسلسل سیٹھ قاسم کے لمبوترے چہرے پر تھپڑ مارے چلا جا رہا تھا اور پھر چند تھپڑوں کے بعد ہی سیٹھ قاسم نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اسی لمحے ایک زوردار تھپڑ کھا کر اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ سیٹھ قاسم نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر نے ہاتھ سے جھٹکا دے کر اسے واپس کرسی پر بٹھا دیا۔

''تم۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم''..... سیٹھ قاسم نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے تو تم جانتے ہو۔ میرا نام ٹائیگر ہے۔ پہلے میں اپنی ساتھی خواتین کے احترام میں خاموش رہا ہوں لیکن اب وہ یہاں موجود نہیں ہیں اس لئے اب میں تمہارے اس دبلے پتلے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا''..... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس کا خنجر اس

کے ہاتھ سے نکل کر بجلی کے کوندے کی طرح اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جیکب کی شہ رگ میں دستے تک اترتا چلا گیا۔

ٹائیگر، سیٹھ قاسم کی آنکھوں اور چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات اور اس کے مرکز نگاہ کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ اس کے عقب میں بے ہوش پڑے ہوئے جیکب کو ہوش آ گیا ہے۔ جیکب نیچے گر کر چند لمحے خرخراتا رہا اور پھر اس کا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس کے حلق سے خنجر نکالا اور جیکب کے لباس سے دونوں اطراف سے اچھی طرح صاف کیا اور پھر مڑ کر وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے سیٹھ قاسم کی طرف دیکھنے لگا جس کے چہرے پر اب ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

''تم۔تم کیا چاہتے ہو۔تم کیسے رہا ہو گئے۔تم تو بے حس و حرکت تھے۔ پھر تم کیسے ٹھیک ہو گئے''...... سیٹھ قاسم نے رک رک کر کہا۔

''سنو سیٹھ قاسم۔ یہاں تمہارے آدمی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور تمہیں میں نے تمہارے خصوصی آفس سے اغوا کیا ہے۔ وہاں ویسے بھی تمہارا کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی آ سکتا تھا۔تم نے خود ہی میرے بارے میں بتایا تھا تو سنو۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو سب کچھ بتا دو ورنہ معلومات تو میں حاصل کر لوں گا لیکن تمہاری لاش تک لوگوں کو نہیں ملے گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم کیا پوچھنا چاہتے ہو''..... سیٹھ قاسم نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

''کراوز ایجنسی کے ایجنٹوں کو تم نے کہاں رکھا ہوا ہے اور ان کی کیا مدد کر رہے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اگر میں سب کچھ بتا دوں تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گے''...... سیٹھ قاسم نے کہا۔

''ہاں۔ کیونکہ تم ہمارے لئے ایک چھوٹی مچھلی ہو۔ انڈر ورلڈ بے حد وسیع دنیا ہے اور تمہاری حیثیت انڈر ورلڈ میں ایک مکھی سے بھی کم ہے اور مکھی تو کسی بھی وقت ماری جا سکتی ہے''..... ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے انہیں کافرستان کے دوستوں کے کہنے پر چار باغ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں ٹھہرایا ہوا ہے۔ وہ میری ذاتی کوٹھی ہے۔ باقی وہ کیا کرتے پھر رہے ہیں اور کیا نہیں اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی مجھے کوئی دلچسپی ہے کیونکہ میں نے آج تک کبھی ایسے معاملات میں ہاتھ نہیں ڈالا''...... سیٹھ قاسم نے کہا تو ٹائیگر کو محسوس ہوا کہ سیٹھ قاسم درست کہہ رہا ہے کیونکہ واقعی آج تک اس نے ایسے معاملات میں ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ وہ صرف اسمگلنگ اور دیگر چھوٹے جرائم میں ملوث رہتا تھا۔

''کوئی فون نمبر ہے وہاں کا''...... ٹائیگر نے پوچھا تو سیٹھ قاسم نے نمبر بتا دیا۔

"میں فون لے آتا ہوں یہاں"...... ٹائیگر نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس نے قریب ہی ایک کمرے میں فون دیکھا تھا۔ اس کمرے میں داخل ہو کر اس نے فون کا کنکشن دیوار میں نصب ساکٹ سے علیحدہ کیا اور پھر فون سیٹ اٹھا کر اور تار اکٹھی کر کے وہ مڑا اور واپس اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سیٹھ قاسم موجود تھا لیکن پھر جیسے ہی وہ دروازے میں داخل ہوا شائیں کی آواز کے ساتھ ہی کوئی چیز ٹائیگر کے ہاتھ پر پڑی اور ٹائیگر چیختا ہوا اچھلا اور فون اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک دھماکے سے دور جا گرا۔ اس کے ہاتھ پر اس قدر زور دار ضرب پڑی تھی جیسے کسی نے کوڑا مار دیا ہو اور وہ اس اچانک ضرب سے بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ شائیں کی آواز کے ساتھ ہی ایک بار پھر کوڑے جیسی ضرب اس کی پشت پر پڑی لیکن ٹائیگر اس دوران گھوم کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اس لئے اس نے سیٹھ قاسم کو دیکھ لیا تھا جس کے ہاتھ میں ٹائیگر کی ہی بیلٹ تھی جس سے اس نے اس کے ہاتھ عقب میں کر کے باندھے تھے اور پھر ضرب کھانے کے باوجود ٹائیگر یکلخت بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور پھر اس سے پہلے کہ سیٹھ قاسم سنبھلتا ٹائیگر کا ہاتھ اس کی گردن پر پڑا اور دوسرے لمحے کمرہ سیٹھ قاسم کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخ سے گونج اٹھا اور پھر ایک زور دار دھماکے سے سیٹھ قاسم کا سر پوری قوت سے سائیڈ دیوار سے ٹکرایا اور دوسرے

لمحے وہ نیچے گرا تو اس کی کھوپڑی کئی حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی اور اس کا مغز فرش پر بکھر چکا تھا۔ ٹائیگر نے ایک طرف پڑی ہوئی اپنی بیلٹ اٹھائی۔ اسی لمحے اسے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا لیکن دوسرے لمحے وہ مطمئن ہو گیا کیونکہ قدموں کی مخصوص آوازوں سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ آنے والی جولیا اور صالحہ ہیں۔

"آ جائیں مس جولیا"...... ٹائیگر نے اونچی آواز میں کہا کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ آوازیں دروازے کے قریب پہنچ کر آہستہ ہو گئی تھیں۔ ظاہر ہے جولیا اور صالحہ دونوں تربیت یافتہ ایجنٹ تھیں وہ ویسے ہی منہ اٹھائے بے دھڑک اندر کیسے داخل ہو سکتی تھیں۔ پہلے ٹائیگر بھی اسی طرح بے دھڑک اندر داخل ہونے کی وجہ سے سیٹھ قاسم کو ضربیں لگانے کا موقع دے چکا تھا لیکن شاید اس کے خیال میں ہی نہ تھا کہ سیٹھ قاسم اتنے کم وقت میں بیلٹ کھول لے گا۔

"کیا ہوا ہے۔ یہ سیٹھ قاسم یہاں۔ کیا ہوا ہے۔ ہم نے دور سے چیخ سنی تھی"...... جولیا نے اندر داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچھے صالحہ بھی اندر آ گئی تھی اور پھر ٹائیگر نے تمام تفصیل بتا دی۔

"ہم نے اس دوران یہاں کی تلاشی لی ہے لیکن یہاں ہمارے مطلب کی کوئی چیز نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے

نکل کر اس ایکریمین جوڑے کو کور کرنا چاہئے''...... جولیا نے کہا تو صالحہ اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر ٹائیگر کی رہنمائی میں ایک خفیہ راستے سے جب باہر آئے تو انہوں نے اپنے آپ کو سیٹھ کلب کی عقبی طرف دیکھا اور پھر تھوڑی دیر بعد دو کاریں تیزی سے دوڑتی ہوئیں دارالحکومت کی طرف واپس چلی جا رہی تھیں۔ ان میں سے ایک کار ٹائیگر کی تھی جس میں وہ اکیلا تھا جبکہ دوسری کار میں جولیا اور صالحہ سوار تھیں۔ چونکہ چار باغ کالونی دارالحکومت کے مضافات میں اس طرف ہی تھی جدھر سے وہ آ رہے تھے اس لئے شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی وہ چار باغ کالونی میں داخل ہو گئے۔ ٹائیگر کی کار آگے تھی اور وہی ان کی رہنمائی کر رہا تھا کیونکہ جولیا اور صالحہ نے آج سے پہلے اس کالونی کا نام تک نہ سنا تھا۔ کالونی جدید تعمیر شدہ تھی اور اس میں کوٹھیاں بھی خاصی جدید انداز کی تھیں اور پھر دونوں کاریں کوٹھی نمبر ایک سو ایک سے کچھ فاصلے پر رک گئیں اور ٹائیگر اپنی کار سے نیچے اترا اور جولیا کی طرف بڑھ گیا۔

''آپ بیٹھی رہیں۔ میرے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول ہیں۔ میں انہیں فائر کر دیتا ہوں۔ پھر اندر جا کر صورت حال معلوم کر آؤں گا''...... ٹائیگر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹائیگر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک پار کر کے دوسری طرف بڑھ گیا۔

''عمران خوش قسمت ہے کہ اسے ٹائیگر جیسا شاگرد ملا ہے''۔ سائیڈ سیٹ پر بیٹھی صالحہ نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''عمران نہیں۔ ٹائیگر خوش قسمت ہے کہ اسے عمران جیسا استاد ملا ہے''...... جولیا نے کہا تو صالحہ اس کے جواب پر بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم یہ کہنا چاہتی تھی کہ وہ عورت خوش قسمت ہو گی جسے عمران جیسا شوہر ملے گا''...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ بلکہ میرے خیال میں وہ عورت دنیا کی سب سے بدقسمت ہو گی جو عمران کی بیوی بنے گی''...... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صالحہ حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''کیوں۔ وجہ''...... صالحہ نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

''اس لئے کہ عمران کو اپنی اماں بی اور اپنی بہن ثریا کے علاوہ اور کسی عورت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ عورت اس کے لئے ایسے ہے جیسے پلاسٹک کی بنی ہوئی گڑیا۔ جس میں اس کے خیال کے مطابق نہ تو کوئی جذبات ہوتے ہیں اور نہ ہی اس کی کوئی اہمیت ہوتی ہے اس لئے شادی کے بعد بھی عمران صرف رسم نبھائے گا اور بس''...... جولیا نے جواب دیا۔

''ٹائیگر آ رہا ہے''...... صالحہ نے کہا تو جولیا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

''مس جولیا۔ کوٹھی خالی ہے۔ وہاں کوئی کار بھی موجود نہیں

ہے۔ البتہ وہاں ایسا سامان موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں ایک جوڑا رہائش پذیر ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''فون چیک کیا ہے۔ شاید کوئی پیغام ٹیپ ہوا ہو''...... جولیا نے کہا۔

''یس مس جولیا۔ لیکن فون عام سا ہے۔ اس میں ایسا کوئی سسٹم موجود نہیں ہے اور مس جولیا۔ میں نے باس کو فون کر کے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں اس کوٹھی کی نگرانی کروں جبکہ آپ اور مس صالحہ واپس چلی جائیں''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے سب کچھ خود ہی کر لیا۔ کیوں''......جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس لئے مس جولیا کہ اگر میں آپ سے درخواست کرتا کہ آپ اور مس صالحہ واپس چلی جائیں تو آپ یقیناً انکار کر دیتیں''۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں عمران کے حکم کی پابند نہیں ہوں۔ مجھے چیف سے بات کرنا ہو گی''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے باس کا پیغام آپ تک پہنچا دیا ہے۔ اب آپ کی مرضی''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور ایک طرف موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

''چلو جولیا۔ ہمارا اب یہاں رکنا واقعی بے کار ہے اور چیف

نے تو ہماری ڈیوٹی نہیں لگائی جو ہم چیف کو رپورٹ کریں۔ اس جوڑے کا پتہ چل گیا ہے۔ اب عمران خود ہی اسے گھیر لے گا''۔ صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کار سٹارٹ کر کے اس نے آگے بڑھائی اور اسے موڑ کر اس سڑک کی طرف بڑھ گئی جو دارالحکومت کی طرف جاتی تھی۔

جیپ خاصی تیز رفتاری سے چتوڑ گڑھ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر دبلے پتلے جسم اور درمیانے قد کا مالک کاشو موجود تھا۔ کاشو کا چہرہ دیکھ کر فوراً یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی انسان کے جسم پر چوہے کا چہرہ لگا دیا گیا ہو اور اس کا انداز بھی بالکل کسی چوہے جیسا ہی تھا۔ وہ اس انداز میں بار بار ادھر ادھر دیکھتا جیسے کسی بلی یا فضا میں اڑنے والی چیل کی جھپٹ سے بچنا چاہتا ہو۔ جیپ کی عقبی سیٹ پر جارج اور ریٹا موجود تھے۔ وہ وعدے کے مطابق راؤ ہاشم کی رہائش گاہ پر دوسرے روز پہنچ گئے تھے۔ کاشو وہاں پہلے سے موجود تھا اور پھر جارج نے کاشو سے تفصیلی بات کی تو وہ بالکل مطمئن ہو گیا کہ کاشو ڈاج نہیں دے رہا بلکہ واقعی قدیم دور کی بنائی گئی ایسی سرنگ موجود ہے جو دو بڑے مندروں کے درمیان خفیہ طور پر بنائی گئی تھی اور جو تفصیل کاشو نے

بتائی تھی اس سے جارج بھی سمجھ گیا تھا کہ لیبارٹری میں موجود افراد کو اور باہر چھاؤنی میں موجود فوجیوں اور ملٹری انٹیلی جنس کے افراد کو اس سرنگ کے بارے میں سرے سے علم ہی نہیں ہے۔ البتہ ایک راستہ لیبارٹری کے عقب میں سے نکلتا تھا جو کچھ آگے جا کر کھل جاتا تھا۔ اسے لیبارٹری والوں نے باقاعدہ سیلڈ کر دیا تھا اور اسے سیلڈ کرنے کے لئے گلڈ سٹون ہی استعمال کیا تھا جو ریڈ بلاکس سے بھی زیادہ مضبوط تھا۔ چنانچہ جارج نے رانا ہاشم کو اس کی مطلوبہ رقم کا گارینٹڈ چیک دے دیا اور یہ وعدہ بھی کیا کہ واپسی پر ریٹا جس کا نام اب ڈوگی رکھا گیا تھا ایک رات اس کی مہمان رہے گی۔ راؤ ہاشم نے تو یہ شرط پہلے پوری کرنے کی ضد کی تھی لیکن جارج نے صاف جواب دے دیا تھا اور پھر بھاری رقم کو ہاتھ سے جاتے دیکھ کر راؤ ہاشم نے اس شرط کو تسلیم کر لیا تھا۔ یہ جیپ راؤ ہاشم کی تھی کیونکہ جس علاقے میں وہ جا رہے تھے وہاں جیپ سواری کے لئے زیادہ مناسب تھی۔ جس کار میں جارج اور ریٹا، راؤ ہاشم کے پاس آئے تھے وہ کار سیٹھ قاسم کی طرف سے دی گئی رہائش گاہ کے ساتھ ہی انہیں مہیا کی گئی تھی اور کوٹھی میں سیٹھ قاسم کا آدمی روگر اسے چلا کر یہاں لے آیا تھا۔ کل بھی وہ روگر کے ساتھ ہی یہاں آئے تھے اور پھر واپس چلے گئے تھے۔ آج بھی وہ دونوں روگر کے ساتھ آئے تھے۔ البتہ انہوں نے روگر کی رہنمائی میں جدید ترین اسلحے کی خفیہ مارکیٹ سے لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے مخصوص

اسلحہ بھی خرید لیا تھا۔ یہ ایک جدید انداز کی پٹی تھی جسے وائرلیس کے ذریعے کنٹرول کر کے فائر کیا جا سکتا تھا اور یہ اس قدر طاقتور بم تھا کہ لیبارٹری تو کیا اس پوری پہاڑی کو ہی فضا میں اڑا کر راکھ بنا دیتا اس لئے جارج کو یقین تھا کہ یہ بم نہ صرف لیبارٹری بلکہ چھاؤنی کو بھی ساتھ ہی تباہ کر دے گا اور یہ بم اس قدر چھوٹا تھا کہ جارج کے کوٹ کی جیب میں آسانی سے سما گیا تھا۔ البتہ جارج نے خاص طور پر ایسے بم کا انتخاب کیا تھا جس کو خاصے فاصلے سے آپریٹ کیا جا سکے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بم بلاسٹ ہوتے ہی فوج اور دوسرے لوگ اس پورے علاقے کو گھیر لیں گے۔ البتہ اب اس نے جس وسیع رینج کے بم کا انتخاب کیا تھا اس کی رینج اس قدر تھی کہ لیبارٹری سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے سے بھی اسے آپریٹ کیا جا سکتا تھا اور یہ خاصا محفوظ فاصلہ تھا۔

''تم کس وقت چتوڑ گڑھ پہنچو گے''...... جارج نے کاشو سے پوچھا۔

''جناب۔ تین گھنٹے مزید لگیں گے''...... چوہے کی شکل والے کاشو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہم سہ پہر کو چتوڑ گڑھ پہنچ جائیں گے''۔ جارج نے کہا۔

''یس سر''...... کاشو نے جواب دیا۔

''اور لیبارٹری میں کس وقت داخل ہوں گے''...... جارج نے

پوچھا۔

''رات کو جناب''...... کاشو نے جواب دیا۔

''کیوں۔ رات کو کیوں''...... جارج نے چونک کر کہا۔

''جناب۔ سرنگ راستے میں دو تین جگہوں سے ٹوٹی ہوئی ہے اس لئے ہمیں سب سے آخری حصے میں جس سے آگے سرنگ صحیح سالم ہے داخل ہونا پڑے گا اور جناب اوپر پہاڑی کی بلند چوٹی پر فوجی چیک پوسٹ بنی ہوئی ہے جہاں سے چاروں طرف دوربینوں سے چیکنگ کی جاتی ہے۔ اگر ہم دن کے وقت وہاں پہنچے تو ہم لازماً ان کی نظروں میں آ جائیں گے''...... کاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا رات کو وہ چیکنگ بند کر دیتے ہیں''...... جارج نے کہا۔

''نہیں جناب۔ لیکن رات کو وہ باقاعدگی سے چیکنگ نہیں کرتے اور رات کو سیاہ لباس پہن کر ہم ان کی نظروں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے''...... کاشو نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ لیکن جب انہیں سرنگ کا علم ہی نہیں ہے تو وہ ہمیں وہاں دیکھ کر کیوں چونکیں گے اور ہم ویسے بھی مقامی میک اپ میں ہیں''...... اس بار ریٹا نے کہا۔

''میڈم۔ اس سارے علاقے میں بہت کم لوگ رہتے ہیں اور بہت کم لوگ آتے جاتے ہیں اور چھاؤنی میں بھی اسی علاقے کے

لوگوں کو رکھا گیا ہے اس لئے جو لوگ پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھ کر دوربینوں سے چیکنگ کرتے ہیں وہ فوراً اجنبیوں کو پہچان کر الرٹ ہو جاتے ہیں۔ اگر میں اکیلا جاؤں تو وہ مجھے دیکھ کر کوئی نوٹس نہیں لیں گے لیکن آپ دونوں اجنبیوں کو دیکھ کر ہی وہ چوکنا ہو جائیں گے اس لئے ہم رات کو حرکت میں آئیں گے''...... کاشو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو''...... جارج نے کہا تو کاشو نے ایسے انداز میں سر ہلا دیا جیسے جارج کا شکریہ ادا کر رہا ہو۔ پھر تین گھنٹوں بعد وہ دونوں چتوڑ گڑھ میں راؤ ہاشم کی حویلی میں پہنچ گئے۔ راؤ ہاشم کبھی کبھار یہاں آتا تھا لیکن یہاں ملازموں کی پوری فوج رکھی ہوئی تھی۔ یہاں انہیں ایک قدیم انداز کے آراستہ کمرے میں بٹھا دیا گیا اور پھر ایک ملازم نے ان کے سامنے انتہائی قیمتی شراب لا کر رکھ دی۔

''آپ آرام فرمائیں جناب۔ میں رات کو حاضر ہوں گا۔ اس دوران آپ نے حویلی کے باہر نہیں جانا تاکہ آپ کی یہاں موجودگی کی بات کھل نہ جائے''...... کاشو نے کمرے میں آ کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم اس بات کو سمجھتے ہیں''...... جارج نے کہا تو کاشو سلام کر کے باہر چلا گیا۔

''کیا ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں گے''...... ریٹا نے کہا تو جارج چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہیں کوئی شک ہے''...... جارج نے کہا۔

''شک تو نہیں لیکن مجھے ایسا احساس ہوتا ہے کہ ہم جیسے خود کوئی کام نہیں کر رہے بلکہ دوسروں کے پابند ہو گئے ہوں''...... ریٹا نے کہا۔

''تم بے فکر رہو۔ اصل مسئلہ اس لیبارٹری میں داخل ہونے اور پھر صحیح سلامت باہر نکلنے کا ہے۔ ان لوگوں نے لیبارٹری میں ہمارا داخلہ ہر طرف سے بند کر دیا تھا لیکن سیٹھ قاسم کی وجہ سے راؤ ہاشم ملا اور ہمارا کام ہو گیا۔ وہ کام جس کے لئے ہم اس قدر پریشان تھے۔ اب جیسے ہی ہم لیبارٹری میں داخل ہوں گے پھر ہم پر کوئی پابندی نہیں ہو گی''...... جارج نے کہا۔

''پھر ایک بات بتا دوں۔ مجھے یہ راؤ ہاشم واقعی پسند نہیں آیا۔ وہ اس طرح اکڑ کر چلتا ہے اور اکڑ کر بات کرتا ہے جیسے وہ آسمان سے اترا ہوا ہو اور دوسرے لوگ زمین پر رینگنے والے کیڑے ہوں''...... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم بے فکر رہو۔ مشن مکمل ہو جائے پھر راؤ ہاشم سے رقم بھی واپس لیں گے اور اس کا خاتمہ بھی کرنا ہو گا تاکہ سیکرٹ سروس یا ملٹری انٹیلی جنس ہمارے پیچھے ایکریمیا نہ آ سکیں''...... جارج نے کہا تو ریٹا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جولیا اور صالحہ کے واپس چلے جانے کے بعد ٹائیگر نے اپنی کار کو بیک کر کے اپنی مطلوبہ کوٹھی سے کچھ دور ایک پبلک پارکنگ میں لے جا کر پارک کر دیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس کوٹھی میں رہنے والے چونکہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اس لئے وہ سڑک سے ہٹ کر ویسے ہی کھڑی ہوئی گاڑی کی وجہ سے مشکوک ہو سکتے ہیں اور مشکوک ہونے کے بعد ظاہر ہے ان پر قابو پانا آسان کام نہ رہ جاتا اس لئے اس نے کار پبلک پارکنگ میں روکی اور اسے لاک کر کے وہ اس کوٹھی سے کافی فاصلے پر ایک بنچ پر بیٹھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ پیدل چلتے چلتے تھک گیا ہو اور اب آرام کرنے کے لئے بنچ پر بیٹھ گیا ہو۔ آنے جانے والے لوگ اسے سرسری نظروں سے دیکھ کر آگے بڑھ جاتے تھے۔ ٹائیگر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ نجانے وہ لوگ کہاں گئے ہیں اور کب ان کی واپسی ہو گی لیکن ظاہر ہے اسے

چونکہ عمران نے نگرانی کا حکم دیا تھا اس لئے وہ اس حکم کی معمولی سی خلاف ورزی بھی نہ کر سکتا تھا اس لئے جیسے بھی ہو اسے بہرحال اس وقت تک یہاں رہنا تھا جب تک کہ ایکریمین ایجنٹ واپس نہ آ جائیں لیکن کچھ دیر بعد ہی وہ بے اختیار چونک پڑا جب اس نے نیلے رنگ کی ایک کار اس مطلوبہ کوٹھی کے گیٹ پر رکتے دیکھی۔ وہ وہاں سے کافی فاصلے پر تھا لیکن وہ بنچ جس پر وہ بیٹھا تھا اس زاویے پر تھا کہ ٹائیگر کو سب کچھ صاف نظر آ رہا تھا۔ کار رکتے ہی اس میں سے ڈرائیور نیچے اترا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے چیک کر لیا تھا کہ کار میں اس ڈرائیور کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

''یہ اس غیر ملکی جوڑے کو کہاں چھوڑ آیا ہو گا''...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ ڈرائیور چھوٹا پھاٹک کھول کر اندر جا چکا تھا۔ ٹائیگر اٹھا اور سڑک کراس کر کے تیزی سے اس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی ٹائیگر کچھ فاصلے پر تھا کہ ڈرائیور پھاٹک سے باہر آ گیا تو ٹائیگر اوٹ میں ہو گیا لیکن ڈرائیور کار میں بیٹھا اور چند لمحوں بعد کار مڑ کر پھاٹک کے اندر چلی گئی تو ٹائیگر دوڑتا ہوا آگے بڑھا۔ جب وہ پھاٹک کے قریب پہنچا تو اس نے پھاٹک کھلا ہوا دیکھا۔ کوٹھی خاصی بڑی تھی اور ٹائیگر کو کار خاصے فاصلے پر پورچ میں رکتی ہوئی نظر آئی۔ پھاٹک کی سائیڈ میں چھوٹا سا گارڈ روم تھا۔ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور گارڈ روم

میں داخل ہو کر وہ دروازے کی سائیڈ میں دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے پھاٹک بند ہونے کی آواز سنی اور پھر قدموں کی آواز گارڈ روم کی سائیڈ سے اندر کی طرف جاتی ہوئی سنائی دی۔ جب قدموں کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی تو ٹائیگر گارڈ روم سے باہر آیا۔ ڈرائیور عمارت کے اندر چلا گیا تھا۔ ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے احتیاط سے چیکنگ شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ڈرائیور کو سٹنگ روم میں بیٹھ کر شراب پیتے ہوئے چیک کر لیا۔ وہ بوتل اور گلاس لے کر سٹنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں گلاس میں شراب ڈال کر اس کی چسکیاں لے رہا تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کے باہر دیوار پر زور سے ہاتھ مارا۔

''یہ۔ یہ کیسی آواز ہے''...... ڈرائیور کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد ٹائیگر کی توقع کے عین مطابق ڈرائیور بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا ہی تھا کہ پلٹ کر ٹائیگر کے سینے سے جا لگا۔ ٹائیگر کا بازو اس کی گردن کے گرد موجود تھا۔ ڈرائیور نے اپنے آپ کو چھڑانے کی خاصی جدوجہد کی لیکن چند لمحوں بعد اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تو ٹائیگر اسے گھسیٹتا ہوا اندر لے گیا اور اسے ایک کرسی پر ڈال کر وہ مڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سٹور سے رسی کا ایک گچھا تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ رسی کا گچھا لے کر وہ واپس سٹنگ روم میں آیا اور اس نے رسی سے ڈرائیور کو کرسی کے ساتھ اچھی

طرح باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی اور چند تھپڑ کھانے کے بعد ڈرائیور چیختا ہوا ہوش میں آ گیا تو ٹائیگر نے پیچھے ہٹ کر ایک کرسی اٹھائی اور ڈرائیور کی کرسی کے سامنے رکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار خنجر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔

''تم۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب''۔ ڈرائیور نے ہوش میں آتے ہی انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''مم۔ مم۔ میرا نام روگر ہے۔ روگر۔ مگر۔ مگر تم کون ہو۔ مجھے کیوں باندھ رکھا ہے''...... روگر نے جواب دیا لیکن اس بار اس کے لہجے میں بوکھلاہٹ کا عنصر قدرے کم تھا۔ ویسے ٹائیگر اسے دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ روگر کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ وہ اپنے انداز سے ہی نچلے درجے کا جرائم پیشہ آدمی نظر آ رہا تھا۔

''یہاں جو غیر ملکی جوڑا رہتا ہے تم اسے کہاں چھوڑ آئے ہو''۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''مگر تم کون ہو۔ کیوں یہ سب اس انداز میں پوچھ رہے ہو''۔ روگر نے اس بار پوری طرح سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تم نے ایک سوال کیا ہے اس لئے تمہاری ایک آنکھ نکال دیتا ہوں۔ دوسرے سوال پر دوسری آنکھ اور پھر ناک، کان، انگلیاں باری باری ہر سوال پر کاٹتا چلا جاؤں گا''...... ٹائیگر نے

غراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ روگر کچھ بولتا ٹائیگر کا خنجر والا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور روگر کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے خنجر کی نوک سے اس کی آنکھ کا ڈھیلا باہر نکال دیا تھا۔ روگر تکلیف کی شدت سے مسلسل دائیں بائیں سر مار رہا تھا۔ اس کی پے در پے چیخوں سے کمرہ گونج رہا تھا لیکن ٹائیگر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ روگر جیسے موٹے دماغ کے آدمیوں کی زبان کھلوانے کے لئے ان پر ایسا تشدد کیا جانا ناگزیر ہے ورنہ یہ لوگ زبان نہیں کھولتے۔ تھوڑی دیر بعد روگر کی چیخیں آہستہ ہوتے ہوتے کراہوں میں تبدیل ہو گئیں۔

''تم۔ تم ظالم ہو۔ یہ۔ یہ تم نے ظلم کیا ہے۔ ظلم کیا ہے''۔ روگر نے کراہتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات جیسے ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔

''اب اگر دوسرا سوال کیا تو دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا۔ صرف جواب دو اور وہ بھی درست جواب کیونکہ مجھے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ تمہارا کون سا لفظ جھوٹ ہے اور کون سا سچ۔ اگر سچ بولو گے تو ایک آنکھ سے بھی تم زندگی گزار سکتے ہو لیکن اندھے ہو گئے تو پھر تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا کیا حشر ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔ اس کے لہجے میں انتہائی سرد مہری تھی۔

''پپ۔ پپ۔ پوچھو۔ میں سب بتا دوں گا۔ مجھے اندھا مت کرو۔ اندھا مت کرو''...... روگر نے اس بار روتے ہوئے لہجے میں

کہا۔

''میں نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب دو۔ کہاں چھوڑ آئے ہو اس غیر ملکی جوڑے کو''...... ٹائیگر نے دوبارہ سوال دوہراتے ہوئے کہا۔

''رانا پور میں رانا ہاشم کی حویلی میں''...... روگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ وہاں کیوں رہ گئے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''روبرز صاحب نے مجھے کہا کہ تم واپس جاؤ۔ ہم نے رانا ہاؤس کے ڈرائیور کے ساتھ کہیں جانا ہے اور میں واپس چلا آیا''۔ روگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کہاں جانا تھا انہوں نے۔ بولو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ میں تو باہر تھا اور وہ اندر تھے اور میں ان سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا''...... روگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان دونوں کے حلیئے تفصیل سے بتاؤ''...... ٹائیگر نے کہا تو روگر نے جب حلیئے بتانا شروع کئے تو ٹائیگر چونک پڑا کیونکہ روگر مقامی آدمی کا حلیہ بتا رہا تھا۔

''تم حلیہ تو مقامی آدمی کا بتا رہے ہو جبکہ وہ غیر ملکی تھے۔ آخری وارننگ دے رہا ہوں ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا''۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ دونوں یہاں سے مقامی حلیوں میں ہی گئے ہیں۔ ان دونوں

نے یہاں میک اپ کیا تھا“...... روگر نے جلدی جلدی جواب دیا۔

”اچھا بتاؤ تفصیل“...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو روگر نے تفصیل بتا دی اور پھر ٹائیگر نے اس سے رانا ہاشم کی حویلی اور وہاں موجود افراد کے بارے میں تفصیل معلوم کی اور جب اسے یقین ہو گیا کہ روگر اب مزید کچھ نہ بتا سکے گا تو اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر اس کے دل میں اتار دیا اور روگر چند لمحے تڑپنے کے بعد ہی ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے خنجر واپس کھینچا۔ اسے روگر کے لباس سے صاف کیا اور پھر اسے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال کر وہ مڑا اور ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود تھا۔ فون عام سا تھا۔ اس میں میموری والا سسٹم موجود نہ تھا اس لئے ٹائیگر نے اطمینان سے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“۔ دوسری طرف سے عمران کی مخصوص شگفتہ آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس“...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کوئی خاص بات“...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے روگر کے اکیلے آنے سے لے کر اس سے کی جانے والی گفتگو تفصیل سے بتا دی۔

”رانا ہاشم کی حویلی میں چھاپہ مارنا ضروری ہے“...... عمران نے

کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تم رانا پور کی طرف مڑنے والی سڑک کے موڑ پر پہنچو۔ میں خود وہاں آ رہا ہوں“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے رانا پور والے موڑ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ رانا پور والے موڑ پر پہنچ گیا۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔ دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ایک بوڑھا آدمی موٹر سائیکل کو پیدل چلاتا ہوا آ رہا ہے۔ اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ چہرہ پسینے سے تر تھا اور وہ ہانپ بھی رہا تھا۔

”کیا ہوا جناب“...... ٹائیگر نے جلدی سے کار سے اتر کر اس بزرگ آدمی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”چین اتر گئی ہے بیٹے۔ بڑی دور سے کھینچتا چلا آ رہا ہوں اور رانا پور جانا ہے۔ پتہ نہیں زندہ پہنچ بھی پاؤں گا یا نہیں“...... بزرگ نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر موٹر سائیکل اس بزرگ کے ہاتھ سے لے کر اسے اسٹینڈ پر کھڑا کیا اور پھر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کی ڈگی میں موجود مکینیکل کٹ باکس اٹھایا اور اسے لا کر موٹر سائیکل کے قریب رکھ

کر اکڑوں بیٹھ گیا۔

"بیٹے۔ تمہارا لباس خراب ہو جائے گا"...... بزرگ نے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں ہوتا۔ البتہ آپ ذرا چھاؤں میں ہو جائیں۔ آپ کی طبیعت خراب ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا"...... ٹائیگر نے کہا اور باکس کھول کر اس نے سکرو ڈرائیور نکالا اور چین کا کور کھولنا شروع کر دیا۔ اسے موٹر سائیکل کی چھوٹی موٹی مرمت کرنے کا بھی علم تھا کیونکہ کار لینے سے پہلے اس کے پاس کافی عرصہ تک موٹر سائیکل رہی تھی اور اس نے باقاعدہ ایک مستری سے اس بارے میں تفصیلی لیکچر لیا تھا اور کسی حد تک اس کے ساتھ مل کر کچھ روز کام بھی کیا تھا۔ اسی طرح اس نے کار لینے کے بعد کار کے انجن، اس میں ہونے والی اتفاقی اور ممکنہ خرابیوں اور ان کی مرمت کے بارے میں بھی باقاعدہ ماہرین سے تفصیل معلوم کی تھی اور دو ہفتے ان کے ساتھ مل کر کام بھی کیا تھا تاکہ اگر راستے میں کہیں کوئی خرابی ہو جائے تو اسے ٹھیک کیا جا سکے اور یہی ٹریننگ اکثر اس کے کام آتی رہتی تھی۔ موٹر سائیکل کا چین واقعی اترا ہوا تھا۔ اس کا جوڑ ڈھیلا پڑ گیا تھا جسے ٹائیگر نے کچھ دیر کی کوشش کے بعد درست کر لیا۔ پھر چین چڑھا کر اس نے اس کو چیک کیا۔ وہ درست اور ٹائٹ تھی اور اس کے دوبارہ اترنے کا اندیشہ نہ تھا۔ اس نے مطمئن ہو کر کور لگائے اور پھر اٹھ کر اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کر دیا۔

"لیجئے محترم۔ اب آپ اس پر سوار ہو کر جائیں۔ انشاء اللہ اب چین نہیں اترے گی"...... ٹائیگر نے بزرگ آدمی سے کہا تو ان کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے ٹائیگر نے انہیں دنیا بھر کی دولت دے دی ہو۔

"بہت شکریہ بیٹے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ تمہیں خوشیاں عنایت کرے اور تمہیں"...... بزرگ نے بڑے خلوص سے دعائیں دینا شروع کر دیں اور پھر موٹر سائیکل پر سوار ہو کر آگے بڑھنے سے پہلے انہوں نے باقاعدہ ٹائیگر سے مصافحہ کیا اور ایک بار پھر دعائیں دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے لیکن پھر اچانک رک گئے۔

"اوہ۔ میں نے اپنی پریشانی میں تم سے پوچھا ہی نہیں کہ تم یہاں کیوں رکے ہوئے ہو۔ کوئی گڑبڑ ہے"...... بزرگ نے کہا تو ٹائیگر مسکرا دیا۔

"آپ رانا پور میں رہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ میری وہاں کریانے کی دکان ہے۔ تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا"...... بزرگ نے کہا۔

"میرے ایک دوست نے آنا ہے۔ پھر ہم دونوں نے رانا پور میں رانا ہاشم کی حویلی میں جانا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رانا ہاشم۔ اوہ۔ وہ تو۔ وہ تو۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔

اب مجھے اجازت''...... بزرگ آدمی نے کہا اور پھر اس طرح تیزی سے آگے بڑھ گئے جیسے اب یہاں مزید ٹھہرنے سے انہیں کسی طرح کا خطرہ لاحق ہو گیا ہو اور ٹائیگر ان کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ رانا ہاشم کی شہرت اس علاقے میں اچھی نہیں ہے اور چونکہ بزرگ آدمی مستقل وہیں رہتا تھا اس لئے اس نے رانا ہاشم پر کوئی ریمارک پاس نہ کیا تھا لیکن ان کے انداز نے بتا دیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتا تھا۔ ٹائیگر نے مکینیکل کٹ باکس واپس ڈگی میں رکھ کر ڈگی بند کر دی اور پھر اسے دور سے عمران کی سپورٹس کار آتی دکھائی دی۔ ٹائیگر نے ہاتھ لہرا کر اسے اشارہ کیا تو سپورٹس کار اس کے قریب آ کر رک گئی۔ عمران کار میں اکیلا تھا۔

''آؤ''...... عمران نے ایک لمحے کے لئے رک کر کہا اور پھر اپنی کار موڑ کر رانا پور کی طرف بڑھا دی۔ ٹائیگر بھی اپنی کار میں بیٹھا اور دوسرے لمحے وہ بھی رانا پور کی طرف بڑھ گیا۔ دارالحکومت کے نواح میں ہی عمران نے ایک دکان کے باہر کار روکی تو دکان کا نوجوان مالک اٹھ کر کار کے قریب آ گیا۔ ٹائیگر کی کار بھی عقب میں رک گئی تھی۔ ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ عمران رانا ہاشم کی حویلی کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کار آگے بڑھا دی اور پھر ایک موڑ کاٹ کر اس نے سڑک کے کنارے موجود ایک باغیچے میں لے جا کر روک دی۔ ٹائیگر نے بھی اس کے

پیچھے جا کر کار روک دی اور پھر کار سے اتر آیا۔ عمران نے بھی کار کا دروازہ کھولا اور کار سے باہر آ گیا۔

''حویلی میں خاصے افراد ہوں گے اس لئے ہمیں اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ یہاں رکیں۔ میں یہ کام کر آتا ہوں۔ میرے پاس گیس پسٹل موجود ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پہلے تمہیں چھوٹا پھاٹک کھلوانا ہو گا ورنہ حویلی کی دیواریں بہت اونچی ہیں۔ ویسے گیس پسٹل میرے پاس بھی ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ فکر مت کریں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے چلو۔ یہاں رکنے سے بہتر ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں۔ کاریں یہیں چھوڑ دو۔ واپسی پر لے لیں گے''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر واپس کار کی طرف مڑا۔ اس نے کار کی سائیڈ سیٹ اٹھا کر نیچے پڑے ہوئے باکس میں سے گیس پسٹل نکالا، اس کا میگزین چیک کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر اس نے کار لاک کی اور سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی کار لاک کر کے اس کے ساتھ تھا۔ تھوڑی دور جانے پر انہیں حویلی کی اونچی دیواریں نظر آنے لگیں۔ حویلی کا بڑا پھاٹک سڑک پر ہی تھا۔ ٹائیگر اور عمران پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر لٹکتی ہوئی زنجیر کو زور سے کھڑکھڑایا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان

باہر آ گیا۔ اس نے باقاعدہ یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

''یہ رانا ہاشم کی حویلی ہے''...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''رانا صاحب اندر موجود ہیں''...... اس نوجوان کے جواب دینے سے پہلے ہی عمران نے جلدی سے پوچھا۔

''ہاں۔ مگر تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو''...... نوجوان نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اندر چلو۔ تمہیں بتاتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ نوجوان کچھ کہتا ٹائیگر کا ہاتھ اس کی گردن پر پڑا اور دوسرے لمحے وہ نوجوان جیسے اڑتا ہوا اندر جا گرا۔ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔ نوجوان کی گردن میں چونکہ بل آ گیا تھا اس لئے وہ ویسے ہی بے حس و حرکت زمین پر پڑا ہوا تھا۔ عمران بھی اس کے پیچھے اندر آ گیا۔

''کون ہے بھارو''...... گارڈ روم کے اندر سے ایک آواز سنائی دی اور ٹائیگر تیزی سے مڑ کر گارڈ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران دوڑتا ہوا حویلی کے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر کو دروازے میں ہی وہ آدمی مل گیا جو اس نوجوان بھارو سے پوچھ رہا تھا۔ ٹائیگر کا بازو گھوما اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل گارڈ روم کے اندر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اندر

گھسا اور اس نے اٹھتے ہوئے آدمی کے سینے پر لات مار دی اور عین دل پر پڑنے والی زوردار ضرب نے اسے صرف چند لمحوں تک تڑپنے کی مہلت دی اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ کمرے میں اس کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا اس لئے ٹائیگر مڑا اور گارڈ روم سے باہر آیا تو عمران دوڑتا ہوا واپس آ رہا تھا۔ ٹائیگر کو عمران نے چٹکی سے ناک پکڑ کر سانس روکنے کا اشارہ کیا تو ٹائیگر نے سانس روک لی۔ عمران بھی ٹائیگر کے قریب کھلی فضا میں آ کر کھڑا ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر زور زور سے سانس لینے لگا جبکہ عمران تیزی سے مڑ کر چھوٹے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کو بند کر کے اندر سے کنڈا چڑھا دیا۔

''یہ تو ختم ہو گیا ہے''...... عمران نے مڑ کر اس نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''دوسرا گارڈ روم میں ہلاک ہو گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ۔ اب ہم نے اس رانا ہاشم کو تلاش کرنا ہے۔ تم کسی سٹور سے رسی لے آؤ''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر وہ اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک سجی ہوئی خواب گاہ میں ایک سفید اور اکڑی ہوئی مونچھوں والے ایک آدمی کو عمران نے دیکھ لیا۔ وہ کرسی پر بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ بے ہوش ہو گیا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی رانا ہاشم ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر بھی

وہاں آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں رسی کا بنڈل موجود تھا۔ پھر ٹائیگر اور عمران نے مل کر رانا ہاشم کو کرسی پر رسی کی مدد سے اچھی طرح جکڑ دیا۔

''تم باہر کا خیال رکھو میں اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے جیب سے ایک شیشی نکالی، اس کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی کا دہانہ رانا ہاشم کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اس نے اسے واپس جیب میں رکھ لیا اور خود پیچھے ہٹ کر خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد رانا ہاشم کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ کچھ دیر تک اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی۔ پھر وہ چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

''یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کون ہو۔ یہ مجھے کس نے باندھا ہے۔ کیوں باندھا ہے۔ کس میں اتنی جرأت ہے کہ رانا ہاشم کو باندھ سکے''...... رانا ہاشم جیسے جیسے پوری طرح ہوش میں آتا گیا اس کی آواز بلند ہوتی چلی گئی۔

''تم نے اپنا نام تو بتا دیا۔ اب یہ بھی بتا دو کہ وہ غیر ملکی جوڑا

کہاں ہے جو چار باغ کالونی سے یہاں آیا تھا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم کون ہو''...... رانا ہاشم نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہارے دونوں گارڈز مارے جا چکے ہیں اور حویلی میں موجود تمام ملازمین بھی بے ہوش ہو چکے ہیں اور اگر میں تمہیں گولی مارنا چاہوں تو یہاں تمہارا حمایتی کوئی نہیں ہے لیکن تم ایک چھوٹی مچھلی ہو اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں بشرطیکہ تم سچ بول دو۔ ورنہ''۔ عمران نے کہا۔

''مگر تم ہو کون۔ تم یہاں اندر کیسے آ گئے۔ یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو''...... رانا ہاشم نے اسی طرح اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مت بتاؤ۔ ہم تمہارے ملازمین سے معلوم کر لیں گے۔ تم چھٹی کرو''...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو پہلی بار رانا ہاشم کا چہرہ مشین پسٹل دیکھ کر ڈھیلا پڑ گیا۔

''مگر تم مجھے کیوں مارنا چاہتے ہو۔ میرا تم سے کیا تعلق ہے''۔ رانا ہاشم نے کہا۔

''تم نے ملک کے دو دشمن ایجنٹوں کی مدد کی ہے اور ملک کی اہم لیبارٹری تباہ کرنے میں تعاون کیا ہے اس لئے تمہاری سزا موت ہے لیکن اب بھی وقت ہے۔ تم سب کچھ بتا کر اپنی جان بچا سکتے ہو۔ بولو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے کسی کی مدد نہیں کی اور نہ ہی کوئی غیر ملکی جوڑا میرے پاس آیا ہے"...... رانا ہاشم نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تم ٹوٹ پھوٹ سے بچ جاؤ۔ لیکن"...... عمران نے کہا.اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا دہانہ رانا ہاشم کی کنپٹی پر رکھ کر زور سے دبا دیا۔

"سنو۔ میں دس تک گنوں گا۔ اگر تم نے سچ نہ بولا تو میں ٹریگر دبا دوں گا اور تم ہمیشہ کے لئے زندگی کی لطافتوں سے محروم ہو جاؤ گے"...... عمران نے زہریلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک رک کر گنتی گننا شروع کر دی۔ ابھی گنتی پانچ تک پہنچی تھی کہ رانا ہاشم کا جسم یکلخت کانپنا شروع ہو گیا۔

"بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ گنتی آٹھ پر پہنچی تھی کہ رانا ہاشم نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"بولتے جاؤ۔ جہاں تم رکے یا جھوٹ بولا تو گنتی وہیں سے شروع ہو جائے گی۔ بولو"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"سیٹھ قاسم نے دو غیر ملکیوں کو بھیجا تھا۔ مرد کا نام روبرز اور عورت کا نام ڈوگی تھا۔ ڈوگی بے حد خوبصورت اور متناسب جسم کی عورت ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ راج گڑھ لیبارٹری میں داخل ہو کر وہاں سے کوئی فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور میں ان کی مدد کروں۔ میں نے ان سے ایک کروڑ ڈالر طلب کئے اور ساتھ ہی شرط لگا دی کہ ڈوگی یہاں حویلی میں ایک دو راتیں رہے

گی۔ میں انہیں لیبارٹری میں داخل کرا دوں گا۔ انہوں نے میری شرطیں مان لیں تو میں نے انہیں بتایا کہ راج گڑھ کے عقب میں میرا علاقہ چتوڑ گڑھ اس سے ملتا ہے۔ چتوڑ گڑھ میں بھی قدیم دور کا ایک مندر تھا جس میں سے ایک خفیہ سرنگ راج گڑھ والے مندر میں جاتی ہے۔ میرا آدمی کاشو اس علاقے کا چوہا ہے۔ وہاں سے آ جائے پھر وہ انہیں وہاں لے جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے کاشو سے فون پر بات کرنے کے لئے کہا تو میں نے کاشو کو یہاں طلب کر لیا۔ وہ دونوں دوسرے روز یہاں آ گئے۔ اس بار وہ دونوں مقامی میک اپ میں تھے۔ کاشو یہاں آیا ہوا تھا۔ کاشو سے انہوں نے تفصیلی بات چیت کی اور پھر انہوں نے مجھے چیک دیا اور ڈوگی کا وعدہ بعد میں پورا کرنے کا کہا اور کاشو کے ساتھ چتوڑ گڑھ چلے گئے"...... رانا ہاشم نے تفصیل سے ساری بات بتا دی تو عمران نے اس سے مزید پوچھ گچھ کی اور پھر چتوڑ گڑھ میں اس کی حویلی اور وہاں کے انچارج کے بارے میں بھی تمام تفصیل معلوم کر لی۔ اس نے وہاں کا فون نمبر بھی معلوم کر لیا تھا۔

"تم نے ملک و قوم سے چند روپوں اور ایک عورت کی خاطر غداری کی ہے اس لئے تمہاری سزا موت ہے"...... عمران نے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا تو رانا ہاشم کے منہ سے چیخ بھی نہ نکل سکی اور اس کی کھوپڑی کئی حصوں میں تقسیم ہو کر فرش پر بکھر گئی اور عمران مڑ کر دروازے کی

طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین پسٹل جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا تو یہاں فون سیٹ موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''حویلی سے راجوگا بول رہا ہوں'' ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ عمران رانا ہاشم سے معلوم کر چکا تھا کہ چتوڑ گڑھ حویلی کا محافظ اس کا جدی پشتی ملازم راجوگا ہے۔

''مہمان کہاں ہیں راجوگا'' ...... عمران نے رانا ہاشم کی آواز اور لہجے کے ساتھ ساتھ اس کے مخصوص انداز میں کہا۔

''وہ مہمان خانے میں ہیں سرکار'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کاشو کہاں ہے'' ...... عمران نے پوچھا۔

''وہ چھوٹے کمرے میں ہے سرکار'' ...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''اسے بلاؤ'' ...... عمران نے کہا۔

''جی اچھا سرکار'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''جی سرکار۔ میں کاشو بول رہا ہوں سرکار'' ...... چند لمحوں بعد ایک چیں چیں کرتی ہوئی لیکن تیز آواز سنائی دی۔

''مہمانوں کے ساتھ کس وقت کا پروگرام بنا ہے'' ...... عمران نے رانا ہاشم کی آواز میں پوچھا۔

''رات کو سرکار۔ دن کو تو پہاڑی چوکی پر چیکنگ ہوتی ہے''۔ کاشو نے جواب دیا۔

''رات کو کس وقت'' ...... عمران نے پوچھا۔

''دس بجے کے بعد سرکار'' ...... کاشو نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ معلوم کر سکوں کہ کام ہو رہا ہے یا نہیں'' ...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے معلوم تھا کہ یہاں سے چتوڑ گڑھ کا خاصا طویل فاصلہ ہے۔ کار میں وہ جتنی بھی تیزی سے جائیں آدھی رات سے پہلے کسی صورت نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اب دو راستے تھے ایک تو یہ کہ کسی فوجی چھاؤنی سے ہیلی کاپٹر منگوایا جائے لیکن ایسے ہیلی کاپٹر کی آواز رات کو اس ویران علاقے میں دور سے سنائی دے گی اور کراؤز کے ایجنٹ ہوشیار ہو جائیں گے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ وہ فوجی چھاؤنی میں موجود صفدر اور نعمانی کو فوجی چھاؤنی کے عقب میں جانے کا کہہ دے لیکن یہ بھی خاصا مشکل کام تھا کیونکہ انہیں فوجی چھاؤنی سے نکل کر خاصا لمبا چکر کاٹ کر وہاں پہنچنا پڑے گا اور پھر عمران یہی سوچتا ہوا باہر آ گیا۔

''کیا بات ہے باس۔ آپ پریشان نظر آ رہے ہیں'' ...... باہر موجود ٹائیگر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے الجھن کے بارے میں بتا دیا۔

''باس۔ سوائے ہیلی کاپٹر کے اور کوئی سپیڈی ذریعہ نہیں ہے۔ ویسے اگر ہو سکے تو آپ لیبارٹری کے اندر موجود سیکورٹی سے رابطہ کر کے انہیں تفصیل بتا دیں اور انہیں الرٹ کر دیں۔ میں نے یہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر دیا ہے تا کہ یہ ہوش میں آ کر ہمارے پیچھے نہ آ سکیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ''...... عمران نے کہا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ پھاٹک سے باہر آ کر انہوں نے پھاٹک بند کیا اور اس طرف کو بڑھنے لگے جدھر ان کی کاریں موجود تھیں۔

''تم اب کہاں جاؤ گے''...... عمران نے باغیچے میں پہنچ کر جہاں کاریں موجود تھیں ٹائیگر سے پوچھا۔

''جہاں کا آپ حکم دیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم رانا ہاؤس آ جاؤ۔ میں بھی وہیں جا رہا ہوں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جارج اور ریٹا کمرے میں بیٹھے اپنے مشن کے بارے میں ہی باتوں میں مصروف تھے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور کاشو بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔

''کیا ہوا کاشو۔ تم پریشان کیوں ہو''...... جارج نے چونک کر پوچھا۔

''جناب۔ وہ سیٹھ قاسم کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور جناب رانا ہاشم کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے''...... کاشو نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو جارج اور ریٹا دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... جارج نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے کاشو کی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے رانا ہاشم صاحب کا فون آیا تھا۔ انہوں نے آپ کے بارے میں پوچھا تھا اور یہ بھی پوچھا تھا کہ آپ کو

میں کس وقت لیبارٹری میں لے جاؤں گا۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ رات کو دس بجے ہم حویلی سے روانہ ہوں گے تو انہوں نے فون بند کر دیا۔ پھر میں نے سیٹھ کلب فون کیا تاکہ وہاں اپنے ایک دوست سپروائزر سے بات کر سکوں لیکن وہاں سے مجھے بتایا گیا کہ سیٹھ کلب کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا ہے کیونکہ سیٹھ قاسم کو ان کی خفیہ رہائش گاہ میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں بے حد حیران ہوا اور پھر میں نے رانا ہاشم صاحب کو فون کیا تاکہ انہیں بھی یہ اہم خبر سنا سکوں کیونکہ رانا صاحب اور سیٹھ قاسم کا بہت گہرا تعلق چلا آ رہا تھا لیکن وہاں سے کسی نے فون نہ اٹھایا تو میں بے حد حیران ہوا اور پھر میں نے رانا پور میں اپنے ایک دوست کو فون کیا اور میں نے اسے کہا کہ حویلی میں جا کر رانا صاحب کے ملازم سے کہے کہ فون اٹنڈ کرے۔ اہم خبر دینی ہے تو میرے اس دوست نے فون کر کے مجھے بتایا کہ حویلی میں قتل عام کیا گیا ہے۔ گارڈز سمیت تمام ملازمین کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور رانا صاحب کے سر میں گولیاں ماری گئی ہیں اور وہ کمرے میں کرسی پر رسی سے بندھے ہوئے بیٹھے ہیں تو میں نے اسے پولیس کو اطلاع دینے کا کہہ کر رسیور رکھا اور سیدھا یہاں آ گیا''...... کاشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ نیوز۔ حیرت ہے یہ سب کیسے ہو گیا''...... جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ اب ان حالات میں آپ کا کیا پروگرام ہے''۔ کاشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''رسی سے باندھ کر رانا ہاشم پر تشدد کیا گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ایجنسیوں کے لوگ وہاں پہنچے ہیں اور لامحالہ انہوں نے یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی اس لئے اب انتظار بے سود ہے۔ رات تک وہ اس سارے علاقے کو گھیر لیں گے۔ ہمیں ابھی جانا ہو گا''...... جارج نے تیز لہجے میں کہا۔

''نہیں جناب۔ دن کے وقت میں پہچانا جاؤں گا اور آپ تو چلے جائیں گے اور فوج اور پولیس نے میری ہڈیاں توڑ دینی ہیں اور چونکہ صاحب زندہ نہیں رہے اس لئے اب میں بھی آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ بہتر ہے کہ آپ واپس دارالحکومت چلے جائیں اور اگر آپ لیبارٹری جانے پر مصر ہوں تو مجھے معاوضہ ادا کرنا ہو گا''۔ کاشو نے بڑے مکارانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم تمہاری ڈیمانڈ اس شرط پر پوری کر سکتے ہیں کہ تم ہمیں ابھی اور اسی وقت لیبارٹری لے جاؤ''...... جارج نے اس کی بات کی تہہ تک جاتے ہوئے کہا۔

''ایک لاکھ روپے لوں گا سرکار''...... کاشو نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں دس لاکھ روپے دوں گا لیکن میرے پاس گارینٹڈ چیک ہے اور رقم ڈالروں میں مل سکتی ہے لیکن یہ چیک تمہیں

لیبارٹری میں ہی ملے گا۔ یہاں نہیں‘‘...... جارج نے کہا۔

’’چیک مجھے یہیں دے دیں تاکہ میں اسے یہاں رکھ کر جاؤں‘‘۔

کاشو نے کہا تو جارج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جیب سے چیک بک نکالی۔ اس کے ایک چیک پر ڈالروں میں اتنی رقم لکھی جن کے پاکیشیا میں دس لاکھ روپے بن سکتے تھے اور چیک پر دستخط کر کے اس نے اسے چیک بک سے علیحدہ کیا اور کاشو کی طرف بڑھا دیا۔ کاشو نے غور سے چیک کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

’’شکریہ جناب۔ میں یہ چیک رکھ آؤں پھر چلتے ہیں‘‘...... کاشو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

’’معاملات انتہائی خطرناک حد تک پہنچ گئے ہیں جارج اور یہ کاشو بھی غلط آدمی ہے۔ اس سے بھی ہوشیار رہنا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہمیں کسی کے ہاتھ فروخت کر دے‘‘...... ریٹا نے کہا۔

’’تم فکر مت کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ کاشو نے ہمیں ابھی بتا دیا ہے ورنہ ہم رات کا انتظار کرتے رہتے اور وہ لوگ یہاں ہمارے سروں پر پہنچ جاتے‘‘۔ جارج نے کہا۔

’’لیکن یہ کون لوگ ہیں جو اس انداز میں ہمارا پیچھا کر رہے ہیں اور آج تک ان سے ون ٹو ون ٹکراؤ نہیں ہوا لیکن پھر بھی

حیرت انگیز طور پر یہ لوگ ہمارے پیچھے چل رہے ہیں‘‘...... ریٹا نے کہا۔

’’یہ واقعی بے حد تیز لوگ ہیں جو اس انداز میں ہمارا پیچھا کر رہے ہیں لیکن تم فکر مت کرو۔ ہمارا ان سے ون ٹو ون مقابلہ نہیں ہو سکے گا۔ ہم فارمولا لے کر نکل جائیں گے اور یہ لکیر پیٹتے رہ جائیں گے‘‘...... جارج نے کہا۔

’’میرا خیال ہے کہ ہم فارمولے کی کاپی لینے کے چکر میں نہ پڑیں اور صرف لیبارٹری کو تباہ کر کے نکل جائیں‘‘...... ریٹا نے کہا۔

’’کوشش تو کریں گے کہ فارمولا مل جائے‘‘...... جارج نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ریٹا کوئی جواب دیتی کمرے کا دروازہ کھلا اور کاشو اندر داخل ہوا۔

’’آیئے جناب۔ جیپ تیار ہے لیکن میں ایک خاص حد سے آگے نہیں جا سکوں گا‘‘...... کاشو نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ جہاں تک تم جا سکتے ہو وہاں تک تو چلو‘‘۔ جارج نے کہا تو کاشو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ ایک پہاڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

’’تم نے حویلی میں رانا ہاشم کی موت کا بتا دیا ہے‘‘...... جارج نے پوچھا۔

’’نہیں جناب۔ ورنہ یہاں افراتفری پیدا ہو جاتی اور ہمارا جیپ پر جانا مشکل ہو جاتا۔ واپس جا کر بتاؤں گا‘‘...... کاشو نے جواب

دیا۔

''اچھا۔ یہاں سے واپس جانے کے لئے ہمیں فوری کیا کرنا ہو گا۔ کیا کہیں سے ہیلی کاپٹر سروس مہیا ہو سکتی ہے''...... جارج نے کہا۔

''چتوڑ گڑھ میں چھوٹا سا ایئر پورٹ ہے۔ شمالی علاقوں میں نے والے سیاح دارالحکومت سے چھوٹے طیارے چارٹرڈ کرا کر یہاں آتے ہیں اور یہاں سے دارالحکومت واپس جاتے ہیں۔ آپ بھی واپسی پر ایئر پورٹ پہنچ جائیں تو چھوٹا طیارہ چارٹرڈ کرا کر دارالحکومت جا سکتے ہیں''...... کاشو نے کہا تو جارج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تمہارے پاس اس علاقے کا نقشہ ہے''...... ریٹا نے پوچھا۔

''لیس میڈم۔ ڈیش بورڈ میں پڑا ہے''...... کاشو نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ دیکھ لیں گے''...... ریٹا کی بجائے جارج نے جواب دیا اور ساتھ ہی ریٹا کا ہاتھ دبا دیا۔ ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد جیپ درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں پہنچ کر رک گئی۔

''یہاں سے آگے پیدل جانا ہو گا صاحب''...... کاشو نے کہا اور خود بھی جیپ سے نیچے اتر آیا تو جارج اور ریٹا بھی نیچے آ گئے اور پھر کاشو کی رہنمائی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں قدیم دور کے مندر کے آثار موجود

تھے۔

''یہ ہے جناب چتوڑ گڑھ کا قدیم مندر اور اس کے اور راج گڑھ کے مندر کے درمیان قدیم دور کے لوگوں نے سرنگ بنائی تھی حالانکہ یہ تمام پہاڑی علاقہ ہے۔ اس کے باوجود جناب اس دور کے لوگوں نے سرنگ بنا لی''...... کاشو نے کہا۔

''ہاں۔ قدیم دور کے لوگ ہم سے زیادہ محنتی تھے۔ اب آگے چلو۔ وقت ضائع مت کرو''...... جارج نے کہا۔

''جناب۔ یہاں سے اگر ہم سرنگ کے اندر چلیں تو آگے جا کر سرنگ درمیان میں بند ہے اس لئے ہمیں باہر سے آگے بڑھنا ہو گا''...... کاشو نے کہا تو جارج اور ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

تقریباً آدھا گھنٹہ چلنے کے بعد کاشو رک گیا۔

''وہ دیکھیں جناب۔ وہ ہے پہاڑی جہاں چیک پوسٹ ہے اور دوربین سے ہر طرف چیکنگ کی جاتی ہے''...... کاشو نے سامنے نظر آنے والی اونچی پہاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ لیبارٹری اس پہاڑی کے نیچے ہے''...... جارج نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ اس کے بعد کی پہاڑی کے نیچے ہے۔ یہاں سے آپ کو سرنگ کے ذریعے دوسری طرف پہنچنا ہو گا''...... کاشو نے کہا۔

''کہاں ہے سرنگ کا دہانہ''...... جارج نے کہا۔

''وہ سامنے جو اونچی سی لیکن ٹیڑھی چٹان ہے اس کے عقب میں دہانہ ہے لیکن آپ کو داخل ہونے کے لئے رینگ کر جانا ہو گا۔ میں آگے نہیں جا سکتا کیونکہ چیک کرنے والے مجھے پہچانتے ہیں''...... کاشو نے کہا۔

''پھر تم یہاں رکو گے یا واپس جاؤ گے''...... جارج نے پوچھا۔

''جیسے آپ کہیں۔ یہاں تک تو میں محفوظ ہوں۔ اس سے آگے نہیں جا سکتا''...... کاشو نے کہا۔

''او کے۔ پھر تم یہیں رکو لیکن میں نہیں رکوں گا''...... جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار خنجر موجود تھا۔ پھر جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح بجلی چمکی اور پلک جھپکنے میں خنجر دستے تک کاشو کی گردن میں اترتا چلا گیا اور چیخ مارنے کے لئے کاشو کا منہ کھلا لیکن کوئی آواز نہ نکلی اور وہ ایک دھماکے سے پشت کے بل زمین پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جارج نے آگے بڑھ کر اس کی گردن سے خنجر نکالا اور اسے اس کے لباس سے صاف کرنے کے بعد اس نے خنجر واپس جیب میں رکھا اور پھر اس نے کاشو کی لاش کو گھسیٹ کر ایک جھاڑی کے پیچھے ڈال دیا۔

''آؤ ریٹا۔ اب ہم اپنا مشن مکمل کریں''...... جارج نے کہا۔

''لیکن وہ چیکنگ''...... ریٹا نے کہا۔

''اس طرف کیا چیکنگ ہونی ہے۔ اگر انہیں اس سرنگ کے

بارے میں علم ہوتا تو وہ اسے بند نہ کر دیتے۔ یہ کاشو ہمیں چکر دے رہا تھا''...... جارج نے کہا۔

''لیکن چکر کا اندازہ تو اب ہوا ہے ہمیں رانا ہاشم کے مرنے کے بعد۔ پہلے بھی تو وہ رات کو جانا چاہتا تھا''...... ریٹا نے کہا۔

''کوئی چکر بہرحال تھا۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اس طرف کوئی چیکنگ ہو ہی نہیں سکتی''...... جارج نے کہا۔

''ٹھیک ہے آؤ۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بہرحال مشن تو مکمل کرنا ہے''...... ریٹا نے کہا تو جارج آگے بڑھ گیا۔ ریٹا اس کے پیچھے تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس چٹان کے پاس پہنچ گئے جس کے بارے میں کاشو نے بتایا تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور بڑی چٹان تھی اور بظاہر وہاں کسی سرنگ کا کوئی دہانہ موجود نہ تھا لیکن جب جارج نے غور سے دیکھا تو اسے ایک سوراخ عقبی چٹان کے نیچے جاتا دکھائی دیا۔

''آؤ ریٹا''...... جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ وہاں لیٹ کر کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ سوراخ خاصا تنگ تھا۔ جارج بہرحال رینگتا ہوا اس سوراخ میں گیا تھا۔ اس کے پیچھے ریٹا آسانی سے اندر داخل ہو گئی۔ جارج نے جیب سے ایک پنسل ٹارچ نکالی اور دوسرے لمحے وہ جگہ تیز روشنی سے دمک اٹھی۔ یہ واقعی انسانی ہاتھوں کی بنائی ہوئی سرنگ تھی اور یہاں ہوا کی نکاسی اور آمد کا بھی کوئی پراسرار انتظام کیا گیا تھا کیونکہ وہاں ان دونوں کا

دم نہیں گھٹ رہا تھا۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد راستہ کھلا ہو گیا تو وہ اٹھ کر سرنگ میں چلنے لگے۔ روشنی کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہو رہی تھی۔ البتہ وہاں عجیب عجیب سے کیڑے انہیں نظر آئے لیکن وہ بچ بچ کر آگے بڑھتے رہے اور پھر تقریباً ایک کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اچانک سرنگ بند ہو گئی۔ اب آگے ٹھوس چٹان تھی۔ اس قدر ٹھوس کہ وہ اسے دیکھ کر حیران رہ گئے لیکن چٹان تھی قدرتی۔

''یہ کیا ہوا۔ یہ چٹان''...... ریٹا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''چٹان تو قدرتی ہے۔ اگر اس سرنگ کو بند کیا جاتا تو ریڈ بلاکس یا گلڈ سٹون سے بند کیا جاتا''...... جارج نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کاشو نے بھی اس چٹان کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ چٹان ہٹائی جا سکتی ہے۔ قدیم دور میں اس کا کوئی میکنزم رکھا گیا ہوگا''...... ریٹا نے کہا تو جارج بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ اسی لئے لیبارٹری والوں کو اس سرنگ کا علم نہیں ہو سکا ورنہ اسے لازماً بند کر دیتے''...... جارج نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے چٹان کے سب سے نچلے حصے کو دیکھنا شروع کر دیا لیکن باوجود کوشش کے وہ اس میکنزم کا پتہ نہ چلا سکا جس سے یہ چٹان ہٹتی تھی۔ ریٹا نے بھی کوشش کر لی لیکن اس کی بھی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔

''اب کیا کریں۔ یہ تو آخری لمحات میں ناکامی سامنے آ گئی''۔ ریٹا نے کہا۔

''ناکامی کا لفظ منہ سے مت نکالو ریٹا۔ ہم نے بہرحال کامیاب ہونا ہے''...... جارج نے کہا اور اس بار اس نے چٹان کے نچلے حصے کی طرف دیکھنے کی بجائے اوپر والا حصہ چیک کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ دیکھتا رہا پھر اس نے اوپر والے حصے پر زور سے مکے مارنے شروع کر دیئے لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔

''یہ چٹان ہے۔ ہاتھ کو زخمی کر لو گے''...... ریٹا نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے لیکن اس کے قدیم میکنزم میں کوئی تاریں تو نصب نہیں ہوں گی۔ کوئی دباؤ کا سسٹم ہی ہوگا''...... جارج نے کہا اور مسلسل مکے مارتا ہوا وہ اب ہاتھ کو اور اوپر سے نیچے لا رہا تھا۔ پھر جیسے ہی اس کا ہاتھ درمیان میں پہنچا اچانک چٹان نے اس طرح حرکت کی جیسے کسی نے اسے جھنجھوڑا ہو۔

''یہ اس نے حرکت کی ہے''...... ریٹا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... جارج نے کہا اور پھر اس نے اسی جگہ پر زور سے مکا مارا تو کڑ کڑ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی چٹان اندر کی طرف گھومتی چلی گئی۔ ٹارچ ریٹا کے ہاتھ میں تھی۔ جارج نے اس کے ہاتھ سے ٹارچ لی اور پھر آگے بڑھ کر وہ اندر گیا تو ٹارچ کی روشنی میں وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں انسانی ہاتھ سے بنا ہوا ایک

کمرہ تھا لیکن اس کمرے کی تعمیر بڑے بڑے چٹانی پتھروں سے کی گئی تھی لیکن اس کمرے کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ البتہ کمرے میں کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا جیسے یہاں عام استعمال کی فالتو چیزیں رکھ دی گئی ہوں لیکن جب جارج اور ریٹا نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ یہ موجودہ دور کا سامان نہ تھا بلکہ قدیم دور کی لکڑی کی بنی ہوئی چند چیزیں تھیں جو عجیب و غریب شکل کی تھیں لیکن وہ تھیں انسانی ہاتھوں کی بنی ہوئیں۔

''اس کمرے کے اوپر لیبارٹری ہے۔ اب اسے کیسے کھولا جائے''...... جارج نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میرا تو خیال ہے کہ تم فارمولے کی کاپی کا خیال چھوڑو اور میگا بم نصب کر کے یہاں سے نکل چلو اور دور جا کر اسے آپریٹ کر دو۔ پوری لیبارٹری مع سائنس دانوں کے ختم ہو جائے گی ورنہ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ہمارے گرد گھیرا تنگ ہوتا جا رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ پھر ہمیں نکلنے ہی نہ دیا جائے''...... ریٹا نے کہا۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لوگ اتنی جلدی یہاں نہیں پہنچ سکتے اور اگر پہنچ بھی جائیں تو وہ اس سرنگ میں نہیں آ سکتے اور اگر آ بھی گئے تو انہیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے''۔ جارج نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ مجھے اچانک خیال آیا ہے۔ ویری گڈ۔ ابھی میں لیبارٹری میں جانے والا راستہ کھولتی ہوں''...... ریٹا نے کہا تو جارج

حیرت سے اسے دیکھنے لگا لیکن ریٹا نے دائیں طرف کی دیوار کے درمیان ہاتھ رکھا اور پھر وہ ہاتھ کو ایسے نیچے لے آئی جیسے ہاتھ پھیر کر کوئی چیز چیک کرنا چاہتی ہو لیکن جیسے ہی اس کا ہاتھ تھوڑا سا نیچے ہوا اس نے دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ پر مارا تو کرڑ کرڑ کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی اور اس کے ساتھ ہی نامانوس گیس ان دونوں کی ناک سے ٹکرائی۔

''اوہ۔ ہم واقعی لیبارٹری میں داخل ہو گئے ہیں۔ آؤ اب ہمیں مشن کی تکمیل سے کوئی نہیں روک سکتا''...... جارج نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر جیب سے مشین پسٹل نکال کر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ریٹا بھی اس کے پیچھے تھی۔ اس کا چہرہ بھی کامیابی سے کھلا ہوا تھا۔

عمران رانا ہاؤس پہنچتے ہی فون والے کمرے میں چلا گیا۔ اس نے ٹائیگر کو باہر رکنے کا کہہ دیا تھا اس لئے ٹائیگر ایک اور کمرے میں چلا گیا تھا جبکہ روٹین کے مطابق جوزف کمرے کے دروازے کے باہر موجود تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے کہا لیکن اس کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

''خیریت۔ تم سنجیدہ ہو''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ بتائیں کہ راج گڑھ لیبارٹری کا انچارج کون ہے''۔ عمران

نے پوچھا۔

''انچارج۔ کس کا انچارج۔ لیبارٹری کا، سیکورٹی کا یا کسی اور کا''...... سرداور نے کہا۔

''سیکورٹی انچارج کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہاں فوجی چھاؤنی موجود ہے جہاں سے راستہ لیبارٹری میں جاتا ہے۔ وہاں ملٹری انٹیلی جنس کا ایک سیکشن کرنل شہامند کے تحت کام کر رہا ہے اور چیف نے بھی اپنے دو ایجنٹ وہاں بھیجے ہوئے ہیں لیکن یہ سب لیبارٹری کے باہر فوجی چھاؤنی میں موجود ہیں جبکہ اب چیف کو اطلاع ملی ہے کہ ایکریمین ایجنٹ عقبی طرف سے کسی خفیہ راستے کے ذریعے لیبارٹری میں داخل ہونے والے ہیں۔ اگر یہ ایجنٹ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ وہاں موجود تمام سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیں گے اور وہاں سے فارمولا بھی لے اڑیں گے اور ہوسکتا ہے کہ پوری لیبارٹری کو ہی تباہ کر دیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کو وہاں لیبارٹری کے اندر پہنچا دیا جائے جہاں سے ان ایجنٹوں کے لیبارٹری میں داخلے کی اطلاع ملی ہے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری انچارج ڈاکٹر گلزار ہیں لیکن وہ بزرگ آدمی ہیں۔ پاکیشیا کے چند قابل ترین سائنس دانوں میں سے ایک ہیں۔ میں انہیں فون کر کے تمہارے بارے میں بتا دیتا ہوں۔ تم ان سے براہ راست بات کر لینا۔ امید ہے وہ تمہارے ساتھ پوری طرح تعاون

کریں گے“...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ان
کا براہ راست فون نمبر بھی بتا دیا۔

”شکریہ“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس
منٹ کے انتظار کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور سرداور کے بتائے
ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ڈاکٹر گلزار بول رہا ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ
آواز سنائی دی لیکن لہجہ کی تھرتھراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ بزرگ آدمی
ہیں۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔
سرداور نے میرے بارے میں آپ کو فون کیا ہو گا“...... عمران نے
کہا۔

”ہاں۔ انہوں نے ابھی فون کیا ہے لیکن انہوں نے تو بتایا ہے
کہ آپ کا تعلق سیکرٹ سروس کے چیف سے ہے جبکہ آپ جو اپنی
ڈگریاں بتا رہے ہیں ان کے مطابق تو آپ ڈاکٹر آف سائنس ہیں
اور وہ بھی آکسفورڈ یونیورسٹی سے۔ کیا سیکرٹ سروس نے سائنس
دانوں کو ملازم رکھنا شروع کر دیا ہے“...... ڈاکٹر گلزار نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

میں تو سائنس کا طالب علم ہوں ڈاکٹر صاحب۔ میں کیسے
سائنس دان کہلوا سکتا ہوں اور سیکرٹ سروس میں ہر طرح کے لوگ
ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں جبکہ سائنس جرائم میں بھی کھل کر

استعمال ہونے لگی ہے۔ اب سائنس دانوں کی بھی ضرورت پڑتی
رہتی ہے۔ بہرحال اس بارے میں بات بعد میں ہو گی۔ اہم ترین
مسئلہ یہ ہے کہ ایکریمیا کی ایک ایجنسی کراوز کے دو ایجنٹ جو ایک
مرد اور ایک عورت پر مشتمل ہیں اس لیبارٹری میں میزائل اپ ڈیٹ
کا فارمولا حاصل کرنے اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے یہاں
کام کر رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کی اس لیبارٹری کے
حفاظتی انتظامات شاندار ہیں اور لیبارٹری کا راستہ آپ اندر سے ہی
کھول اور بند کر سکتے ہیں اور یہ راستہ فوجی چھاؤنی سے کھلتا ہے
جہاں ملٹری انٹیلی جنس کا ایک سیکشن موجود ہے اور وہاں سیکرٹ
سروس کے دو ایجنٹ بھی موجود ہیں اور ایک راستہ جو راج گڑھ
جنگل میں کھلتا تھا اسے بھی گلڈ سٹون سے بند کر دیا گیا ہے اور
وہاں بھی ملٹری انٹیلی جنس کے کیمپ موجود ہیں لیکن جو مصدقہ اطلاع
ملی ہے کہ ان ایجنٹوں کو ایک ایسی قدیم دور کی سرنگ کا پتہ چلا ہے
جو عقبی طرف ملحقہ علاقہ چتوڑ گڑھ سے شروع ہو کر آپ کی
لیبارٹری تک پہنچتی ہے اور جس کمرے میں آپ نے کاٹھ کباڑ جمع
کر رکھا ہے، وہاں جا نکلتی ہے اور یہ دونوں ایکریمین ایجنٹ اس
وقت چتوڑ گڑھ پہنچ چکے ہیں۔ ہمیں دارالحکومت سے چتوڑ گڑھ پہنچنے
میں کافی وقت لگ جائے گا اس لئے آپ فوجی چھاؤنی میں موجود
سیکرٹ سروس کے دونوں ایجنٹوں کو اس کاٹھ کباڑ والے کمرے تک
پہنچا دیں۔ وہ خود ہی ان ایکریمین ایجنٹوں کو سنبھال لیں گے“۔ عمران

نے کہا۔

''آپ کی اور آپ کے چیف کی اطلاع درست ہو گی لیکن آپ کو اور آپ کے چیف کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم نے لیبارٹری کے اندر بھی انتہائی جدید حفاظتی انتظامات کیے ہوئے ہیں اور یہ تمام نظام کمپیوٹرائزڈ ہے۔ لیبارٹری کے اندر کوئی غیر متعلقہ آدمی اول تو داخل ہی نہیں ہو سکتا اگر وہ کسی بھی خفیہ راستے سے داخل ہو گا تو اس پر خودبخود ریز فائر ہو جائیں گی اور وہ ہلاک ہو جائے گا اور دوسری بات یہ کہ اس وقت فارمولے پر جس انداز میں کام ہو رہا ہے اور آپ سائنس دان ہیں اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس وقت کام انتہائی نازک موڑ پر ہے۔ معمولی سی گڑبڑ سے سب کچھ ختم ہو سکتا ہے اس لئے میں کسی اجنبی کو کسی صورت لیبارٹری کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا ورنہ لیبارٹری خودبخود تباہ بھی ہو سکتی ہے اور تیسری اور آخری بات یہ کہ ہماری لیبارٹری میں ایسا کوئی کمرہ نہیں ہے جہاں ہم نے کاٹھ کباڑ رکھا ہوا ہو۔ یہ ایک اہم لیبارٹری ہے اور یہاں کاٹھ کباڑ کے لئے سٹور بھی نہیں بنایا جا سکتا اس لئے آئی ایم سوری۔ آپ ان ایجنٹوں کو باہر ہی پکڑیں۔ یہ بات میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ یہ ایجنٹ اندر داخل نہ ہو سکیں گے اور اگر ہو بھی گئے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اس نازک وقت میں کسی اجنبی کو کسی بھی صورت لیبارٹری میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ شکریہ''...... دوسری طرف سے مسلسل بولتے ہوئے کہا

گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔ ڈاکٹر گلزار نے یہ کہہ کر کہ ایسا کوئی کمرہ نہیں ہے جس میں کاٹھ کباڑ ہو اسے بے حد حوصلہ دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کاشو نے رانا ہاشم سے بھی جھوٹ بولا تھا یا پھر وہ سرنگ اس لیبارٹری میں نہیں بلکہ کہیں اور جا نکلتی تھی۔ دوسری بات یہ کہ لیبارٹری کے اندر مکمل حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے اور یہ تمام انتظامات کمپیوٹرائزڈ تھے اور وہ کمپیوٹرائزڈ انتظامات کی پیچیدگیوں کو بھی اچھی طرح سمجھتا تھا کہ کسی اجنبی کو اندر لے جانے سے پہلے اس کا مکمل ڈیٹا، اس کے جسمانی نشانات کی تفصیلات کمپیوٹر میں فیڈ کرنا ہوتی ہیں اس لئے فوری طور پر ایسا ممکن ہی نہ تھا۔ بہرحال ڈاکٹر گلزار سے بات کر کے اسے خاصا اطمینان ہو گیا تھا کہ کراؤز ایجنٹس اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

''جوزف''...... عمران نے دروازے کے باہر موجود جوزف کو آواز دی۔

''یس باس''...... جوزف نے فوراً کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر کو بلاؤ''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اندر داخل ہوا تو اس نے عمران کو سلام کیا۔

''بیٹھو ٹائیگر''...... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر کے بیٹھنے پر اس نے سرداور کے ذریعے ڈاکٹر گلزار سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

''لیس باس۔ ڈاکٹر گلزار درست کہہ رہے ہوں گے کہ وہاں فوری طور پر کسی اجنبی کا داخل ہونا تقریباً ناممکن ہے لیکن ان ایجنٹوں کو کور کرنے کے لئے تو ہمیں وہاں جانا ہی ہوگا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ لیبارٹری کی طرف سے تو مجھے اطمینان ہو گیا ہے لیکن ہمیں بہرحال وہاں پہنچنا ہے۔ یہ لوگ رات کو لیبارٹری میں جانے کی کوشش کریں گے۔ تب تک یہ چتوڑ گڑھ میں رانا ہاشم کی حویلی میں رہیں گے اور ہم وہاں جا کر آسانی سے انہیں کور کر سکتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''باس۔ رانا ہاشم کی ہلاکت کی خبر چتوڑ گڑھ پہنچ گئی تو ہو سکتا ہے کہ یہ ایجنٹ رات کا انتظار نہ کریں''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہمیں فوری وہاں پہنچنا چاہئے۔ اوہ۔ میں معلوم کراتا ہوں''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''حویلی رانا ہاشم چتوڑ گڑھ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں دارالحکومت سے رانا اکمل بول رہا ہوں۔ رانا ہاشم کے

مہمان دارالحکومت سے یہاں چتوڑ گڑھ حویلی میں آئے ہوئے ہیں۔ ایک مرد اور ایک عورت۔ ان سے میری بات کراؤ''۔ عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''وہ تو ابھی کاشو کے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر چلے گئے ہیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کہاں گئے ہیں''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''یہ تو معلوم نہیں جناب۔ بہرحال وہ یہاں موجود نہیں ہیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کتنی دیر ہوئی ہے انہیں گئے ہوئے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی دس پندرہ منٹ ہوئے ہوں گے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''تمہاری بات درست ثابت ہوئی ہے۔ وہاں یقیناً کوئی ایسی اطلاع پہنچی ہے کہ انہوں نے رات کا انتظار چھوڑ کر فوری کارروائی شروع کر دی ہے۔ گو مجھے یقین ہے کہ وہ لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکیں گے اور اگر ہو بھی گئے تو ہلاک ہو جائیں گے لیکن ہمارا وہاں فوری طور پر پہنچنا ضروری ہے۔ ہمیں ہیلی کاپٹر حاصل کرنا ہوگا''۔ عمران نے کہا۔

''باس۔ ہیلی کاپٹر کی آواز چتوڑ گڑھ میں سن کر وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔ یہاں سے چتوڑ گڑھ کے لئے چھوٹے طیارے

چارٹرڈ کرائے جا سکتے ہیں۔ وہاں ایک چھوٹا سا ایئر پورٹ ہے اور سیاح وہاں ان چارٹرڈ طیاروں سے آتے جاتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہاں ایئر پورٹ سے طیارے چارٹرڈ کرائے جاتے ہیں یا کسی اور جگہ سے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''ایئر پورٹ سے باس۔ آپ ابھی چلیں۔ وہاں سے آسانی سے طیارہ مل جائے گا اور ہم دو گھنٹوں میں چتوڑ گڑھ پہنچ جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

جارج اور ریٹا تیزی سے راہداری میں آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک وہ دونوں رک گئے کیونکہ سامنے ایک فولادی بند دروازہ تھا جس پر سرخ رنگ کی آڑھی ترچھی لہریں اس طرح دوڑ رہی تھیں کہ پورا دروازہ ان لہروں کی زد میں تھا۔

''اوہ۔ ٹارک ریز۔ اس قدر جدید ریز''...... جارج نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اس لیبارٹری میں انتہائی جدید حفاظتی انتظامات موجود ہیں''...... ریٹا نے کہا۔

''ہاں۔ اور ٹارک ریز کمپیوٹر کے ذریعے کام کرتی ہیں اور ٹارک ریز کی یہاں موجودگی بتا رہی ہے کہ اس پوری لیبارٹری کو کمپیوٹر کنٹرول میں دیا گیا ہے''...... جارج نے کہا۔

''تو پھر اس کا کیا حل ہے''...... ریٹا نے کہا۔

''اس کا حل الیون ہنڈرڈ زیرو ایٹ ہے اور وہ میرے پاس موجود ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں مشن پر جانے سے پہلے ہر قسم کی صورت حال کو نظر میں رکھ کر کام کرتا ہوں''...... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ تمہاری کامیابی کا گراف اسی لئے تو آسمان پر ہے''...... ریٹا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جارج نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکالا۔ اس لفافے کو کھول کر اس نے اس کے اندر موجود کالے رنگ کا ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کیا تو اس آلے پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔ جارج نے آگے بڑھ کر یہ آلہ ان ٹارک ریز کے قریب کر کے اس نے ایک اور بٹن پریس کر دیا تو سرخ رنگ کا بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازے پر دوڑنے والی سرخ رنگ کی لہریں یکلخت غائب ہو گئیں۔

''کیا ہمیں ہر قدم پر یہ کام کرنا ہو گا''...... ریٹا نے کہا۔

''نہیں۔ الیون ہنڈرڈ زیرو ریز نے مین کمپیوٹر کا یہ شعبہ آف کر دیا ہے۔ اب پوری لیبارٹری میں جو بھی سائنسی حفاظتی انتظامات ہوں گے وہ سب آف ہو گئے ہیں اور اب انہیں دوبارہ کسی صورت آن نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ الیون ہنڈرڈ ریز سے زیادہ پاور فل کمپیوٹر یہاں نصب نہ کریں اس لئے اب یہ لیبارٹری ہم پر مکمل طور پر اوپن ہو چکی ہے۔ البتہ ایک بات ہے اور اس کا تم نے بھی

خیال رکھنا ہے''...... جارج نے کہا تو ریٹا بے اختیار چونک پڑی۔

''وہ کیا''...... ریٹا نے چونک کر کہا۔

''الیون ہنڈرڈ زیرو ریز لیبارٹری میں پھیلی ہوئی ہوں گی اس لئے اب لیبارٹری کے اندر کوئی بارودی یا شعاعی اسلحہ کام نہیں کرے گا اس لئے ہمیں کسی بھی رکاوٹ میں خنجر یا ہاتھ استعمال کرنے ہوں گے۔ ویسے یہ سائنس دان ہی ہوں گے۔ فیلڈ کے لوگ نہیں ہوں گے اس لئے آسانی سے ان کی گردنیں توڑی جا سکتی ہیں''۔ جارج نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں لیکن نجانے یہاں ان کی تعداد کتنی ہو گی''...... ریٹا نے کہا۔

''ہماری اولین کوشش یہی ہو گی کہ ہم کم سے کم افراد کا خاتمہ کریں کیونکہ میگا بم جب فائر ہو گا تو نہ یہ لیبارٹری رہے گی اور نہ ہی اس میں موجود سائنس دان۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ فوجی چھاؤنی بھی ساتھ ہی اڑ جائے اس لئے اب اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہمارے ہاتھوں کتنے مرتے ہیں اور کتنے نہیں''...... جارج نے کہا۔

''لیکن ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ اندر بارودی یا شعاعی ہتھیار کام نہیں کریں گے۔ پھر''...... ریٹا نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''ہم واپسی پر میگا بم پتی یہیں رکھ دیں گے۔ یہاں جب یہ

پتی فائر ہو گی تو پوری لیبارٹری کو پوری پہاڑی سمیت اڑا دے گی"۔
جارج نے کہا تو ریٹا نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اب بہت محتاط رہنا"...... جارج نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے فولادی دروازے پر لگے ہوئے فولادی چکر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اینٹی کلاک گھمایا تو ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک راہداری تھی۔ جارج نے دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر وہ راہداری میں محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ راہداری میں کمروں کے دروازے تھے لیکن یہ سب دروازے بند تھے۔ اچانک ایک دروازے کے سامنے وہ رک گیا۔ اس دروازے کی سائیڈ میں ایک پلیٹ پر ڈاکٹر گلزار کا نام اور ڈگریاں درج تھیں۔ جارج نے آہستہ سے دروازے کو دبایا تو دروازہ لاکڈ نہ تھا اور وہ کھلتا چلا گیا۔ کمرہ خاصا بڑا تھا اور آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"میں چیک کرتا ہوں۔ یہ لیبارٹری کے انچارج کا آفس ہے۔ شاید فارمولا یہاں موجود ہو"...... جارج نے کہا اور ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جارج آفس میں داخل ہو گیا جبکہ ریٹا وہیں کھڑی رہی تاکہ اگر اس دوران کوئی آ جائے تو اسے روکا جا سکے۔ جارج نے ایک الماری کھول کر چیک کرنا شروع کر دیا لیکن الماری میں اسے میزائل اپ ڈیٹ کے فارمولے کی فائل نہ ملی اور اس نے آفس ٹیبل کی درازیں چیک کرنا شروع کر دیں اور پھر سب سے

نچلی دراز کو کھولتے ہی اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی کیونکہ وہاں فائل موجود تھی جس پر میزائل اپ ڈیٹ کے الفاظ درج تھے۔ اس نے فائل نکال کر میز پر رکھی اور اسے کھولا تو فائل میں چار کاغذ موجود تھے۔ جارج نے اپنے کوٹ کے بائیں ہاتھ کی اوپر والی جیب سے ایک سرخ رنگ کا بال پوائنٹ نکالا اور پھر اس کی لکھنے والی سائیڈ کا رخ کاغذ کی طرف کر کے اس نے پچھلے حصے کو پریس کیا تو بال پوائنٹ کی نوک سے تیز روشنی نکل کر پورے کاغذ پر پھیل گئی۔ اس نے کاغذ پلٹا اور ایک بار پھر یہی عمل دوہرایا۔ فائل میں چار کاغذ تھے اور جارج نے سب کے ساتھ یہی عمل دوہرایا اور اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے جلدی سے فائل بند کر کے اسے واپس میز کی سب سے نچلی دراز میں رکھ کر اس نے آہستہ سے دراز بند کر دی اور پھر الماریوں کو بند کر کے وہ تیزی سے مڑا۔ بال پوائنٹ اس نے واپس اوپر والی جیب میں رکھ لیا تھا اور اس کی کیپ دیکھ کر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس میں اس قدر طاقتور ریز کیمرہ ہو گا۔

"آؤ۔ کام ہو گیا ہے"...... جارج نے باہر نکل کر آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آفس کا دروازہ دوبارہ بند کر دیا اور پھر وہ وہیں سے ہی واپس اسی فولادی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ پھر اس دروازے سے باہر آ کر جارج نے فولادی چکر کو گھما کر اسے بند کر دیا اور اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا

سا پیکٹ نکالا۔ اس میں سے سرخ رنگ کی پتی نکالی جو میگا بم تھا۔ جارج نے اس کے اوپر موجود ایک چھوٹے سے بٹن کو پریس کر دیا تو وہ جگہ جہاں اس نے دباؤ ڈالا تھا چمکدار ہو گئی۔ جارج نے بڑے محتاط انداز میں یہ پتی ایک پتھر کی اوٹ میں اس طرح رکھ دی کہ سرسری انداز میں نظر نہ آ سکے۔

"یہاں وائرلیس ریز پہنچ جائیں گی کیونکہ یہ جگہ بند ہے"۔ ریٹا نے کہا۔

"وائرلیس ریز پاتال میں بھی پہنچ جاتی ہیں"...... جارج نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے واپس مڑ گئے۔ پھر اس کمرے میں جہاں پرانی لکڑی کی چیزیں پڑی تھیں پہنچ کر جارج نے وہ چٹان دوبارہ برابر کر دی اور اس کے بعد وہ باہر جانے والی سرنگ میں داخل ہو گئے اور ایک بار پھر وہاں کی چٹان کو بھی بند کر دیا۔ اس کے بعد جارج نے جیب سے ٹارچ نکالی اور پھر وہ واپسی کا سفر طے کرنے لگے۔

"مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا جارج کہ ہم مشن مکمل کر کے واپس جا رہے ہیں۔ کوئی مقابل ہی نہیں آیا"...... ریٹا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ واقعی ہماری خوش قسمتی ہے ورنہ یہ لوگ تو ہمارے نقش قدم پر چلتے ہوئے آ رہے تھے"...... جارج نے کہا. تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں انہیں

رینگ کر باہر جانا تھا اور تھوڑی سی کوشش کے بعد جارج رینگتا ہوا چٹانوں کے درمیان موجود سوراخ میں سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے ریٹا بھی باہر آ گئی اور زور زور سے سانس لینے لگی۔

"آؤ"...... جارج نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اس جھاڑی کے قریب سے گزرے جہاں کاشو کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ جارج اور ریٹا دونوں اسے حقارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں جیپ موجود تھی۔ جارج ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ ریٹا سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"نقشہ نکالو تاکہ ایئر پورٹ کا راستہ سمجھ لیں"...... جارج نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں رکھا ہوا تہہ شدہ نقشہ نکال کر ڈیش بورڈ بند کر دیا اور نقشے کو کھول کر ریٹا اپنے اور جارج کے درمیان رکھ کر اس پر جھک گئی۔ جارج نے بھی جھک کر اسے دیکھا اور پھر انہوں نے اس جگہ کو نقشے میں مارک کر لیا جہاں وہ اس وقت موجود تھے اور پھر انہوں نے مل کر نقشے میں ایئر پورٹ کو تلاش کیا اور پھر وہاں تک پہنچنے والی سڑکیں چیک کرنا شروع کر دیں۔ کافی دیر تک چیکنگ کرنے کے بعد جب جارج کو یقین ہو گیا کہ اسے ایئر پورٹ کا راستہ اچھی طرح یاد ہو گیا ہے تو وہ سیدھا ہوا اور پھر اس نے جیپ کو آگے بڑھا دیا جبکہ ریٹا نے نقشہ بند کر کے اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھ دیا۔ پھر

تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد اور کئی جگہوں سے لوگوں سے پوچھنے کے بعد بہرحال وہ ایئر پورٹ پہنچ گئے۔ یہ چھوٹا سا ایئر پورٹ تھا جہاں صرف چھوٹے طیارے ہی اتر سکتے تھے۔ ایسے چھوٹے طیارے جن میں زیادہ سے زیادہ چھ افراد بیٹھ سکتے تھے۔ جارج نے جیپ کو پارکنگ میں روکا اور پھر جیپ سے نیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے ریٹا بھی نیچے اتر آئی اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ایئر پورٹ کے آفس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ایک ونڈو پر چارٹرڈ طیاروں کی بکنگ کا بورڈ موجود تھا اور ایک باوردی آدمی وہاں موجود تھا۔

”ہمیں دارالحکومت کے لئے طیارہ چارٹرڈ کرانا ہے“...... جارج نے کہا۔

”یس سر۔ ابھی ایک طیارہ دارالحکومت سے یہاں پہنچا ہے۔ وہ آپ بک کرا سکتے ہیں لیکن آپ کو ایک گھنٹہ انتظار کرنا پڑے گا تاکہ اس کا فیول فل کیا جا سکے اور اس کی صفائی اور چیکنگ وغیرہ کی جا سکے“...... بکنگ ونڈو پر موجود آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ یہاں ریستوران تو ہو گا۔ ہم وہاں ایک گھنٹہ گزار لیتے ہیں۔ کتنی رقم دینا ہو گی لیکن میرے پاس تو گارینٹڈ چیک ہے“...... جارج نے کہا تو بکنگ آفیسر نے چیک لینے کا اقرار کر لیا اور رقم بتا دی۔

”آپ ڈالروں میں بتائیں“...... جارج نے کہا تو بکنگ آفیسر نے ڈالروں میں رقم بتا دی اور جارج نے جیب سے چیک بک نکال کر ایک چیک پر رقم لکھی اور پھر دستخط کر کے اس نے چیک کو چیک بک سے علیحدہ کیا اور پھر اسے بکنگ آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ بکنگ آفیسر نے چیک کو غور سے دیکھا اور پھر اسے دراز میں رکھ کر اس نے سامنے موجود رجسٹر میں اندراجات کرنے شروع کر دیئے۔

”آپ کے نام کیا ہیں“...... بکنگ آفیسر نے کہا۔

”میرا نام روبرز ہے اور یہ میری ساتھی ہے مس ڈوگی“۔ جارج نے کہا تو بکنگ آفیسر نے ایک بار پھر انہیں حیرت بھری نظروں سے دیکھا کیونکہ وہ مقامی میک اپ میں تھے لیکن پھر اس نے نظریں جھکا لیں اور رجسٹر پر اندراجات کر کے اس نے رقم کی رسید کاٹی اور رسید ان کی طرف بڑھا دی۔

”ایک گھنٹے بعد آپ کو فلائٹ تیار ملے گی“...... بکنگ آفیسر نے کہا۔

”تھینک یو۔ اب بتا دیں کہ ریستوران کدھر ہے“...... جارج نے کہا تو بکنگ آفیسر نے اشارے سے انہیں بتا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ایئر پورٹ کی نسبت سے چھوٹے سے ریستوران میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جارج نے ہاٹ کافی اور کلب سینڈوچ منگوا لئے۔

”وہ میگا بم کب فائر کرو گے“...... ریٹا نے کہا۔

"ابھی کرتے ہیں"...... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے وائرلیس ڈی چارجر نکال لیا۔

"کاش۔ یہاں ہم اس پہاڑی کے پھٹنے کا نظارہ بھی کر سکتے"۔ ریٹا نے کہا۔

"ہاں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو زیادہ لطف آتا"...... جارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دس کلومیٹر کی رینج سے باہر تو نہیں پہنچ گئے"...... ریٹا نے ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"رینج میں ہیں۔ دیکھو یہ سرخ بلب جل اٹھا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ رینج درست ہے"...... جارج نے ریٹا کو ڈی چارجر دکھاتے ہوئے کہا اور پھر جارج نے جیسے ہی ہاتھ واپس کیا تاکہ دوسرا بٹن پریس کرے اچانک کسی نے اس کے ہاتھ پر جھپٹا مارا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ سے ڈی چارجر غائب ہو چکا تھا اور وہ بے اختیار بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن اس قدر تیزی سے تاریک پڑ گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے اور اس کے تمام احساسات اس تاریکی میں جیسے ڈوبتے چلے گئے۔

چھوٹے طیارے نے جیسے ہی چتوڑ گڑھ کے چھوٹے ایئر پورٹ پر لینڈ کیا وہ ٹیکسی کرتا ہوا ایئر پورٹ کی عمارت کے قریب آ کر رک گیا۔ طیارے میں صرف عمران اور ٹائیگر ہی تھے اور وہ دارالحکومت سے طیارہ چارٹرڈ کرا کر یہاں آئے تھے۔ طیارے سے نیچے اتر کر وہ دونوں پیدل چلتے ہوئے عمارت میں داخل ہوئے اور پھر پبلک لاؤنج کی طرف بڑھنے لگے۔ ایئر پورٹ پر زیادہ افراد نہیں تھے۔ عمران ایک ونڈو کے سامنے سے گزرا تو اس کی نظریں ونڈو کے سامنے کھڑے مرد اور اس کے قریب کھڑی عورت پر پڑیں تو اس کے قدم آہستہ ہو گئے اور اس نے ٹائیگر کو مخصوص اشارہ کیا تو ٹائیگر بھی آہستہ ہو گیا۔ عمران دو قدم اٹھا کر رک گیا تھا۔ ٹائیگر بھی اس کے ساتھ رک گیا تھا۔

"میرے ساتھ اس طرح باتیں کرو جیسے تم کسی اہم موضوع پر

مجھے سمجھانے کی کوشش کر رہے ہو“...... عمران نے سرگوشیانہ انداز میں کہا تو ٹائیگر نے واقعی اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے وہ عمران کو کوئی خاص پوائنٹ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہو لیکن عمران کے کان اپنے عقب میں کھڑے مرد اور عورت کی باتوں پر لگے ہوئے تھے۔ مرد ہی بول رہا تھا جبکہ عورت خاموش کھڑی تھی۔ وہ طیارہ چارٹرڈ کرا رہے تھے۔ پھر عمران نے مرد کو ڈالروں میں کرایہ بتانے اور گارینٹڈ چیک دیئے جانے کی بات بھی سن لی۔ آخر میں مرد نے اپنا نام روبرز اور عورت کا نام مس ڈوگی بتایا اور پھر اس مرد نے ریستوران کے بارے میں پوچھا۔

”آؤ۔ ریستوران میں چلتے ہیں“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور کونے میں موجود ریستوران کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ریستوان میں داخل ہو گئے۔عمران نے ٹائیگر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود وہ مینجر کے آفس کی طرف بڑھ گیا جو سامنے تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ میز کے پیچھے بیٹھا ہوا آدمی اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”جی صاحب۔ حکم“...... مینجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک کارڈ نکال کر مینجر کے سامنے رکھ دیا۔ مینجر نے ایک نظر کارڈ پر ڈالی تو اس کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا اور اس کا ہاتھ جس میں اس نے کارڈ پکڑا ہوا تھا کانپنے لگ گیا۔

”یس سر۔ حکم سر۔ ہم تو خادم ہیں سر“...... مینجر نے قدرے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے اس کے ہاتھ سے کارڈ لیا اور اس پر ایک نظر ڈال کر اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔ اس کی جیب میں کئی طرح کے کارڈ پڑے رہتے تھے اس لئے اسے بھی معلوم نہ تھا کہ اس نے کون سا کارڈ مینجر کو دے دیا ہے۔ کارڈ پر عبدالرشید ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو درج تھا اور کارڈ پر سرکاری نشانات بھی موجود تھے۔ اب اسے معلوم ہوا تھا کہ اس چھوٹے سے ایئر پورٹ کا مینجر یہ کارڈ پڑھ کر کیوں زرد پڑ گیا تھا اور وہ کیوں کانپنے لگ گیا تھا۔

”گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن تمہیں ہمارے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا ورنہ تمہیں بھی ہیڈکوارٹر لے جا کر تھرڈ ڈگری کے عمل سے گزارا جا سکتا ہے“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”جناب۔ ہم حکومت کے خادم ہیں۔ آپ حکم فرمائیں“۔ مینجر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے تھرڈ ڈگری کے بارے میں وہ کافی کچھ جانتا تھا۔

”تمہارے ریستوران میں ایک جوڑا آ رہا ہے۔ یہ جوڑا دشمن ایجنٹ ہیں اور ہم نے انہیں فوری بے ہوش کرنا ہے اور بے ہوش کر کے ہم انہیں تمہارے کمرے میں لے آئیں گے۔ تم اپنے دونوں ویٹرز کو بلا کر سمجھا دو۔ اگر تعاون کرو گے تو سیف رہو گے ورنہ“۔ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا تھا۔

"یس سر۔ ہم آپ سے مکمل تعاون کریں گے"...... مینجر نے کہا تو عمران نے جیب سے گیس پسٹل نکالا اور اس کا میگزین کھول کر اس نے اس میں سے دو کیپسول نکالے اور پھر مینجر سے کاغذ لے کر اس نے ان دونوں کیپسولوں کو کھول کر ان میں بھرا ہوا سفید رنگ کا پاؤڈر نکال کر کاغذ پر ڈالا اور پھر اس نے کاغذ کی پڑیا سی بنا لی۔ اس دوران اس نے سانس روک رکھا تھا جبکہ مینجر باہر اپنے ویٹرز کو معاملات سمجھانے چلا گیا تھا۔ دونوں پڑیاں جیب میں ڈال کر عمران آفس سے باہر آیا تو وہ جوڑا ایک ٹیبل کے گرد بیٹھ چکا تھا جبکہ ٹائیگر ان کے پیچھے والی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک ویٹر ان سے آرڈر لے کر واپس آ رہا تھا۔

"او کے"...... عمران نے باہر موجود مینجر کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر ہو کر کارروائی کریں۔ آل از او کے"۔ مینجر نے آہستہ سے کہا تو عمران نے جیب میں موجود دونوں کاغذ کی بنی ہوئی پڑیاں دبائیں اور پھر ہاتھ باہر نکال لیا۔ وہ اب ٹیبل کے قریب سے گزر رہا تھا جس پر روبرز اور ڈوگی بیٹھے ہوئے تھے اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے روبرز کے ہاتھ میں ایک میگا بم ڈی چارجر دیکھا۔ اس کا سرخ بلب جل رہا تھا اور وہ ڈوگی کو دکھا رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دوسرا بٹن دباتا عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے روبرز سے ڈی

چارجر چھین لیا۔ روبرز ایک جھٹکے سے اٹھا ہی تھا کہ عمران نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کاغذ کی پڑیوں کو زور سے کھینچا اور گھما کر روبرز کی ناک پر مار دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اٹھ کر کھڑی ہوتی ہوئی ڈوگی کی ناک پر بھی اس کا ہاتھ پڑا جس میں وہ سفید رنگ کا پاؤڈر موجود تھا اور روبرز اور ڈوگی دونوں لہراتے ہوئے فرش پر گر گئے تو عمران نے ڈی چارجر کا ایک بٹن پریس کر کے وہ سرخ رنگ کا بلب آف کیا اور اسے جیب میں رکھ لیا جبکہ بیرونی کاؤنٹر پر کھڑے مینجر نے ویٹرز کو اشارہ کیا تو ویٹرز نے تیزی سے آگے بڑھ کر روبرز اور ڈوگی کو اٹھایا اور انہیں فوراً ریستوران سے آفس کے عقب میں موجود ایک کمرے میں فرش پر لٹا دیا۔ ٹائیگر کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔ اسے اس سارے ڈرامے کی کوئی سمجھ ہی نہ آ رہی تھی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ان کے علاوہ اس وقت ریستوران میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا ورنہ اچھا خاصا ہنگامہ ہو جاتا۔

"ٹائیگر۔ جاؤ اور پارکنگ سے کوئی گاڑی لے آؤ۔ ہم نے ان دونوں کو لے جانا ہے۔ جلدی کرو۔ اس مینجر کے آفس کے عقبی دروازے کے باہر اسے روک دینا۔ یہی ہمارے مطلوبہ ایجنٹ ہیں"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اس طرح اچھلا جیسے اس کے جسم میں لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ دوڑ گیا ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے ایک جیپ لا کر دروازے کے پاس روک دی تو عمران کے کہنے پر

مینجر اور ویٹرز نے دونوں بے ہوش افراد کو اٹھایا اور جیپ میں ڈال دیا۔

"صاحب۔ یہ دونوں آئے بھی اس جیپ میں تھے۔ میں نے دیکھا تھا"...... ایک ویٹر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او کے"...... عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا تو ویٹر نے سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران اور سائیڈ سیٹ پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا۔ پھر وہ راستے میں حویلی رانا ہاشم کا پوچھ پوچھ کر آگے بڑھتے رہے۔

"باس۔ اس حویلی میں کافی لوگ ہوں گے۔ آپ ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ میں اس سرنگ کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"تو باس ہمیں کوئی ویران حویلی تلاش کرنا ہو گی۔ یہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں۔ آسانی سے زبان نہیں کھولیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو ایسے ہی سہی"...... عمران نے کہا اور تھوڑا سا آگے جاتے ہی اس نے جیپ کو ایک سائیڈ پر موجود ایک کھنڈر سی عمارت کے اندر موڑ گیا۔

"اس عورت کو یہیں پڑا رہنے دو اور اس مرد کو اٹھا کر اندر لے آؤ"...... عمران نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے کہا تو ٹائیگر

سر ہلاتا ہوا نیچے اترا اور اس نے عقب میں پڑے ہوئے روبرز کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور ایک قدرے درست کمرے میں جا کر اس نے عمران کی ہدایت پر اسے دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بٹھا دیا۔

"اسے پکڑے رہو"...... عمران نے کہا اور خود اس نے جیب سے خنجر نکالا اور خنجر کی نوک سے اس نے روبرز کی گردن کی عقبی طرف کٹ لگا دیا۔ جیسے ہی خون رسنے لگا روبرز کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گے اور عمران اس کے سامنے زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔

"اسے پکڑے رکھنا۔ میں نے اس کے ذہن سے سب کچھ معلوم کرنا ہے ورنہ اس کے ٹکڑے بھی اڑا دیئے جائیں تو یہ کچھ نہیں بتائے گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد روبرز نے آنکھیں کھول دیں اور پھر اس نے جیسے ہی سامنے موجود عمران کو دیکھا تو اس کی نظریں عمران پر جم گئیں۔ اب اس کی پلکیں تک نہ جھپک رہی تھیں۔ ادھر عمران کی پلکیں بھی نہ جھپک رہی تھیں۔ عمران کا چہرہ تیزی سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد عمران نے ایک جھٹکے سے نظریں روبرز کے چہرے سے ہٹائیں اور آنکھیں بند کر کے ان پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لئے جبکہ روبرز کی آنکھیں دوبارہ بند ہو گئی تھیں اور اس کا تنا ہوا جسم بھی ایک بار پھر ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد عمران نے

چہرہ گھمایا تو اب اس کے چہرے کا رنگ جو قندھاری انار سے بھی زیادہ سرخ ہو گیا تھا خاصی حد تک نارمل ہو گیا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں سرخی ابھی تک موجود تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ آشوب چشم کا مریض ہو۔

''باس۔ آپ کی آنکھیں تیز سرخ ہو رہی ہیں''...... ٹائیگر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کچھ دیر تک یہ ایسے ہی رہیں گی۔ آئی ٹی ای کا یہی مسئلہ ہے کہ اس میں آنکھوں اور ذہن دونوں پر ناقابل برداشت دباؤ پڑتا ہے''...... عمران نے جوب دیا۔

''آئی ٹی ای۔ یہ کیا ہوتا ہے باس''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''آئیڈیاز ٹرانسفرڈ بائی آئیز''...... مطلب ہے آنکھوں کے ذریعے خیالات کی منتقلی۔ اب میں نے روبرز کے ذہن سے وہ سب کچھ معلوم کر لیا ہے جو یہ زندگی بھر نہ بتاتا اور اسے معلوم ہی نہیں ہو سکا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب ان کا کیا کرنا ہے''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''انہیں دارالحکومت میں رانا ہاؤس لے جانا ہے۔ چلو اسے دوبارہ جیپ میں لے جا کر ڈال دو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے جھک کر دوبارہ بے ہوش روبرز کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور باہر آ

کر جیپ کی عقبی سیٹ پر ڈال دیا۔

''باس۔ یہ دوبارہ خود بخود کیسے بے ہوش ہو گیا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میں نے اسے حکم دیا تھا کہ یہ بے ہوش ہو جائے اور جب تک میں اسے حکم نہ دوں یہ ہوش میں نہ آئے''...... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جارج کے تاریک ذہن میں روشنی کے جگنو سے چمکے اور پھر یہ روشنی پھیلتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی نہ صرف آنکھیں کھل گئیں بلکہ اس کا شعور بھی پوری طرح جاگتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے ساتھ ہی جیسے شدید حیرت نے اس کے ذہن پر قبضہ کر لیا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ وہ چتوڑ گڑھ کے ایئر پورٹ کے ریستوران کی بجائے کسی کافی بڑے ٹارچنگ روم میں موجود تھا اور وہ کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اسی لمحے اسے ریٹا کی کراہ بائیں طرف سے سنائی دی تو اس نے تیزی سے گردن موڑی تو یہ دیکھ کر ایک بار پھر چونک پڑا کہ ساتھ والی کرسی پر ریٹا بھی بیٹھی ہوئی تھی اور وہ بھی راڈز میں جکڑی ہوئی تھی اور وہ ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہی تھی۔ جارج نے ہونٹ بھینچے اور پھر اس نے اپنی دائیں ٹانگ کو حرکت دے کر

پیچھے لے جانے کی کوشش کی تا کہ کرسی کے عقب میں موجود بٹن کو پریس کر کے راڈز سے نجات حاصل کر سکے لیکن تھوڑی سی کوشش کے بعد اسے معلوم ہو گیا کہ کرسی کے عقب میں ایسا کوئی بٹن نہیں ہے تو اس نے سامنے دیوار پر نصب سوئچ بورڈ کو نظروں ہی نظروں میں چیک کرنا شروع کر دیا۔ لیکن وہاں بھی ایسے بٹن موجود نہیں تھے جن سے وہ یہ سمجھتا کہ ان راڈز کو ان بٹنوں کی مدد سے آپریٹ کیا جاتا ہے۔

اسی لمحے ریٹا کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو اس نے گردن اس کی طرف موڑ دی اور پھر پہلی بار وہ یہ محسوس کر کے چونک پڑا کہ اس کرسی جس پر وہ بیٹھا تھا اور وہ کرسی جس پر ریٹا بیٹھی ہوئی تھی کے گرد موجود راڈز میں فرق تھا۔ ریٹا کی کرسی کے گرد موجود راڈز خاصے ٹائٹ تھے تا کہ ریٹا عورت ہونے کی وجہ سے گیپ کا فائدہ اٹھا کر راڈز کی گرفت سے نکل نہ جائے جبکہ اس کی کرسی کے راڈز اس کے جسم کی مناسبت سے ریٹا کی کرسی کے راڈز سے قدرے کھلے تھے اور یہ فرق سامنے آتے ہی اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس فرق نے اسے بتا دیا تھا کہ یہ راڈز ریموٹ کنٹرولڈ ہیں کیونکہ جسم کی مناسبت سے راڈز کو ٹائٹ کرنا یا ڈھیلے کرنا صرف ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ہی ممکن ہو سکتا تھا۔

"یہ کیا مطلب۔ ہم کہاں ہیں۔ اوہ۔ جارج یہ۔ یہ کیا ہے"...... یکلخت ریٹا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہم کسی ایجنسی کی گرفت میں ہیں''...... جارج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیوں۔ انہیں کس طرح یہ سب معلوم ہوا۔ ہمارا تو ان سے اب تک سرے سے ون ٹو ون ٹکراؤ ہی نہیں ہوا۔ پھر کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... ریٹا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو ہوا ہے''...... جارج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''جب ٹکراؤ ہی نہیں ہوا۔ پھر کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے''۔ ریٹا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میری جیب میں وہ بال پوائنٹ بھی موجود نہیں ہے جس میں فارمولا موجود تھا اور وہ ڈی چارجر بھی اچانک چھین لیا گیا۔ نجانے یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا''...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تو واقعی ٹارچنگ روم ہے اور خاصا جدید ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم ملٹری انٹیلی جنس کی گرفت میں ہیں۔ ہمیں ان راڈز سے چھٹکارا پانا ہے''...... اس بار ریٹا نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں کوشش کر چکا ہوں۔ یہ ریموٹ کنٹرولڈ راڈز ہیں''۔ جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس قدر جدید چیئرز''...... ریٹا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جارج کوئی بات کرتا کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا جبکہ اس کے پیچھے ایک نوجوان تھا جس کے بعد دیوقامت دو حبشی تھے جن میں سے ایک افریقی تھا جبکہ دوسرا ایکریمی۔ جارج اور ریٹا حیرت سے ان سب کو دیکھ رہے تھے۔ سوٹ والے آدمی کا چہرہ دیکھ کر فوراً یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی معصوم بچے کا چہرہ ہو جس پر اب تک زمانے کے حوادث کا کوئی اثر نہ ہوا ہو۔ اس کے چہرے پر معصوم سی مسکراہٹ تھی۔ البتہ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ ان کی کرسیوں سے کچھ فاصلے پر دو کرسیاں موجود تھیں۔ دونوں سوٹ والے ان کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ دونوں دیو ان کی کرسیوں کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔

''تم دونوں کراؤز کے شہرہ آفاق ایجنٹ ہو اور تمہاری فائلیں کارناموں سے بھری پڑی ہیں۔ تمہارے نام جارج اور ریٹا ہیں''۔ اس معصوم چہرے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ان کے کارناموں سے خاصا مرعوب ہو گیا ہو۔

''تم کون ہو۔ ہمیں کیوں اس انداز میں جکڑا گیا ہے اور یہ کون سی جگہ ہے''...... جارج نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایک سوال میں تین سوالات۔ بہرحال پھر بھی تعداد کم ہے۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو ایک سوال میں کم از کم پندرہ سوال تو

ضرور کرتا۔ مثلاً میں کون ہوں۔ میں کیا ہوں۔ میں کیوں ہوں۔ وغیرہ وغیرہ''...... اس آدمی نے جواب دیا تو جارج نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے اس آدمی کے انداز اور گفتگو پر خاصی حیرت اور الجھن سی ہو رہی تھی۔ وہ اس انداز میں بات کر رہا تھا جیسے وہ سب پکنک پر آئے ہوئے ہوں۔

''تم اپنا تعارف تو کراؤ''...... ریٹا نے کہا۔

''خواتین کو اپنا تعارف کراتے ہوئے بہت محتاط ہونا پڑتا ہے کیونکہ خواتین جن خصوصیات کو پسند کرتی ہیں وہ میرے اندر موجود نہیں ہیں۔ مثلاً اگر میں اپنے نام سے پہلے لارڈ لگا دوں تو خواتین فوراً مرعوب ہو جاتی ہیں اور اس مرعوبیت کے عالم میں ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ لارڈ کے ارد گرد ہی رہیں۔ چاہے لارڈ کہلانے والا شکل وصورت میں گارڈ ہی کیوں نہ لگتا ہو۔ سیکورٹی گارڈ نہیں بلکہ ریلوے گارڈ''...... اس آدمی نے اسی طرح ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم یہ کس قسم کی باتیں کر رہے ہو۔ تم نے ہمیں کیوں جکڑ رکھا ہے''...... جارج نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چلو تمہارے پاس وقت کی کمی ہے تو میں تعارف کرا دیتا ہوں ورنہ میرے پاس تو وقت اس قدر وافر موجود ہے کہ میں نے وقت کی گٹھڑیاں باندھ کر سٹور روم میں ڈالی ہوئی ہیں اور مسلسل یہ گٹھڑیاں وجود میں آتی جا رہی ہیں۔ بہرحال میرا نام علی عمران ایم

ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرا اکلوتا شاگرد ٹائیگر ہے۔ ویسے اس کا نام ٹائیگر ہے ورنہ یہ اچھا ہمدرد دل رکھنے والا ہے۔ البتہ شکار پر لپکتا ٹائیگر کی طرح ہی ہے اور یہ جو دو دیو عقب میں موجود ہیں ان میں سے ایک کا نام جوزف اور دوسرے کا نام جوانا ہے''...... اس آدمی جس نے اپنا نام عمران بتایا تھا، اسی طرح مسکراتے ہوئے معصوم سے انداز میں کہا تو جارج اور ریٹا دونوں نے بے اختیار طویل سانس لئے کیونکہ عمران اور ٹائیگر دونوں کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ گو وہ انہیں دیکھ پہلی بار رہے تھے۔

''تم۔ تم عمران ہو۔ کیا۔ کیا واقعی تم عمران ہو۔ وہی عمران جو سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے''...... جارج کے منہ سے بے اختیار الفاظ اس طرح نکلے جیسے اس کی زبان اس کے قابو سے باہر ہو گئی ہو۔

''مجھے خوشی ہے کہ تم جیسے بڑے ایجنٹ بھی مجھ جیسے چھوٹے لیول پر کام کرنے والوں کو جانتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ مگر تم سے تو ہماری اب تک ون ٹو ون کبھی ملاقات یا ٹکراؤ ہی نہیں ہوا۔ پھر تم نے ہم پر ہاتھ کیسے ڈالا اور کیوں۔ ہم نے کیا جرم کیا ہے''...... ریٹا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''جارج کی جیب میں موجود بال پوائنٹ اب میرے قبضے میں

ہے جس میں میزائل اپ ڈیٹ فائل کی کاپی موجود تھی اور لیبارٹری کے فولادی دروازے کے باہر رکھی ہوئی میگا بم پتی بھی آف کر دی گئی ہے۔ جہاں تک ون ٹو ون ٹکراؤ نہ ہونے کے باوجود تم پر ہاتھ ڈالنے کی بات ہے تو تم سے بس ایک چھوٹی سی غلطی ہو گئی جس کی وجہ سے تم یہاں اس حالت میں موجود ہو ورنہ تم نے واقعی اس بار ہمیں مکمل شکست دے دی تھی“...... عمران نے کہا۔

”غلطی۔ کون سی غلطی“...... جارج نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

”تم دونوں اسی میک اپ میں ہو جس میک اپ میں تم رانا ہاشم کی حویلی میں اس کے ملازم کاشو کے ساتھ چتوڑ گڑھ جانے کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ ہم نے رانا ہاشم سے تمہارے حلیوں کی تفصیلات حاصل کر لی تھیں اور جب مجھے تم دونوں چتوڑ گڑھ کے ایئر پورٹ پر چارٹرڈ ونڈو کے سامنے انہی حلیوں میں کھڑے نظر آئے تو میں چونک پڑا۔ تمہاری بات چیت سننے پر معلوم ہوا کہ تم ایک گھنٹہ ریستوران میں بیٹھو گے۔ پھر فلائٹ کے تیار ہونے پر دارالحکومت چلے جاؤ گے اور پھر تم نے ریستوران میں بیٹھ کر ڈی چارجر نکال کر لیبارٹری کو اڑانے کی کوشش کی تو تم پر فوری ہاتھ ڈال دیا گیا اور تمہیں بے ہوش کر کے وہاں سے دارالحکومت لایا گیا ہے“۔ اس بار عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ سب غلط ہے۔ ہمارا کسی لیبارٹری سے کیا تعلق اور تم یہ الزام ہم پر کسی بھی عدالت میں ثابت نہ کر سکو گے“...... جارج نے

کہا تو سامنے بیٹھا ہوا عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم نے واقعی بہترین صلاحیتوں کا استعمال کیا ہے جارج۔ تم الیون ہنڈرڈ زیرو ریز ساتھ لے گئے تھے۔ اس طرح تم نے وہاں موجود کمپیوٹر کو ناکارہ بنا دیا۔ جس وقت تم وہاں داخل ہو گئے تھے اس وقت لیبارٹری کے تمام سائنس دان ایک اہم تجربے میں وہاں سے کافی فاصلے پر موجود تجربہ گاہ میں مصروف تھے۔ تم نے کاشو سے اس سرنگ کا پتہ بھی چلایا اور پھر اسے ہلاک کر کے تم اس سرنگ کے ذریعے وہاں پہنچے اور تم نے اپنی ذہانت سے قدیم میکنزم کو استعمال کرتے ہوئے راستے کھول لئے۔ پھر تمہاری خوش بختی کہ تمہیں ڈاکٹر گلزار کا آفس فوری نظر آ گیا اور تم نے آفس میں موجود فائل کی بھی کاپی کر لی اور پھر اسی راستے سے واپس آ گئے۔ البتہ تم لیبارٹری کی تباہی کے لئے ڈیوائس وہاں چھوڑ آئے اور پھر ریستوران میں بیٹھ کر تم نے اسے ڈی چارج کرنے کی کوشش کی لیکن تمہیں بروقت روک لیا گیا ورنہ واقعی لیبارٹری مکمل طور پر تباہ ہو جاتی“...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ سب تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم نہ تو ہمارے ساتھ تھے اور نہ ہی ہمیں وہاں کیمرے لگے نظر آئے“...... جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہاری ساتھی عورت ریٹا بار بار ون ٹو ون ٹکراؤ کی بات کر رہی ہے اور اسی میں تمہارے سوال کا جواب ہے کہ میں نے جب

تمہارے ساتھ ون ٹو ون ملاقات کی تو جو کچھ تمہارے ذہن میں تھا وہ اس ون ٹو ون ملاقات کی وجہ سے میرے ذہن میں ٹرانسفر ہو گیا''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے''...... جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ انتہائی جدید ترین علم ہے۔ ایکریمیا میں تو اس پر کافی عرصے سے کام ہو رہا ہے اور اسے آئیڈیاز ٹرانسفرڈ بائی آئیز یعنی خیالات کا آنکھوں کے ذریعے منتقل کیا جانا کہا جاتا ہے۔ تم اسے ون ٹو ون ملاقات کہہ سکتے ہو۔ بہرحال اب باتیں بہت ہو گئیں۔ اب بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے''...... عمران نے کہا تو جارج چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ تم ہمیں قانون کے حوالے کر دو۔ ہم اپنے پر لگائے جانے والے الزامات کا دفاع کریں گے۔ پھر عدالت جو فیصلہ کرے''...... جارج نے کہا۔

''تم کراؤز کے ایجنٹ ہو۔ کیا تم نے کبھی اپنے مخالفوں کو قانون کے حوالے کیا ہے اور یہاں کا قانون میری پشت پر کھڑے یہ دو دیو ہیں۔ یہ چشم زدن میں تم پر قانون نافذ کر سکتے ہیں۔ ویسے ایک بات ہے۔ تم نے ابھی تک پاکیشیا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے لیکن تم نے کوشش پوری کی تھی''...... عمران نے کہا تو جارج کو محسوس ہوا کہ عمران کے دل میں ان کے لئے نرم گوشہ موجود ہے اور اسے

فوراً خیال آیا کہ عمران کے دل میں یہ نرم گوشہ ریٹا کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کیونکہ ریٹا کو دیکھتے ہی مردوں کے ذہن گھوم جاتے تھے۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم ہم دونوں کو چھوڑ دو تو ہمارا وعدہ ہے کہ ہم دوبارہ پاکیشیا کا رخ نہیں کریں گے اور ساتھ یہ بھی کہ ریٹا تمہارے ساتھ ایک ہفتہ رہنے کے لئے بھی تیار ہے۔ کیوں ریٹا''...... جارج نے کہا۔

''ہاں۔ عمران کی شخصیت مجھے بھی بے حد پسند آئی ہے''۔ ریٹا نے جارج کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر۔ جو کچھ یہ جارج اور ریٹا کہہ رہے ہیں تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے''...... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''باس۔ یہ بدکردار لوگ دوسروں کو بھی اپنی طرح بدکردار سمجھتے ہیں۔ آپ انہیں معاف کر کے سب کے ساتھ ظلم کریں گے''۔ ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں نے سن لیا ٹائیگر کا جواب۔ اب مجبوری ہے۔ میں تمہیں واقعی زندہ واپس بھجوانے کا سوچ رہا تھا کیونکہ تم نے کوشش ضرور کی تھی جو ایجنٹ کے طور پر تمہارا حق تھا۔ بہرحال میرے ملک کو کوئی نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکے لیکن تمہاری اس ریٹا والی بات نے مجھے اپنا فیصلہ تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اوکے۔ اب تمہاری جوزف اور جوانا سے ون ٹو ون ملاقات ہونی

چاہئے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''جوزف، جوانا۔ انہیں آف کر کے برقی بھٹی میں ڈال دو''۔ عمران نے سفاکانہ لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''سنو۔ سنو۔ پلیز سنو''...... جارج اور ریٹا دونوں نے بیک وقت چیختے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے دونوں حبشیوں کے ہاتھوں میں مشین پسٹل نظر آئے اور اس کے ساتھ ہی جارج اور ریٹا کو یوں محسوس ہوا جیسے لوہے کی کئی گرم سلاخیں ان کے جسموں میں اترتی چلی گئی ہوں۔ ان کے جسموں نے جھٹکے کھائے اور ان کے سانس یکلخت رکنے لگے۔ دونوں نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن جیسے سانس گلے میں پتھر بن کر پھنس گئے اور پھر ان کے ذہنوں پر تاریک چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

ختم شد